ماہِ محمود
یا
رمضانیات

افادات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ
رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، مفتیِ اعظم گجرات، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر
الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

رمضان کی تیاری | اصلاحی مضامین | منتخب فتاویٰ

ماہِ محمود
یا
رمضانیات

افادات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی اعظم گجرات، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

Al - Falah Islamic Foundation, India.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کتاب

ماہِ محمود یا رمضانیات

افادات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ
رکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند، مفتیِ اعظم گجرات، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب

مولانا ندیم احمد انصاری
ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
http://afif.in/

اشاعت: اول (مئی 2019)　**قیمت:** 240 روپے

کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

مکتبۂ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

دفتر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا (ممبئی/ نالاسوپارہ)-9022278319

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل-9913319190/9904886188

مکتبہ النور، دیوبند-9045909066/9027322726

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فہرس

پیش لفظ: حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری صاحب مدظلہ 9
عرضِ مرتب: مولانا ندیم احمد انصاری 10
تعارف: حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ کی خدمات 12
□ باب اول: رمضان کی تیاری 21
① جیسی تقریب ویسی تیاری 22
② اللہ تعالیٰ کے یہاں رمضان کا اہتمام 22
③ بھوک اور بیداری ٹریننگ کا گُر 24
④ رمضان کا اہتمام اور حضور ﷺ 25
⑤ امت پر حضور ﷺ کی شفقتیں 26
⑥ دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ 28
⑦ ایک چیز کی تڑپ 28
⑧ دو مہینے پہلے سے ذہن سازی 29
⑨ عظمت و بزرگی والا مہینہ 30
⑩ رمضان کے اعمال 31
⑪ اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں 31
⑫ انسان اور فرشتوں کی عبادت میں فرق 32
⑬ اختیار کے استعمال پر انعام اور سزا 33
⑭ جنت میں ٹھکانا 33
⑮ حساب وکتاب کے استحضار کی قیمت 34
⑯ جنت کی نعمتوں سے فایدہ انسان کے لیے 34
⑰ کمال کی چیز 35

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑱روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے	36
⑲عبادت کے اندر قیمت آئی	36
⑳صلاحیت کے مطابق لذت	37
㉑انگلی دی تو پہنچا پکڑ لیا	38
㉒اجازت کا غلط فایدہ	40
㉓مشغولی کے بعد یکسوئی کا حکم	41
㉔حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا معمول	41
㉕میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں	42
㉖ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو	43
㉗دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا	43
㉘اپنے کاموں کا نظام بنائیے	44
㉙روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے	44
㉚روزے کی حقیقت	45
㉛تقوے کی پہلی سیڑھی	46
㉜روزہ اسلام لانے کا سبب بنا	47
㉝عبادت کی حقیقت	49
㉞روزہ نہ لگنے کا علاج	50
㉟اسی کا نام تو تقویٰ ہے	52
㊱بدپرہیزی سے بچو	52
㊲دعا	54
□باب دوم: اصلاحی مضامین	67
①ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت	67
②رمضان کے روزوں کی فرضیت وفضیلت	69

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

③ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے	73
④ تقویٰ پیدا کرنے کے لیے اللہ نے روزوں کو فرض کیا	76
⑤ بوڑھے کا تقویٰ غیر مسلم کے اسلام لانے کا سبب بن گیا	79
⑥ رمضان میں خود کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچائیے	82
⑦ بندوں کے ساتھ اللہ کی محبت کا ایک نمونہ اور باب الریان	85
⑧ روزہ داروں کے فضائل اور رمضان میں سخاوت	88
⑨ رمضان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کے نمونے	89
⑩ رمضان کا مہینہ نیکی کے کاموں کو انجام دینے کا سیزن	92
⑪ شریعت کے حدود کی رعایت ضروری	95
⑫ رمضان کے روزوں میں نہ تو کمی ہونی چاہیے، نہ زیادتی	98
⑬ سحری کی فضیلت اور اس میں تاخیر کرنا	100
⑭ افطار میں جلدی کرنے والے بھلائی میں رہیں گے	103
⑮ غروب کے بعد افطار میں تاخیر کی ضرورت نہیں	106
⑯ جلدی افطار کرنے والا زیادہ محبوب	109
⑰ ایمان ویقین کی قوت کے ساتھ قیامِ تراویح	112
⑱ تراویح پر اجرت اور اس کا حیلہ	116
⑲ اعتکاف کے معنی، قسمیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول	118
⑳ زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت	120
㉑ سونا چاندی اور روپیہ کا نصاب	123
㉒ زکوٰۃ کے اسلامی نظام کا فائدہ	126
㉓ لیلۃ القدر میں عبادت کی فضیلت	129
㉔ صحابہ کو خواب میں شبِ قدر دکھلائی گئی	132
㉕ جاگنے کا مطلب اللہ کی عبادت میں وقت گزارنا ہے	134

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۶ شبِ قدر، رسول اللہ ﷺ اور ہمارا معاشرہ	138
۲۷ روزہ دار جھگڑوں اور گالی گلوچ سے خود کو محفوظ رکھے	141
۲۸ افطار کرانے اور روزے دار کے صبر کی فضیلت	143
۲۹ روزے سے متعلق چند مسائل	145
۳۰ کھجور، پانی سے افطار کی حکمت	148
باب سوم: منتخب فتاویٰ	151
۱ روزہ اور سحر و افطار سے متعلق بعض ہدایات	151
۲ روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے اور رکھنے نہ رکھنے سے متعلق بعض مسائل	153
۳ روزے میں انجکشن وغیرہ کے مسائل	155
۴ کان میں پانی جانے، یا کھانے پینے کے بعد روزے کا حکم	158
۵ روزے کے کفارے سے متعلق بعض مسائل	160
۶ روزہ افطار کرنے سے متعلق بعض مسائل	163
۷ روزے کی حالت میں شہوانی افعال اور مسائل	165
۸ تراویح کے بعض بنیادی مسائل	167
۹ تراویح سے متعلق چند ضروری مسائل	169
۱۰ تراویح میں پیش آنے والے بعض مسائل	172
۱۱ تراویح ضرور پڑھیں لیکن ان باتوں کا خیال رکھیں	175
۱۲ تراویح سے متعلق چند ہدایات	177
۱۳ خواتین اور نمازِ تراویح اور اُن کی جماعت	179
۱۴ ترویحے کی مروج دعاؤں سے متعلق وضاحت (پہلی قسط)	182
۱۵ ترویحے کی مروج دعاؤں سے متعلق وضاحت (آخری قسط)	185
۱۶ تراویح کی تعدادِ رکعات اور اس میں ختمِ قرآن کی حیثیت	187
۱۷ اعتکاف سے متعلق چند بنیادی مسائل	190

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑱ اعتکاف کے متعلق چند ضروری مسائل 193
⑲ اعتکاف سے متعلق چند کوتاہیاں 196
⑳ تراویح میں ختمِ قرآن پر دیا جانے والا ہدیہ اور معاوضہ 199
㉑ تراویح پر اگر معاوضہ لے لیا ہو تو اُسے بھی واپس کر دے 202
㉒ زکوٰۃ کے بعض بنیادی مسائل 206
㉓ زکوٰۃ سے متعلق بعض عام مگر ضروری مسائل 209
㉔ کسی مقصد کے تحت جمع شدہ مال وغیرہ پر زکوٰۃ 213
㉕ پروویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کے بعض مسائل 216
㉖ عورت کے زیورات پر زکوٰۃ سے متعلق بعض مسائل 219
㉗ کتنا اور کس طرح کا قرض زکوٰۃ میں مانع ہوتا ہے؟ 223
㉘ تجارت اور کاروبار اور زکوٰۃ کے چند مسائل 226
㉙ مدارس اور زکوٰۃ سے متعلق بعض مسائل 230
㉚ زکوٰۃ کے مصرف سے متعلق چند مسائل 233
□ باب چھارم: رؤیتِ ہلال 237
① ثبوتِ ہلال میں گذشتہ ماہ کا اعتبار 237
② ثبوتِ ہلال میں شہادت کا محل ہونا ضروری ہے 237
③ سعودیہ کا فیصلہ مسلکِ حنفی کی نظر میں 239
④ دوربین سے رویتِ ہلال 242
⑤ غائبانہ خبروں اور ہوائی جہاز سے رویتِ ہلال 244
⑥ چاند کی شہادت کو فلکی حسابات کی بنیاد پر رد کرنا 245
⑦ فیصلے میں اختلاف کے سبب نمازِ عید اور اعتکاف کا حکم 249
⑧ رویتِ ہلال میں اختلاف ہو تو عید و قربانی کیسے ادا کریں؟ 254

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رمضان آیا مومنو!

ندیم احمد انصاری عاملؔ

رحمت کی چادر تان کر رمضان آیا مومنو
بخشش کرانے آپ کی رمضان آیا مومنو
جنّت سجی ہے دھوم ہے رمضان آیا مومنو
بن کر سرا پا مغفرت رمضان آیا مومنو
سارے شیاطیں قید ہیں دوزخ کا منہ بھی بند ہے
کر لو عبادت رب کی اب، رمضان آیا مومنو
روزہ تلاوت میں رہو تم مُنہمِک اے مومنو
دینے سبق تقوے کا پھر رمضان آیا مومنو
اِفطار میں تم خوش رہو،جنّت ملے گی، اس سبب
جنت میں لے جانے تمھیں، رمضان آیا مومنو
اِک رات ہے اس ماہ میں عظمت فضیلت سے بھَری
دینے تمھیں وہ رات بھی، رمضان آیا مومنو
مالک کا یہ احسان ہے، موقع دیا ہم آپ کو
رحمت کی چادر تان پھر،رمضان آیا مومنو
کر لو دعا اپنے لیے،عاملؔ کو بھی دو یہ دعا
جنّت کا ہو پروانہ جو، رمضان آیا مومنو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیش لفظ

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد:

رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت کے پیش نظر، موقع بہ موقع اپنی یاد دہانی کی نیت سے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے سامنے اس مبارک ومحمود مہینے کی وصول یابی کی ترغیب دینے کا معمول ہے۔ اس سلسلے کا ایک وعظ 'رمضان کی تیاری' مطبوعہ ہے۔ اس کے ساتھ 'ریاض الصالحین' کے دروس بنام 'حدیث کے اصلاحی مضامین' سے چند اقتباسات اور 'محمود الفتاویٰ' سے چند فتاویٰ منتخب کر کے عزیزم مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ نے یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ جس کا نام سیدی ومولائی فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی نسبت سے '**ماہِ محمود یا رمضانیات**' تجویز کیا گیا۔

مولانا ندیم احمد انصاری اس سے قبل اس کتاب میں مشمولہ مضامین وفتاویٰ کو اپنے قایم کردہ ادارے 'الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا' کی ویب سائٹ سے نیز ممبئی کے ایک معروف اردو روزنامے میں دو سال تک ماہِ رمضان میں قسط وار شایع فرما چکے ہیں۔ اب 'رمضان کی تیاری' اور 'رویتِ ہلال' کے چند مسائل کے اضافے کے ساتھ مستقل کتاب کی صورت میں شایع کرنے جا رہے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے اس کی اجازت چاہی تو میں نے بخوشی اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو رمضان المبارک صحیح طور پر گذارنے کا سبب بنادے اور اسے میرے لیے بھی اور اُن کے لیے بھی سرمایۂ آخرت بنائے اور اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ آمین

العبد احمد خانپوری عفی عنہ

۲۵ر شعبان ۱۴۴۰ھ، ار مئی ۲۰۱۹ء

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عرضِ مرتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدلله وحده، والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده، اما بعد:

ماہِ 'رمضان المبارک' جس کے نام کے ساتھ ہی برکتیں جُڑی ہوئی ہیں' اس کا اہتمام خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہاں تقریباً ایک سال قبل سے کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے قول وعمل سے اس کی قدردانی کی ترغیب امت کو دی اور اسی لیے اہل اللہ کے یہاں اس مہینے کا انتظار شدتِ محبت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ خدا کے نیک بندے زیادہ سے زیادہ اوقات فارغ کرکے اس مبارک مہینے کی وصول یابی میں جُٹ جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اس ماہ میں عائد کردہ 'روزہ' رکھتے اور رسول اللہ ﷺ کی جاری کردہ سنت 'تراویح' کو نہایت شوق وذوق کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اور اس طرح تقوے کے حصول کی اپنی سی کوششیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی عبادتوں کو قبول فرمائے اور ایسا تقویٰ اختیار کرنے والا بنائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ آمین

دین پر عمل کرنے کے لیے احکامِ دین کا جاننا ضروری ہے۔ جب تک صحیح علم نہ ہو، عمل کی صحت مشکوک رہتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی عمل قابلِ قبول ہے، جو سنت وشریعت کے مطابق ہو۔ لیکن فی زمانہ وقت کی تنگی کا عذر پیش کرکے، بہت سے لوگ دین کے مسائل واحکام جاننے کے لیے وقت نہیں دیتے۔ اسی کے پیشِ نظر دو سال تک شہرِ ممبئی کے ایک اردو روزنامہ 'ممبئی اردو نیوز' کے مدیرِ اعلیٰ جناب شکیل رشید صاحب کے ایما پر اس ماہ میں عوام کی دینی رہنمائی کی خاطر راقم الحروف نے سیدی ومرشدی حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کو ایک خاص ترتیب سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بہت اچھے نتائج بھی سامنے آئے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

پہلے سال حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے بعض 'اصلاحی مضامین'، اور دوسرے سال رمضان کی عبادتوں سے متعلق آپ کے 'منتخب فتاویٰ' اخبار کے 'رمضان اسپیشل' نامی صفحے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی زینت بنے۔ اب ان تمام مضامین اور فتاویٰ کو اسی ترتیب سے کتابی صورت میں بنام '**ماہِ محمود یا رمضانیات**' پیش کیا جا رہا ہے۔ 'رمضان المبارک کی تیاری' کے عنوان سے حضرت مرشدی دامت برکاتہم کا ایک وعظ جو سالہا سال سے مستقلاً شایع ہوتا رہا ہے، اسے بھی اس کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے اور اس میں وارد آیات و احادیث کی تخریج بھی کر دی گئی ہے۔ اور اخبار میں گو کہ رویتِ ہلال سے متعلق فتاویٰ شایع نہیں کیے گئے تھے، لیکن اس کتاب میں ایسے چند فتاویٰ بھی ایک باب میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

وضاحت: (۱) حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے دروس کے مجموعے 'حدیث کے اصلاحی مضامین' اور آپ کے فتاویٰ میں رمضان المبارک سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں جمع نہیں کیا گیا ہے، جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ مرتب کا انتخاب ہے۔ موضوع سے متعلق حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے متعدد تحقیقی فتاویٰ صرف اس لیے اس مجموعے میں شامل ہونے سے رہ گئے کہ اخبار میں عام قارئین کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اہلِ علم حضرات اصل کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں (۲) یہ تمام فتاویٰ حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے مطبوعہ اردو فتاویٰ بنام 'محمود الفتاویٰ' سے ماخوذ ہیں، جن میں اخبار کے لیے عنوانات سمیت املا و تحریر کی کچھ ناگزیر ترمیم کے علاوہ کوئی خاص تصرف کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود مجھ بے علم و بے مایہ سے نقل وغیرہ میں کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اس کی ذمے داری فقط مجھ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ قارئین کوئی علمی فروگذاشت دیکھیں، تو مرتب کو مطلع کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اس نیک کام کی توفیق بخشی، اور دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور مرتب کے لیے اسے ذخیرۂ آخرت بنائے اور اپنے بندوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ آمین

ندیم احمد انصاری

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

۲۴/شعبان ۱۴۴۰ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرشد العلماء حضرت مولانا **مفتی احمد خانپوری** صاحب دامت برکاتہم کی دینی و علمی خدمات: ایک تعارف

بقلم: **ندیم احمد انصاری**

اکابر میں معاصر میں شریعت میں طریقت میں
عزیمت میں فضیلت میں عبادت میں ریاضت میں
مرے حضرت مِرے مرشد مِرے ہادی مِرے رہبر
علوِ شان رکھتے ہیں ثقاہت میں فقاہت میں

رکنِ شوری دارالعلوم دیوبند، مفتیِ اعظم گجرات، شیخ الحدیث و سابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، خلیفہ اجل فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، معتمدِ خاص سابق مفتیِ اعظم گجرات حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ، تلمیذِ رشید صدرالمدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی سعید احمد پالنپوری دامت برکاتہم یعنی سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کے بارے میں کچھ عرض کرنے کا ارادہ ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ جنھیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے 'اخص الخواص' میں شمار کیا، حضرت فقیہ الامتؒ نے اپنے متعلقین کے مکتوبات میں جنھیں 'مجمع الحسنات والبرکات'، 'جامع الکمالات'، 'جامع الاخلاق و الاعمال'، 'مجمع الحسنات الظاہرہ والباطنہ' کے القاب سے نوازا، ان کے بارے میں مجھ جیسا بے سواد کیا عرض کرسکتا ہے۔ آپ خودداری واستغنا کے پیکر، تواضع وخورد نوازی کی عظیم مثال ہیں۔ چند باتیں نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولادت وطفولیت

حضرت مرشدی کی ولادت 27 شوال 1365ھ بمطابق 24 ستمبر 1946ء بروز منگل رات کو دس بجے، خانپور میں ہوئی۔ یہ علاقہ جمبوسر سے آٹھ کلومیٹر کی دوری پر ضلع بھروچ (گجرات) میں واقع ہے۔آپ کے والد گرامی کا نام 'محمد' تھا۔وہ عالم نہیں تھے،مگر صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند ایک دین دار انسان اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔

تکمیل تعلیم

حضرت مرشدی کی ابتدائی دینی و دنیوی تعلیم وطنِ مالوف خانپور کے ایک مکتب میں ہوئی۔آپ کے والد صاحب ایک اسکول میں ماسٹر تھے۔ان کا فیصلہ شروع ہی سے دینی تعلیم دلانے کا تھا۔جس روز ناظرۂ قرآن شریف ختم ہوا،اس روز گھر میں بہارِ مسرت چھا گئی اور باقاعدہ کھیر وحلوا پکانے کا حکم دیا،جس سے آپ کی حوصلہ افزائی مقصود تھی۔اسکول کی پوری تعلیم ابتدا سے ساتویں کلاس تک خانپور میں ہی حاصل کی۔وہاں رہ کر قاعدہ،قرآن شریف اور اردو وغیرہ کی تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے بعد جب اسکول کی تعلیم مکمل ہوگئی تو آپ کے بڑے بھائی نے آگے انگریزی پڑھانا چاہا،لیکن آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ 'احمد کو میں نے اپنی آخرت کے لیے رکھا ہے'۔والد صاحب کا یہ فیصلہ شاید بڑے بھائی کے لیے تو ناگواری کا باعث ہوا،مگر آج اس کی قدر بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔اُن کا یہ فیصلہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام اور موجبِ ثمراتِ اخروی ثابت ہو ہی چکا اور بعد والوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرشدی کو خلقِ عظیم کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ خانپور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے دار العلوم اشرفیہ (سورت) میں اکتسابِ فیض کیا اور فارسی سے دورۂ حدیث تک تکمیلِ درسِ نظامی یہیں رہ کر کی اور امتحانات میں اعلیٰ نمبرات سے کام یاب ہوتے رہے۔ اس طرح 18 نومبر 1966ء کو کُل نو سال تین ماہ میں درسِ نظامی مکمل کرلیا۔

مفتیِ اعظم گجرات سے تعلق خاطر

رانديرکے قیام میں حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاج پوریؒ (مفتیِ اعظم گجرات) سے تعلق قایم ہوا جو روز افزوں ہوتا گیا۔ حضرت مرشدی فرماتے ہیں کہ ’احقر کو اپنے دورِ طفولیت سے حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل رہی، اسی زمانے میں حضرت کے فتاویٰ نقل کرنے کے لیے حضرت کے دولت کدے پر روزانہ حاضر ہوتا تھا اور فراغت تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ حضرت بھی احقر کے ساتھ پدرانہ شفقت و محبت فرماتے تھے‘۔

دار العلوم دیو بند میں

اس کے بعد دار العلوم دیو بند میں حضرت موصوف نے دو سال تک اکتسابِ فیض کیا‘ پہلے سال فنون، دوسرے سال اِفتا۔ فنون کی کتابوں میں معیاری نمبرات حاصل کیے۔ شوال 1387ھ میں افتا کے لیے درخواست دی، لیکن چوں کہ آپ نے دورۂ حدیث وہاں نہیں پڑھا تھا، اس لیے درخواست مسترد کردی گئی، مگر مفتیِ اعظم دار العلوم دیو بند حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی توجہ آپ پر پڑی اور آپؒ کی خصوصی نگرانی میں افتا کا کورس مکمل کرنے، فتاویٰ کی مشق کرنے نیز حضرت فقیہ الامتؒ کے قریب رہنے اور مسلسل حاضر باشی کی سعادت حاصل ہوئی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت شیخ الحدیثؒ سے بیعت

افتا کے سال فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے حضرت مرشدی کا جو رشتہ قایم ہوا، اس کے باعث حضرت فقیہ الامت کی معیت میں اسفار کی بھی سعادت میسر آئی اور ہر ہفتے جب حضرت فقیہ الامت، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ہاں تشریف لے جاتے تو ایک جمعے کے ناغے سے حضرت مرشدی کو بھی ساتھ لے جاتے اور حضرت فقیہ الامتؒ نے ہی آپ کو ایک دن حضرت شیخ الحدیثؒ سے عرض کر کے بیعت کروا دیا اور چند ہی دن بعد ذکر بھی شروع کروا دیا۔ حضرت مرشدی کے متعلق حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت فقیہ الامتؒ سے فرمایا تھا 'یہ تو آپ کا ہی ہے، آپ ہی اس پر توجہ فرمائیں' اور یوں حضرت مرشدی کو شیخ نہیں، شیخین کی توجہات حاصل رہیں۔

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں باون سالہ خدمات

افتا کا سال پورا ہونے پر رمضان المبارک کے بعد حضرت فقیہ الامتؒ نے 1388ھ میں تدریس کے لیے حضرت مرشدی کو جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل روانہ فرمایا۔ حضرت مرشدی کی تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ آپ نے یہاں متعدد شعبہ جات میں خدمات انجام دیں اور اُس وقت سے تا دمِ تحریر آپ کی تدریسی خدمات کو باون سال پورے ہو رہے ہیں۔ آپ جس سال جامعہ میں آئے اس وقت عمر 22 سال تھی، شادی نہیں ہوئی تھی، داڑھی کا ایک بال بھی ظاہر نہیں ہوا تھا، چھریرا دبلا پتلا بدن تھا، کوئی نو وارد ظاہری حلیہ اور قامت و جسامت کو دیکھ کر بجا طور پر محسوس کرے کہ کوئی طالبِ علم ہے۔ کسے معلوم تھا کہ اسی چھریرے اور نحیف جسم کی جاں نثاری سے جامعہ اسلامیہ کی ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نئی تاریخ وابستہ ہے۔ حضرت مرشدی نے عربی اول سے دورۂ حدیث تک متعدد فنون کی کتابیں بار بار پڑھائیں، اس عرصے میں بڑے بڑے علماء کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ تدریس کے ساتھ نظامتِ کتب خانہ اور نظامتِ تعلیم کے میدان میں بھی زور آزمائی کی اور اپنے جوہر دکھائے۔

صدر مفتی کے عہدے پر

30ذی قعدہ 1406ھ میں حضرت مرشدی کو جامعہ میں 'صدر مفتی' کا عہدہ تفویض کیا گیا، جس میں آپ نے بڑی تن دہی سے 1437ھ تک علمی و تحقیقی خدمات انجام دیں۔ آپ کے فتاویٰ کی تعداد چالیس ہزار سے متجاوز ہے۔

اکابرین کی نظر میں

حضرت مرشدی کے ایک استاذِ گرامی حضرت مفتی مصلح الدین صاحب، جن سے آپ نے عربی دوم کی سب کتابیں پڑھیں، وہ آپ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ 'ذہانت و ذکاوت، قوتِ حافظہ کے ساتھ ساتھ صلاح و تقویٰ، مطالعہ و تکرار، نمازِ باجماعت کی پابندی، اسباق میں بلا ناغہ وقت کی پابندی کے ساتھ شرکت اور استاذ کی تقریر کو بہ غور سننا، اساتذہ کا ادب و احترام، ان کی خدمات، تواضع و انکساری، ملن ساری وغیرہ اوصاف، جو حصولِ علم کے لیے نہایت ضروری اور کسی بھی علمی و عملی کمال کے حصول کے لیے اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، مولانا احمد خانپوری صاحب کی ذاتِ گرامی بچپن اور طالبِ علمی کے زمانے ہی سے ان کی حامل تھی۔۔۔ آپ ایک تجربے کار، سنجیدہ، کہنہ مشق، بالغ نظر مفتی ہیں۔ قرآنِ کریم، حدیث و فقہ پر عمیق نظر رکھنے والے بڑے صاحبِ قلم عالمِ دین ہیں'۔ (محمود الفتاویٰ:4/43-44)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت مرشدی ایک طویل زمانے سے عوام الناس کے سامنے حدیث شریف کی نہایت سہل اور پُر مغز تشریح فرماتے ہیں۔ یہ مجلس ہر سنیچر کو عشاء بعد سورت میں سالہا سال سے جاری ہے۔اس مجلس میں جاری آپ کے وعظوں کو بہت اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے۔ حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب حضرت موصوف کے ان بیانات کا مجموعہ پیش کیا گیا تو انھوں نے اس پر بہ طور تقریظ رقم فرمایا: 'دو آتشہ شراب اور سونے پر سہاگہ والی مثل مشہور ہے، اس درس پر جو آپ کے ہاتھوں میں ہے دونوں مثالیں پورے طور پر صادق آتی ہیں۔ درس حدیث کا ہو اور صاحبِ درس ایک صالح، خدا ترس، پرہیز گار، وفا شعار اور عالمِ باعمل انسان ہو، جس کی طبیعت میں سادگی ہو، فکرِ آخرت ہو، دنیا سے دوری ہو اور امت وملّت کا درد ہو یعنی عزیزِ مکرم مولانا مفتی احمد خانپوری (سلمہ اللہ زادہ علماً وعملاً)، تو اس درس میں جتنی خوبیاں جمع ہوں، قرینِ قیاس ہے'۔ (حدیث کے اصلاحی مضامین:1/22)

معاصرین کی نظر میں

حضرت مرشدی کو معاصرین میں بھی نہایت احترام ومحبت کا مقام حاصل ہے۔ عالمِ اسلام کی مشہور علمی شخصیت، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم حضرت مرشدی کے فتاویٰ کے تعلق سے رقم طراز ہیں: 'حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری (امداللہ تعالیٰ عمرہ فی عافیۃ سابغۃ) ہمارے دور کے علماے اہلِ فتویٰ میں ممتاز مقام کے حامل ہیں، ان کا وجود ملت کا گراں قدر اثاثہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری قدس سرہ کی روحانی اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کی علمی تربیت سے انھیں علم وروحانیت دونوں کے کمالات سے حصہٗ وافر ملا ہے۔۔۔[ان کے فتاویٰ] دیکھنے پر ہی اندازہ ہوا کہ ان میں علم اور فقہ کا بیش بہا سرمایہ موجود ہے، اندازِ فکر واستنباط اپنے اکابر کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہم رنگ ہے۔(محمود الفتاویٰ:4/36)

عالمِ اسلام کی عظیم دینی درس گاہ، دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ '1387ھ کا زمانہ حضرت مفتی صاحب کے ساتھ رفاقت کے آغاز کا زمانہ تھا۔ جب حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں دار الافتا، دار العلوم دیوبند میں رہتے ہوئے مشقِ افتا اور استفادہ و استفاضے کی توفیق حاصل تھی۔ اس وقت بندہ جناب مفتی احمد صاحب کی علمی صلاحیت، استخراج اور اخذ و استنباط کے ملکے سے مرعوب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فراغت کے بعد جہاں موصوف سے افتا اور درسِ حدیث کی خدمت لی، وہیں بندگانِ خدا کی ہدایت اور اصلاح کے لیے بھی قبولیت سے نوازا۔ بفضلہٖ تعالیٰ موصوف کے وابستگان و مستفیدین کا دائرہ گجرات تک محدود نہ رہتے ہوئے افریقہ، امریکہ، ری یونین، انگلینڈ اور بہت سے مما لک تک پھیلا ہوا ہے'۔

حضرت موصوف حضرت مرشدی کے مکتوبات کی اشاعت پر ان کی قدر و قیمت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: 'کیوں کہ ان گرامی ناموں کے مکتوب الیہ حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری جیسے سراپا اخلاص ومحبت، پیکرِ سعادت، مرقعِ محبوبیت اور مجمعِ فضل و کمال کی دل آویز شخصیت ہے اور صاحبِ مکاتیب میں مرجعِ انام، فقیہ الامت، جامع شریعت و طریقت، ماہرِ علوم وفنون اور مشفق استاذ و مربی، حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی اور شیخِ اول، قطب الارشاد، حافظِ کتاب وسنت، محبوب العارفین، مصلح الامت، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہما جیسی قد آور علمی و عرفانی شخصیتیں شامل ہیں۔ اس پس منظر میں ان مکتوبات کی قیمت کا اندازہ کچھ مشکل نہیں ہے'۔(مکتوباتِ فقیہ الامت:4/19)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیعت واصلاح

زمانۂ دراز سے حضرت مرشدی کے یہاں بیعت واصلاح کا سلسلہ بھی جاری ہے اورجن حضرات نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت وتوبہ کی ان کا شمارممکن نہیں۔البتہ رمضان میں آپ کی خانقاہ میں آنے والے مریدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔جس میں ہندو پاک ہی کیا دنیا بھر سے لوگ جوق درجوق چلے آتے ہیں اوراس نورانی ماحول میں اپنے قلب و جگر کواللہ ورسول اللہ ﷺ کی محبت سے مامور کرتے ہیں۔حضرت مفتی اسماعیل صاحب کی عدم موجودگی میں 1402ھ میں حضرت مرشدی نے جامعہ ڈابھیل کی مسجد میں پہلا اعتکاف کیا۔(مکتوبات فقیہ الامت:4/242)اس کے بعد سے یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہےاورواردین کی تعداد میں روزافزوں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس مبارک سلسلےکوعافیت کےساتھ تادیر جاری رکھے۔آمین

علمی ودینی کاوشیں ایک نظر میں

حضرت مرشدی نے شبانہ روزعلمی ودینی خدمات میں مشغول ہونے کے باوصف کوئی مستقل کتاب تصنیف نہیں کی،البتہ کثرت سے طول وطویل مقالات وفتاویٰ وغیرہ تحریر کیے ہیں،جنھیں آپ کے خدام نے کتابی شکل میں شائع بھی کردیا ہے۔آپ کے وعظوں میں علم وحکمت کے موتی پائے جاتے ہیں،انھیں پِرونے کا کام تاحال جاری ہے،اورتادمِ تحریر آپ کی درجِ ذیل کتابیں منظرِ عام پرآچکی ہیں:① حدیث کے اصلاحی مضامین، چودہ جلدیں۔یہ سورت میں ہفتہ وارمجلس میں ہونے والے بیانات کا مجموعہ ہے،جوتاہنوز جاری ہے② محمود الفتاویٰ اردو،آٹھ جلدیں۔یہ آپ کے ہزاروں اردوفتاویٰ میں سے انتخاب ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

③ محمود الفتاویٰ گجراتی، 4 جلدیں۔ آپ چوں کہ اردو و گجراتی دونوں زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرماتے ہیں، اس لیے اس مجموعے میں جو فتاویٰ پیش ہیں وہ اردو سے ترجمہ کیے ہوئے نہیں، بلکہ طبع زاد ہیں ④ محمود الرسائل، ایک جلد۔ اس میں آپ کے بعض مختصر رسائل کو یک جا کر دیا گیا ہے ⑤ محمود المواعظ، چار جلدیں۔ مختلف موضوعات پر مختلف مقامات پر ہونے والے بیانات کا مجموعہ ہے ⑥ مبادیاتِ حدیث علی نہج مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح۔ 1394ھ میں حضرت مرشدی نے پہلی مرتبہ مشکوٰۃ شریف کا درس دیا تھا۔ اس وقت فنِ حدیث اور مشکوٰۃ سے متعلق ضروری اور اہم امور پر رہنمائی فرمائی تھی۔ یہ اُسی کا جدید تحقیق شدہ ایڈیشن ہے ⑦ تسہیل السراجی۔ یہ فنِ فرائض کی مشہور کتاب سراجی کے درس میں کی گئی تقریروں کا مجموعہ ہے، جو حضرت مفتی سعید احمد پالنپوری دامت برکاتہم کا پسند فرمودہ ہے۔

□□□□

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب اول: رمضان کی تیاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔

أعوذ باللہ من الشيطان الرجيم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

[شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ][1] وقال تعالىٰ: [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ] [2]

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محترم حضرات!

رمضان المبارک کا مہینہ اب بہت قریب آچکا ہے اور آج اسی مناسبت سے چند باتیں عرض کروں گا۔

جیسی تقریب ویسی تیاری

رمضان کا مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو چیز جتنی زیادہ اہم اور قیمتی ہوا کرتی ہے، اس کا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو تو جیسی تقریب ہوتی ہے اسی مناسبت سے اس کے لیے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ کسی تقریب کی تیاری دو چار روز پہلے ہوتی ہے، کسی کی آٹھ دس روز پہلے، کسی کی ہفتوں پہلے اور کسی کی مہینوں پہلے۔

کوئی بڑی شخصیت آنے والی ہو، مثلاً وزیرِ اعظم کا سورت میں دورہ ہونے والا ہو تو وزیرِ اعظم کے دورے کی مناسبت سے اس کے استقبال کے لیے شہر کے اندر کچھ اصلاحات کی جاتی ہیں۔ اس کی زیب وزینت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے، اور طرح طرح سے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ تو جو شخص جتنی اہمیت اور توجہ کے قابل ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس کے استقبال کی تیاریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں رمضان کا اہتمام

رمضان المبارک کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں بھی بڑا اہتمام ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی مختلف طریقوں سے اس کی اہمیت کو امت کے سامنے واضح فرمایا ہے۔ اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کا اہتمام ہونا تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے لیے جنت کو مزین کیا جاتا ہے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک سنوارا جاتا ہے۔ یعنی ایک رمضان ختم ہونے سے لے کر دوسرا رمضان شروع ہونے تک پورے گیارہ مہینے، آنے والے رمضان کی خاطر جنت کو مزیّن کیا جاتا ہے۔ ویسے جنت تو ایسی جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمت اور خوبی ایسی ہوگی جو وہاں نہ ہو [ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون]۔[3] جو تمھارا جی چاہے، وہ ساری چیزیں وہاں موجود ہیں۔ اور وہاں تو ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے: [مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ][4] یعنی نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا۔ بلکہ کسی کے دل میں اس کا تصور اور خیال تک نہیں آیا۔ یعنی ہماری خیالی پرواز جتنی ہوسکتی ہے اس سے بھی بہت زیادہ جنت کے اندر موجود ہے۔ حالاں کہ جنت تو پہلے ہی سے مزین، بنی بنائی، سنوری سنواری موجود تھی، اس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان المبارک کے لیے سنوارتے اور مزین کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں کیسا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ شیاطین مقید کردیے جاتے ہیں۔ بہر حال! قدرت کی طرف سے یہ سب اہتمام کیے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس مہینے میں میرے بندے ساری چیزوں سے کٹ کر میری طرف متوجہ ہوجائیں۔ اسی لیے تو وہ سارے اسباب جو اس راہ میں رکاوٹ بن سکتے تھے، ان کو دور کرنے کا قدرت کی طرف سے انتظام کیا گیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھوک اور بیداری ٹریننگ کا گُر

شیطان رکاوٹ بن سکتا تھا تو حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ شیاطین کو مقید کیا جاتا ہے، اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں۔ نفس رکاوٹ بن سکتا ہے، تو اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ روزہ رکھو۔ روزے میں آدمی بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ رات کو تراویح میں بیداری ہوتی ہے۔ آدمی کی قوتِ بہیمیہ (حیوانی قوت) کو روزے کے ذریعے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور شیطانی قوت بھی اس سے قابو میں آتی ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے: [ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم، ألا! فسدوا مجاریه بالجوع][5] شیطان انسان کی رگوں میں ایسے حرکت کرتا اور گھومتا ہے جیسے خون۔ خون جس طرح رگوں میں دوڑتا ہے، اسی طرح شیطان انسان کے اندر پیوست ہو کر اپنے اثرات ڈالتا ہے۔ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں: اس کے ان راستوں اور ناکوں کو بھوک کے ذریعے بند کر دو۔ لہٰذا شیطانی اثرات کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور حیوانی وبہیمی اثرات کو بھی دور کیا جاتا ہے۔ اسی لیے بھوکا اور پیاسا رکھا جاتا ہے۔ جیسے شکاری جانور کو اگر شکار کے لیے سدھانا ہو تو اس کو سدھانے کے واسطے بھوکا رکھا جاتا ہے۔ آپ نے سرکس (circus) کے اندر درندے دیکھے ہوں گے۔ ان سے باقاعدہ کھیل کرایا جاتا ہے اور اس کے لیے ان کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ ان کو ٹرینڈ کرنے کے لیے دو چیزیں کی جاتی ہیں: (۱) ایک تو ان کو بھوکا رکھتے ہیں اور (۲) دوسرے بیدار رکھتے ہیں۔ بیداری اور بھوک کے نتیجے میں وہ قابو میں آجاتے ہیں۔ اگر کھانا کھلا دیا اور آرام مل گیا تو پھر وہ کسی کے قابو میں نہیں آسکتے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح وہ ساری رکاوٹیں جو بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور کرنے والی تھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لیے جو چیزیں رکاوٹ بنتی تھیں، ان کے سارے راستے بند کردیے گئے۔ گویا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ان دِنوں میں اوراس مہینے میں بندے مجھ سے جُڑیں۔ ان کا ایک خاص ربط اور تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے قائم ہو۔

رمضان کا اہتمام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس مہینے کی اہمیت مختلف طریقوں سے امت کے سامنے پیش فرمائی۔ ویسے تو آدمی جب ہر مہینے کا چاند دیکھے تو دعا سکھلائی گئی ہے۔ [هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ] [6] کہ یہ آنے والا چاند بھلائی اور ہدایت لے کر آوے۔ اور یہ دعا بھی کی جائے: [اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ] [7] اے اللہ اس مہینے کے چاند کو ہمارے اوپر امن وایمان کے ساتھ اور سلامتی کے ساتھ اُگا۔ یعنی آنے والا یہ مہینہ ہمارے لیے ساری خوبیاں اور نعمتیں لے کر آوے۔ ویسے تو ہر مہینے کا چاند جب دیکھا جائے اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر موقع کی دعا بتلائی۔ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر نہایت درجے شفقت ہے، کیوں کہ آنے والا وقت آدمی کے لیے کیا حالات لے کر آتا ہے یہ معلوم نہیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی کہ اس دعا کا اہتمام کریں تاکہ اس کی برکت سے اگر حالات دیگر ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو آسان کردے۔ یہ تو ہماری بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم ان چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقتیں

کوئی آدمی نیا کپڑا پہنے تو اس وقت کی دعا بتلائی۔ اس لیے کہ یہ نیا لباس آدمی کے لیے کیا خیر اور کیا شر لے کر آنے والا ہے، یہ معلوم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا تلقین فرمائی: [اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ] [8] اس میں جو بھلائی ہو اور جن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، ان میں سے اچھے مقاصد کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور جو برائی ہو اور جن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، ان میں جو برے مقاصد ہیں ان سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

لباس پہن کر آدمی کبر اور غرور میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ دوسرے کی تحقیر کر سکتا ہے۔ لباس پہن کر یوں سوچ سکتا ہے کہ کوئی عورت مجھے دیکھے۔ میری زینت کی طرف توجہ کرے۔ اگر ایسی نیت ہوئی تو حدیثِ پاک کے اندر اس پر لعنت آئی ہے۔ گویا ان ساری برائیوں سے پناہ چاہی گئی اور خیر مانگی گئی۔ سواری کا جانور آوے، تو دعا سکھائی گئی؛ جس خیر کے لیے پیدا کیا گیا، وہ عطا فرما۔ اسی طرح کوئی آدمی نئی گاڑی لے کر آوے تو بھی یہی دعا کرے۔ ہم گاڑی تو نئی لے آتے ہیں لیکن ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حادثات اور مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بہر حال! حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت درجے شفقت ہے کہ ہر موقع ہر دعا سکھلائی۔ آدمی ایک وقت اور زمانے سے دوسرے زمانے میں منتقل ہو رہا ہے۔ جیسے رات گذری اور دن میں داخل ہو رہا ہے، دن ختم ہوا اور رات میں داخل ہو رہا ہے، تو دعا سکھلائی۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہے، مثلاً گھر میں داخل ہو رہا ہے، تو دعا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سکھلائی۔ گھر سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ مسجد میں داخل ہو رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ مسجد سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ بیت الخلا میں داخل ہو رہا ہے، وہاں سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ بازار میں جا رہا ہے، تو دعا سکھلائی۔ بازار میں جا کر جو حالات پیش آنے والے ہیں، اس کے مناسب دعا بتلائی۔ بیت الخلا میں جا کر جن حالات سے دو چار ہونے والا ہے اور جن مصیبتوں کا وہاں امکان ہوسکتا ہے، ان سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی۔ مسجد میں داخل ہو کر جو بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے اس کے حاصل کرنے کی دعا سکھلائی۔ مسجد سے نکل کر جن مصیبتوں میں گرفتار ہوسکتا ہے، ان سے بچنے کی دعا سکھلائی اور مسجد سے نکلنے کے بعد بھی جو بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے، اس کی بھی دعا سکھلائی۔ دونوں باتیں اس میں آ گئیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہر موقع کی دعائیں نبی کریم ﷺ نے سکھلائیں۔ گویا ان حالات میں جو جو چیزیں پیش آسکتی ہیں پہلے سے حضور اکرم ﷺ نے سارے خیر کے اور حفاظت طلب کرنے کے اقدامات بتلا دیے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان دعاؤں کے ذریعے بندے کا کانٹیکٹ (contact) اور رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کیا۔ جب ہر موقع پر دعا کرے گا تو دل میں سوچے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں، اور ہر لمحہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس کی کوئی حالت ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف نماز پڑھ رہا ہے تو اس کا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رہے، نماز کے علاوہ بھی ہر موقع پر نبی کریم ﷺ نے دعائیں سکھلا کر بندے کا رشتہ اور تعلق دائمی طور پر اور چوبیس گھنٹے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ جوڑ دیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: 'یہ دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ساری تعلیمات ان دعاؤں کے اندر آ گئیں'۔

ایک چیز کی تڑپ

بہرحال! حضور اکرم ﷺ نے نئے چاند کو دیکھتے وقت جو دعائیں بتلائی ہیں وہ تو اپنی جگہ پر ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ رجب کے مہینے کا چاند دیکھے تو ایک زائد دعا بھی بتلائی: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ][9] اے اللہ تو ہمارے لیے یعنی ہماری عمر میں رجب وشعبان کے مہینے میں برکت دے اور ہم کو رمضان تک پہنچا دے۔ گویا ابھی رمضان کا مہینہ آنے کے دو مہینے باقی ہیں اور پہلے ہی سے دعا کے ذریعے بندے کے دل میں ایک چیز کی تڑپ اور طلب پیدا کی جارہی ہے۔ اتنا مبارک مہینہ آنے کو اب تو صرف دو ہی مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ اے اللہ جب دو مہینے ہی باقی رہ گئے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مبارک مہینے کی برکتیں حاصل ہونے سے پہلے ہی میرے لیے دنیا سے رختِ سفر باندھنے کی گھڑی آجائے۔ اے اللہ مجھے موقع دے، مجھے اتنی زندگی دے کہ اس مہینے کو پالوں، اس کی برکتیں حاصل کرلوں۔

یہاں غور فرمایئے کہ زندگی کی دعا منگوائی گئی۔ جیسے بوڑھی عورتیں کیا کرتی ہیں کہ اے اللہ بیٹے کی شادی ہوجائے، اس کے بعد دنیا سے اٹھانا! پھر دعا کرتی ہیں کہ اس کے یہاں بیٹا ہوجائے اس کے بعد جانا ہو! جب پوتا ہوگیا اس کے بعد دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ اب ایسا موقع دے کہ پوتے کی شادی دیکھ کر جاؤں۔ اس طرح دعائیں کرتی رہتی ہیں اور پھر جب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پوتے کی شادی ہوگئی تو اب کہتی ہیں کہ اس گھر جھولا جھولتا ہوا دیکھتی جاؤں۔ گویا اس طرح دعائیں کرکے ویزا کی مدّت بڑھاتی رہتی ہیں۔ گویا ایک نعمت جو گھر میں آنے والی ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے وہ تمنا کرتی ہیں کہ یہ نعمت بھی میں اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جاؤں۔ آدمی ایسے موقع پر چاہتا ہے کہ جب زمانہ اتنا قریب آگیا تو اب کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس کو پائے بغیر ہی چلا جاؤں۔ جیسے کوئی سفر درپیش ہو اور گھر میں یا رشتے دار کے یہاں شادی بھی ہو تو آدمی دعا کرتا ہے: 'اے اللہ ایسا انتظام کردے کہ شادی میں بھی رہوں اور پھر سفر کا نظام ہو'۔ اسی طرح یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سکھلائی کہ جب رمضان المبارک کو دو مہینے باقی رہ گئے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ رمضان آنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جانے کی نوبت آجائے۔ اس لیے اللہ سے مانگو کہ مجھے اتنی زندگی دے کہ میں رمضان کے مہینے کو پالوں۔ اس کی برکتیں حاصل کرلوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھلائی کے کام کے لیے، اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، اگر زندگی کا سوال کرے تو اس کی اجازت اور گنجائش ہے۔ یہاں بھی رمضان کا مہینہ پانے کے لیے دعا منگوائی گئی۔

دو مہینے پہلے سے ذہن سازی

آخر اس دعا کو سکھلانے کا کیا مقصد تھا؟ دعا کا مقصد ہی یہ ہے کہ دو مہینے پہلے سے آپ کو ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ جیسے جو لوگ ناواقف ہوتے ہیں ان کی ذہن سازی کرنے کے لیے پہلے سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہونے والا ہے۔ یوں ہونے والا ہے۔ فلاں صاحب آرہے ہیں۔ فلاں صاحب آنے والے ہیں۔ جب بار بار دہرایا جاتا ہے تو آدمی کا ذہن اس کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جماعت میں جانے والے ہمارے احباب نے بتلایا کہ کیرالا کے علاقے میں رواج ہے (ہم نے جب یہ بات سنی تو بہت اچھی لگی) کہ وہاں کے لوگ رجب سے لے کر رمضان آنے تک روزانہ نماز کے بعد یہ دعا جہراً پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ] روزانہ اس کا وِرد کرایا جارہا ہے، تاکہ آدمی کے دل میں اہمیت پیدا ہو۔ گویا ذہنی طور پر ہمیں تیار کیا جارہا ہے۔ حضور ﷺ بتلا رہے ہیں کہ یہ کوئی معمولی مہینہ نہیں ہے۔ اور جب کہ اس کے آنے میں دو مہینے ہی باقی رہ گئے ہیں، اور کوئی آدمی دنیا سے چلا جائے تو یہ ایک محرومی کی بات ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروائی۔

عظمت و بزرگی والا مہینہ

پھر نبی کریم ﷺ خاص طور پر رمضان آنے سے پہلے خطبے میں اس کی طرف متوجہ فرماتے تھے: [قد أظلکم شهر عظیم مبارك، شهر فيه ليلة خير من ألف شهر][10] تمھارے اوپر سایہ فگن ہے اور عنقریب آنے والا ہے ایک بڑا عظمت والا، برکت والا مہینہ۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور پھر ایسا مہینہ ہے: [أوله رحمة، واوسطه مغفرة، وآخره عتق من النار][11] اس کا ابتدائی حصہ اللہ کی رحمت ہے۔ اگر اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوگی تو ہی آدمی روزے رکھے گا، عبادت کرے گا، تراویح پڑھے گا۔ جب دس دن تک کچھ کام کر لیے تو اب گویا اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا حق دار ہوگیا۔ اس لیے فرمایا کہ درمیانی عشرہ مغفرت والا ہے۔ اور جب مغفرت ہوگی تو پھر جہنم سے آزادی ہو ہی گئی۔ اس لیے فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رمضان کے اعمال

اس مہینے میں جو اعمال کیے جانے والے ہیں اس کی طرف بھی بڑے اہتمام سے متوجہ کیا کہ اس کے روزوں کو خدا تعالیٰ نے فرض کیا اور اس کی تراویح کو سنت قرار دیا۔ اور پھر اس میں روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کرے اور ساتھ ہی ساتھ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے اور جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے۔

اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں

بہر حال! حضور ﷺ رمضان آنے سے پہلے بڑے اہتمام سے خطبے میں ان چیزوں کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ ان ساری چیزوں کا مقصد کیا ہے؟ اس مہینے کی اہمیت کو جتلانا ہے اور اپنی امت کے دل و دماغ میں بٹھانا ہے، تا کہ لوگ اس کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ خاص ایسا رکھا ہے کہ اس میں بندہ اپنا تعلق اور رشتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مضبوط کر لے تا کہ سال بھر تک اپنے دنیوی کاروبار، تجارت، صنعت، زراعت اور ملازمت وغیرہ کی مشغولی کے نتیجے میں جو میل کچیل آ گیا، دل پر جو پردے پڑ گئے، وہ سب دور ہو جائیں۔

فیکٹری والے جانتے ہیں کہ ایک مدت تک جب مشین استعمال کی جاتی ہے تو پھر اس کو سروس کرانا پڑتا ہے۔ اُوور ہولنگ (overhauling) ہوتی ہے۔ فیکٹری دو دن بند رکھو، دو دن چھٹی رہے گی اور کام نہیں ہوگا کیوں کہ مشین کھولی ہے۔ سروس کرنی ہے۔ اگر سروس نہیں کریں گے تو پھر یہ مشین برابر کام نہیں کرے گی۔ اس سے جیسا فایدہ اٹھانا چاہیے، ایسا فایدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

انسان اور فرشتوں کی عبادت میں فرق

ویسے تو اصالۃً اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے واسطے ہی پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ] [12] اگر چہ فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں، لیکن ان کی عبادت الگ قسم کی ہے، انسان کی عبادت الگ قسم کی ہے۔ فرشتوں کی تو فطرت ہی میں اور ان کے مزاج ہی میں اطاعت و فرماں برداری ہے۔ ان کی طبیعت میں معصیت اور نافرمانی کا مزاج ہی نہیں۔ گویا وہ عبادت ہی کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ اس لیے وہ عبادت کرتے ہیں۔

فرشتے مختلف طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ بعض فرشتے ایسے ہیں جو ہمیشہ رکوع ہی میں رہتے ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے لے کر قیامت تک وہ رکوع میں ہی رہیں گے۔ بعض سجدے ہی میں رہیں گے۔ بہت سے فرشتے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے کسی کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے، وہ اُنھی کو انجام دیں گے۔ وہی ان کی عبادت ہے۔

بہر حال! ان کے مزاج ہی میں اطاعت و فرماں برداری ہے۔ نافرمانی اور معصیت ان کے مزاج میں ہے ہی نہیں۔ اگر وہ چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں اور ان کے نیچر (nature) میں نافرمانی رکھی ہی نہیں۔ یہ ان کا مزاج، نیچر اور فطرت ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا کہ اس کے اندر دونوں چیزیں رکھی ہیں۔ معصیت بھی رکھی ہے اور اطاعت بھی رکھی ہے۔ فرماں برداری بھی رکھی ہے اور نافرمانی کا بھی اختیار دیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اختیار کے استعمال پر انعام اور سزا

اب اسی اختیار کے استعمال کے بعد اگر وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کے لیے فرمایا ہے ان کو انجام دیتا ہے، جن سے بچنے کا حکم دیا، ان سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور جنت میں بھیجتا ہے۔ اور اگر کرنے کے کاموں کو نہیں کرتا، بچنے کے کاموں سے نہیں بچتا، تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، جہنم میں بھیجتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے۔ اگرچہ کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، لیکن آدمی اپنا اختیار استعمال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اس کے اسباب مہیا کر دیں گے، اور اسی ارادے اور اختیار کے استعمال کرنے پر اگر اچھی جگہ میں استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور بُری جگہ میں استعمال کیا تو سزا ملے گی۔

جنت میں ٹھکانا

گویا اس کے مزاج میں رکاوٹ بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ نفس کے اندر تقاضہ اور داعیہ بھی۔ نافرمانی کی خواہشات ہیں جو اُبھر رہی ہیں اور وہ خواہشات اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری سے روکنا چاہتی ہیں، لیکن وہ اُنھیں دباتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ یوں سوچتا ہے کہ کل کو اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دینا ہے: [وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ][13] جو آدمی یہ سوچ کر ڈرا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور جواب دینا ہے، اور اس ڈر سے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں جنت ٹھکانا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حساب وکتاب کے استحضار کی قیمت

گویا یہ استحضار اور تصور کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہوکر جواب دینا ہے، دنیا میں جو کچھ کیا ہے اس کی پوچھ ہوگی، حساب کتاب ہوگا تو میں کیا جواب دوں گا؟ یہ سوچ کر اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ گویا نافرمانی کے تقاضے موجود ہیں، خواہشات کا تقاضہ موجود ہے، گناہوں کا داعیہ بھی موجود ہے، گناہوں پر ابھارنے والے جذبات اندر ہیں جو اُبھار بھی رہے ہیں، اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو اس سے بچا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قیمت ہے، اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ فرشتوں کو یہ نہیں کہا گیا کہ تم بھی یہ کرو، بلکہ انسان کو کہا گیا کہ یہ کرو۔

جنت کی نعمتوں سے فایدہ انسان کے لیے

جنت کی ہر نعمت سے فایدہ بھی انسان ہی اٹھائے گا، فرشتے نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیے کہ انسان کی راہ میں رکاوٹ تھی، اس کے باوجود اس نے عبادت کی تو اس کی قدر و قیمت بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں بہت زیادہ ہے۔ جیسے ایک آدمی ہے جس کی آنکھیں بھی ہیں اور کوئی عورت اس کو دعوتِ نظارہ بھی دے رہی ہے۔ کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ نفس کا تقاضہ بھی ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو یہ سوچ کر روکتا اور بچاتا ہے کہ اگر اس نامحرم عورت کو دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا جواب دوں گا؟ باری تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے: [قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ][14] نگاہیں نیچی رکھیں! اس لیے مجھے اپنی نگاہیں نیچی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکھنی چاہئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: [لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ][15] جو دیکھتا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت اور جس کو دیکھ رہا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: [مَنْ نَظَرَ الٰى مَحَاسِنِ اِمْرَأَةٍ أَجْنَبِيَةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِيْ عَيْنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ][نصب الرایۃ، حظر و اباحت: 4/239] جس نے کسی نامحرم عورت کی خوبصورتی اور خوبیوں کی طرف دیکھا، قیامت میں اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ یہ ساری چیزیں سوچ کر وہ اپنے آپ کو روکتا ہے، تو واقعتاً اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی، اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر مجاہدہ برداشت کر کے تکلیف اٹھا کر اللہ کا حکم پورا کیا۔ گناہ سے اپنے آپ کو بچایا، تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے۔

کمال کی چیز

ایک آدمی اندھا ہے، جو کہتا ہے کہ میں نے ان آنکھوں سے کبھی کسی نامحرم عورت کو نہیں دیکھا، اور میں نے آج تک ٹی وی بھی نہیں دیکھا۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ بھائی تیرے پاس آنکھیں ہی نہیں، اگر تو دیکھنا چاہتا، تو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو نے نہیں دیکھا تو کون سا کمال کیا، جب تیرے اندر دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اب اگر وہ کہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس گناہ سے بچایا، تو جس گناہ کے کرنے کی صلاحیت، استعداد، قابلیت ہے اور بچ جاوے، تو یہ کمال کی چیز ہے۔ بقول حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ): 'حضرت جبریلؑ کی گود میں کسی عورت کو بٹھا دیا جاوے تو ان کو کیا پتہ چلے گا؟' اس لیے کہ ان کے اندر خواہش ہی نہیں۔ جس کو خواہش ہوتی ہے، اس کو پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا جنت کی نعمتوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے فایدہ اٹھانا اس پر موقوف ہے۔

روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے

ہم اور آپ بھوکے پیاسے رہیں گے تو روزہ ہے۔ روزہ ہمارے لیے عبادت ہے، فرشتوں کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ ہم کو بھوک لگتی ہے۔ کھانے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں رکھا ہوا ہے۔ ہم کو پیاس لگتی ہے۔ پانی پینے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں رکھا ہوا ہے۔ ہمارا رجحان اپنی بیوی کی طرف ہوتا ہے، اپنی خواہش کو پورا کرنے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں ہے۔ فرشتوں میں کیا ہے؟ لہٰذا اگر فرشتے بھوکے بھی رہیں، زندگی بھر ایک دانہ بھی نہ کھائیں اور ایک قطرہ بھی پانی نہ پئیں، کسی عورت کے قریب نہ جائیں، تو کیا یہ کوئی کمال کی بات ہے؟ جب ان کی طبیعت میں ان چیزوں کا تقاضہ ہی نہیں رکھا تو ان کے حق میں روزہ روزہ ہے ہی نہیں، اور عبادت بھی نہیں۔ روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے۔

عبادت کے اندر قیمت آئی

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ سارے تقاضے رکھے اور اِنھی تقاضوں کو اس نے دبایا اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچایا۔ اسی طرح ان رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا حکم بجالایا اور عبادت ادا کی، تو اس کی عبادت کے اندر قیمت آئی اور اس کو جنت ملی۔ اب جنت کی نعمتوں سے فایدہ بھی انسان ہی اٹھائے گا۔ حوروں سے اپنی حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ سننے کے لیے کچھ عجیب وغریب گانے ہوں گے۔ دنیا میں تو گانے سننے پر پابندی ہے اور منع ہے، لیکن جنت میں تو اللہ تعالیٰ گانا سنوائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہر حال! جنت کے اندر یہ ساری چیزیں ہیں اوران سے فایدہ انسان ہی اٹھا سکتا ہے۔اس لیے کہ تقاضے انسان کے اندر ہی ہیں، فرشتوں میں نہیں۔ وہاں فرشتے ہوں گے تب بھی وہاں کی نعمتوں سے فایدہ نہیں اٹھا سکیں گے، اس لیے کہ ہر نعمت سے فایدہ وہی اٹھا سکتا ہے جس کے اندر اس سے فایدہ اٹھانے کی صلاحیت ہو۔

صلاحیت کے مطابق لذت

مَیں مثال میں کہا کرتا ہوں کہ ہم اور آپ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ پینے کی چیزیں پیتے ہیں۔ اوراسی دستر خوان پر پلیٹیں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ پیالے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ پیالوں میں سوپ ہوتا ہے، جس کو ہم پیتے ہیں۔لیکن کیا سوپ کی لذت پیالہ محسوس کرتا ہے؟ حالاں کہ وہ اپنے اندر سوپ لیے بیٹھا ہے۔اس کے باوجود سوپ میٹھا ہے یا کیسا ہے؟ اس کی لذت کا اس کو احساس نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ لذت محسوس کرنے کی اس میں صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ہر چیز کی لذت وہی حاصل کرسکتا ہے جس کے اندر صلاحیت ہو۔

نابالغ بچہ عورت کی لذت کو کیا جانے؟ اگر وہ مجلس میں بیٹھا ہو اور ساری دنیا عورتوں کی باتیں کررہی ہو تو اس کو کیا پتہ چلے گا؟ اس لیے کہ اس کو محسوس کرنے کی اس میں صلاحیت ہی نہیں ہے۔ آپ ذرا باریک، ایسا لطیفہ، جس کو سمجھنے کے لیے عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہو، کسی مجلس میں بیان کریں اوراس مجلس میں گدھا بھی بیٹھا ہو یا کوئی بے وقوف بھی بیٹھا ہو، تو ساری دنیا اس لطیفے کو سن کر ہنسے گے اور لذت محسوس کرے گی، لیکن وہ محسوس نہیں کریں گے، کیوں کہ ان میں اس لذت کو محسوس کرنے کی صلاحیت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ساری نعمتیں ہیں، ہر نعمت سے فایدہ حاصل کرنے اوراس کی لذت کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پانے کے لیے بھی صلاحیت چاہیے۔ لہٰذا جس کے اندر جیسی صلاحیت ہوگی، اس کی لذت کو اس کے مطابق حاصل کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ ساری چیزیں اس لیے رکھیں کہ اس کو آگے جنت ملنے والی ہے اور جنت کی نعمتوں سے فایدہ اٹھانا ہے، وہ اسی وقت اٹھا سکے گا جب یہ سب ہوگا۔ اگر کچھ نہیں ہوگا تو کیا فایدہ اٹھائے گا؟ بھوک کا تقاضہ نہیں ہوگا تو جنت کے کھانے سے کیا فایدہ حاصل ہوگا؟ جس کو بھوک ہی نہ لگتی ہو، کھانے کی لذت اس کو محسوس نہیں ہوتی۔ جنت میں فرشتے ہوں گے، اس کے باوجود وہاں کی نعمتوں سے فایدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ لیکن انسان فایدہ اٹھائے گا۔

بہر حال! انسان کو اللہ نے ایک خاص قسم کی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور دونوں قسم کے تقاضے رکھے ہیں اور حکم دیا گیا کہ فلاں فلاں چیز کرنی ہے اور فلاں فلاں چیز نہیں کرنی ہے۔ حالاں کہ جن چیزوں سے منع کیا گیا ایسی بات نہیں کہ وہ نہیں کر سکتے۔ کرنے کی صلاحیت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے وہ اپنے آپ کو ان بچنے کی چیزوں سے بچاتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرنے کی چیزوں کو کرتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اللہ کے ڈر سے کرنے کی چیزوں کو کرتا ہے یا نہیں؟

انگلی دی تو پہُنچا پکڑ لیا

بہر حال! اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کے لیے پیدا کیا، اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ چوبیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ پیشاب پاخانے کا تقاضہ ہو تو جانے کی اجازت ہے۔ بھوک لگے تو کھانے کی اجازت ہے۔ لیکن دکان کھول کر بیٹھو، فیکٹری چلاؤ اور کھیتی باڑی کرو، اس کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ عبادت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے لیے پیدا کیا، اس کے باوجود کچھ اوقات عبادت کے لیے مقرر کر کے باقی اوقات اپنی، گھر والوں کی ضرورتوں میں استعمال کرنے کی اجازت دے دی کہ تجارت بھی کر سکتے ہو، کھیتی باڑی بھی کر سکتے ہو، فیکٹری بھی لگا سکتے ہو، دکان بھی کر سکتے ہو۔ یہ سارے کام کرنے کی اجازت ہے۔ حالاں کہ ہماری جان و مال کو اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے: [إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ] [16] اللہ تعالیٰ نے ہماری جان و مال کی قیمت دے دی ہے۔ ہماری جان اور ہمارا مال' یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہو گئے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس کے باوجود ہمارے اختیار میں دیا ہے کہ تم اس کو اپنے کام میں لا سکتے ہو۔ البتہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دیں کہ اس کو پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھو اور چند چیزوں کے متعلق ہدایات دیں کہ ان کو کرو اور بعض چیزوں سے بچو۔

لیکن جب اجازت ملی تو انسان کی عادت ہے کہ انگلی دو تو پہنچا پکڑے، لہٰذا اجازت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کاروبار میں ایسے لگے کہ ایک سے دو، دو سے تین، تین سے چار فیکٹریاں لگا لیں۔ یہ کرو، وہ کرو، فلاں بھی خریدو، فلاں چیز بھی ہونی چاہیے۔ ایک کی دو، دو کی تین اور تین کی چار دکانیں لگائیں، اور بس۔ کاروبار میں ایسا مشغول ہوا کہ ایسا سمجھتا ہے کہ میں اسی لیے آیا ہوں۔ عبادت کو بھول ہی گیا اور اگر کسی کو نماز کی توفیق ہوتی ہے تو وہ بھی جب اذان کی آواز سنتا ہے تو گھڑی دیکھتا ہے کہ ابھی تو پندرہ منٹ ہیں، اتنی جلدی مسجد میں جا کر کیا کریں گے؟ یہ ہمارا مزاج ہے کہ اتنی جلدی جا کر کریں گے کیا؟ یعنی ہمارے کرنے کا کام تو یہ ہے جس میں ہم مشغول ہیں، اور کچھ کام تو ہمارے کرنے کا ہے ہی نہیں۔ جماعت کھڑی ہونے میں ابھی پندرہ منٹ کی دیر ہے، وہاں تک تو صرف بیٹھے بیٹھے انتظار ہی کرنا ہے اور تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کچھ کرنا ہی نہیں ہے۔ اور جب نماز کا وقت ہوا تو اب نماز کی تیاری میں لگا اور بھاگا دوڑا حواس باختہ آتا ہے اور جلدی جلدی وضو کرتا ہے اور جب امام صاحب کو دیکھا کہ رکوع میں ہیں تو چھلانگ لگائی اور رکوع میں شامل ہو گیا اور جیسے تیسے نماز پوری کی اور سلام پھیرنے کے بعد سنت اور وتر پڑھی نہ پڑھی کہ پھر باہر بھاگا۔ پانچ وقت کی نماز فرض تھی، اس کا یہ حال ہے۔ اور یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے، بعض وہ ہیں جو جماعت سے پڑھتے ہی نہیں۔ اپنے گھر یا فیکٹری کے کمرے میں یا اپنی دکان میں پڑھ لیتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنھیں دن بھر وقت ہی نہیں ملتا، شام کو گھر جا کر تین وقت کی نماز ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔ پوچھو کیوں، تو کہتے ہیں کہ کاروبار میں موقع نہیں ملتا۔ یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے اور جو نہیں پڑھتے، ان کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔

اجازت کا غلط فایدہ

حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا عبادت کے لیے، اور کچھ اجازت دی تھی۔ اس اجازت کا ہم نے غلط فایدہ اٹھایا، اور اب حال یہ ہو گیا کہ مشغولی کے نتیجے میں ہمارے دل ان چیزوں کے ساتھ ایسے لگ گئے کہ ان چیزوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو گئی اور ہمارے دلوں پر زنگ چڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور نسبت کم ہو گئی۔ بار بار آپ سنتے ہوں گے کہ جب کسی چیز پر آدمی محنت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کو تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان عبادت کے اندر محنت اور مجاہدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا۔ اور دکان داری میں لگے گا تو چاہے وہ شریعت کی حدود میں رہ کر جائز طریقے سے اور تمام مسائل کا اہتمام کرتے ہوئے دکان داری کرے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا کرے گی۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیز میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

مشغولی کے بعد یکسوئی کا حکم

دیکھو نبی کریم ﷺ کا کام لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا تھا لیکن ایمان کی دعوت دینے کے لیے مخلوق کے ساتھ مشغولی تھی۔ دعوت دینے کے لیے لوگوں سے ملاقات کرنا اور ان کے درمیان رہ کر ان سے باتیں کرنا، یہ کام تو ہوتا ہی تھا۔ اس طرح مخلوق کے ساتھ میل جول رہتا تھا۔ تو باری تعالیٰ نے فرمایا: [يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا. نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا.] [17] [فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ. وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ.] [18] حضور ﷺ کا کام کاروبار، کھیتی باڑی اور دکان داری تو نہیں تھا۔ حضور ﷺ تجارت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی حضور ﷺ کی فیکٹریاں تھیں۔ بلکہ حضور ﷺ دن بھر لوگوں کو ایمان کی دعوت دینے کا کام کرتے تھے۔ اس کے باوجود باری تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! آپ جب اپنی مشغولیتوں سے فارغ ہو جائیں تو اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے کھڑا رکھیے۔ نمازیں پڑھ کر اور سجدے میں جا کر اپنے رب کی یاد میں مشغول ہو کر اپنے آپ کو تھکائیے اور اپنے رب کی طرف توجہ کیجیے۔ حالاں کہ حضور ﷺ کے کام خالص دینی کام تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے عبادت میں مشغول ہونے کا حکم دیا۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا معمول

ہمارے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ نقل فرماتے تھے 'جب کہیں اجتماع میں جانے کی نوبت آتی ہے تو اجتماع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے فارغ ہو کر رائے پور حضرت رائے پوری کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو اپنی مسجد میں تین دن کا اعتکاف کرتا ہوں، تا کہ لوگوں کے ساتھ ملنے کے نتیجے میں دل پر جو غبار آ جاتا ہے وہ دور ہو جائے'۔ ظاہر ہے کہ حضرت اجتماع میں کوئی دکان لگانے جاتے تھے؟ نہیں! بلکہ خالص دین کی محنت کا جذبہ ہوتا تھا۔ لوگوں کو دین کی باتیں بتاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت اللہ کی یاد میں مشغول ہونے کا الگ سے اہتمام کرتے تھے۔

میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: [إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً][19] میں اللہ تعالیٰ سے دن میں ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں۔ اس کی شرح میں علماء فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول کے نتیجے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جو فرق آتا تھا، اسی فرق کو [لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِي][20] سے تعبیر فرمایا ہے۔ حالاں کہ حضور ﷺ کو اسی لیے بھیجا گیا تھا۔ اس کے باوجود اس محنت میں مخلوق کے ساتھ تعلق رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹ کر دوسری طرف لگی ہوتی تھی۔

جیسے بیوی اگر بچّے کے کام میں مشغول ہو تو اگر چہ وہ بچہ میاں بیوی دونوں کا ہے، لیکن جب تک وہ بچے کے کام میں لگی رہے گی، شوہر کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ تو جس طرح سے بچّے میں مشغولی کے باوجود بیوی شوہر کی طرف متوجہ ہونے کو ضروری سمجھتی ہے، اگر چہ وہ بھی شوہر کا ہی کام ہے۔ ٹھیک اسی طرح دینی جدو جہد خالص اللہ تعالیٰ کا کام ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سارے کام شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ جائز ہیں، لیکن اس کے کرنے کے نتیجے میں دل پر اثر ہوتا ہے۔ دل میں میل آتا ہے۔ دل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ دل میلا سا ہو جاتا ہے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھئی! ’ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو، تاکہ سروس (service) ہو جائے‘۔

دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا

رمضان میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے یہاں جب اکابرین میں سے کوئی آتا تھا تو حضرت شیخ دس گیارہ بجے ان کا بیان ضرور رکھواتے تھے۔ حالاں کہ حضرت شیخ کی خانقاہ میں مستقل بیان کرنے والے حضرت مولانا عبید اللہ صاحبؒ تھے۔ لیکن جب کوئی بڑا تشریف لاتا تھا تو حضرت ان کا بیان رکھواتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا علی میاں صاحب نوراللہ مرقدہ تشریف لائے تو ان کا بیان رکھا۔ حضرت نے بیان فرمایا کہ ’یہ رمضان المبارک کا مہینہ بیٹری چارجنگ (battery charging) کا مہینہ ہے۔ بیٹری استعمال کرتے کرتے جب ڈاؤن (down) ہو جاتی ہے تو اس ڈاؤن بیٹری کو چارج کر کے استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے۔ دنیا کے معاملے میں یہ ساری چیزیں ہماری سمجھ میں آتی ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا اور اس کے دور کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ کپڑا استعمال کرتے کرتے میلا ہو جاتا ہے، سال بھر اس کو دھوتے ہیں اور پہنتے ہیں۔ ہر چیز کا یہ حال ہے، تو جب دنیوی کاروبار میں لگیں گے تو اس کی وجہ سے دل پر دنیا کا میل آجاتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کا مہینہ خاص طور پر اسی میل کو دور کرنے کے لیے رکھا ہے۔ اس مہینے میں آدمی اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ کرلے۔

اپنے کاموں کا نظام بنائیے

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے 'فضائلِ رمضان' میں لکھا ہے کہ بھائی! ایک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے فارغ کرلو۔ خاص طور پر اللہ کی عبادت کے لیے فارغ کرلو اور جتنا ہو سکے اپنے آپ کو عبادت میں لگانے کی فکر کرو۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے کاموں کا نظام بنائے۔ اگر کوئی کام ایسا ہو جس کو ایک مہینے تک مؤخر اور ڈیلے (delay) کرکے رمضان کے بعد کر سکتے ہوں تو اسے ڈیلے کردو۔ دوسرے کام کم سے کم کردو اور زیادہ سے زیادہ اپنا وقت عبادت کے اندر لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرلو۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: [شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ] [21] رمضان کا مہینہ جس میں قرآن پاک اتارا گیا، وہ لوگوں کی ہدایت کے لیے اتارا گیا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں رمضان کا خاص اہتمام بتلایا۔

روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے

اس مہینے میں آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے مختلف قسم کی عبادتیں کرتا ہے، ان میں سے بعض عبادتیں وہ بھی ہیں جو خاص اسی مہینے میں کی جاتی ہیں اور الحمد للہ اہلِ علم اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ] [22] اے ایمان والو!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے اگلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تمھارے اندر تقویٰ آجائے۔ تو روزے فرض ہیں اور اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں، لیکن روزے کے حقوق کی ادائیگی بھی ہونی چاہیے۔ روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے۔ علماء لکھتے ہیں کہ روزے کے نتیجے میں آدمی کی قوتِ بہیمیہ یعنی حیوانی قوت ٹوٹتی ہے اور قوتِ بہیمیہ ہی وہ قوت ہے جس کے نتیجے میں آدمی شہوتوں کو پورا کرنے کے پیچھے پڑتا ہے۔ جب روزے کے نتیجے میں وہ ٹوٹے گی تو گناہوں سے بھی بچے گا اور اس طرح تقویٰ اس کے اندر آئے گا۔

روزے کی حقیقت

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: روزے کی حقیقت صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک تین چیزوں: (۱) کھانے (۲) پینے اور (۳) اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے رُکے رہنا ہے۔ حالاں کہ کھانا کوئی ناجائز اور حرام نہیں ہے، بلکہ شریعت کی حدود میں رہ کر حلال کمائی کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ اس کے باوجود اس سے روک دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تو اس کے حکم کی وجہ سے ایک حلال چیز سے اپنے آپ کو روک دیا۔

روزے کے متعلق حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: [اَلصَّوْمُ لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهٖ][23] روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ دوسری عبادتوں کے لیے تو بدلہ متعین ہے کہ کسی کا سات گُنا، کسی کا ستّر گُنا، کسی کا سات سو گُنا۔ لیکن روزے کا بدلہ متعین نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے، اس کا بدلہ میں دوں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری عبادتوں کا تو پتہ بھی چلتا ہے، لیکن روزہ ایک ایسا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عمل ہے کہ آدمی اگر روزے سے ہو تو دوسروں کو پتہ نہیں چلے گا، جب تک کہ روزہ دار خود نہ بتلائے۔ مثلاً گھر والوں کو بتلایا کہ سحری کی ہے، اس لیے میں کھانا نہیں کھاؤں گا تو پتہ چلے گا، ورنہ روزہ معلوم کرنے کی کوئی دوسری علامت نہیں ہے۔ زکوۃ وصدقہ دو گے تو پتہ چلے گا، لیکن روزے کا پتہ نہیں چلے گا۔ تو روزے کی حقیقت کا خلاصہ یہ نکلا کہ آدمی ان تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خاطر اپنے آپ کو روکے۔ اور تقوے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور کرتے ہوئے آدمی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائے۔

تقوے کی پہلی سیڑھی

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ یہ روزہ تقوے کا ابتدائی نصاب اور پرائمری کورس ہے۔ تقوے کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ آدمی روزے میں اللہ کے لیے حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اب سوچیے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حلال چیزوں سے میں نے اپنے آپ کو روکا تو جو چیزیں حرام ہیں اور ہر وقت، چوبیس گھنٹے حرام ہیں، بارہ مہینے حرام ہیں، ان سے اپنے آپ کو کیوں نہ روکوں؟

روزے میں ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی چاہے وہ کیسا ہی گیا گذرا اور فاسق وفاجر کیوں نہ ہو، اگر گرمی کا زمانہ ہے، پیاس کی شدت محسوس ہو رہی ہے، روزے دار اپنے کمرے میں ہے، کمرے کی کنڈی لگی ہوئی ہے، فریز بھی موجود ہے، اس میں ٹھنڈا پانی بھی موجود ہے، تب بھی کیسا ہی فاسق وفاجر مسلمان کیوں نہ ہو، اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو کیا وہ اس بند کمرے میں پانی پیے گا؟ ہرگز نہیں پیے گا۔ حالاں کہ اگر وہ پانی پی لے اور شام کو افطاری کے وقت دسترخوان پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بڑے وَٹ کے ساتھ آستین چڑھا کر بیٹھ جائے اور روزے کی دعا: [اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ بِكَ آمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ] پڑھ کر کھانا شروع کر دے، تو کس کو پتہ چلے گا کہ اس نے کھالیا تھا اور پانی پی لیا تھا۔ لیکن کوئی ایسا نہیں کرتا۔ وہ سوچتا ہے کہ میں نے روزہ رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ میں روزہ کیسے توڑوں؟

روزہ اسلام لانے کا سبب بنا

ایک صاحب قدرت اللہ شہاب نامی گذرے ہیں۔ بڑے I.C.S. آفیسر تھے۔ انھوں نے اپنی کتاب 'شہاب نامہ' میں اپنی زندگی کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ 'میں ایک زمانے میں سفیر کی حیثیت سے ڈچ لوگوں کے مُلک ہالینڈ گیا'۔ وہ لکھتے ہیں کہ 'ڈچ لوگ اسلام کے معاملے میں بہت متعصب ہیں۔ ویسے تو سارا یوروپ اس صفت سے متصف ہے کہ اسلام کے نام سے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے، لیکن ڈچ لوگ اس سے بھی زیادہ متعصب ہیں'۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جیسے بچے کی پیدائش پر تاریخِ ولادت نوٹ کرانی پڑتی ہے، میونسپلٹی میں جا کر فارم بھرا جاتا ہے، اس بچّے کا نام، باپ کا نام اور ماں کا نام نوٹ کرایا جاتا ہے، اسی طرح ان کا مذہب نوٹ کرایا جاتا ہے، تو ڈچ لوگوں کے یہاں جب بچّہ پیدا ہوتا اور فارم بھرا جاتا تو مذہب کا خانہ پُر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو خالی رکھا جاتا ہے کہ بچّہ جب بڑا ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے جو مذہب اختیار کرے گا وہ اس خانے میں لکھا جائے۔ اس لیے کہ یوروپ والے انسانی آزادی کے قائل ہیں۔ ماں باپ اگر بچّے کا مذہب متعین کر دیں تو مذہب کے معاملے میں بچّے پر پابندی عائد ہو جائے گی، جو ان کے یہاں انسانی آزادی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے خلاف ہے۔ اس لیے مذہب کا جو خانہ ہوتا ہے، اس کو خالی رکھا جاتا ہے اور وہاں یہ لکھا جاتا ہے کہ جب بچہ بالغ ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے اسلام کے سوا جو مذہب چاہے گا اختیار کرے گا، یعنی اتنے متعصب لوگ ہیں۔

خیر! شہاب صاحب لکھتے ہیں کہ 'ایک مرتبہ میں وہاں کے قیام کے زمانے میں ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں مَیں نے سنا کہ ایک شخص سورۂ رحمٰن کی بہت عمدہ طریقے سے تلاوت کرر ہا ہے۔ یہ آواز سن کر میں گیا تو دیکھا کہ ایک بینچ کے اوپر ایک ڈچ بیٹھا ہوا قرآن پاک کی تلاوت کرر ہا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا اور اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے۔ میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ دورانِ گفتگو اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا میں ایک اسٹیمر میں مینیجر تھا اور ہمارا اسٹیمر شدید گرمی کے زمانے میں کراچی کی بندرگاہ کے اوپر مال لادر ہا تھا۔ وہاں حمال اور مزدور اسٹیمر پر مال لادرہے تھے۔ شدید گرمی کے سبب مزدور پسینے میں شرابور ہورہے تھے۔ انھیں پانی دیا گیا تو انھوں نے نہیں پیا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم پانی کیوں نہیں پیتے؟ انھوں نے کہا: ہمارا روزہ ہے، اس لیے ہم پانی نہیں پئیں گے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں ایک بوڑھا شخص بھی ہے اور اس کی حالت تو بہت ہی زیادہ قابلِ رحم تھی۔ اس کو میں اپنی کیبن (cabin) میں لے گیا اور کیبن کا دروازہ بند کر دیا۔ اس بوڑھے کو بٹھایا اور اپنے ریفریجریٹر اور فریز میں سے جوس (juice) کا ایک گلاس نکال کر اس بوڑھے کے سامنے پیش کیا اور اسے اشارہ کیا (کیوں کہ زبان تو میں جانتا نہیں تھا) کہ دیکھو دروازہ بند ہے اور تمھیں کوئی دیکھ نہیں رہا ہے، یہ جوس پی لو۔ لیکن اس نے انکار کر دیا اور منہ موڑ لیا۔ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے اسے بہت سمجھایا، لیکن وہ نہیں مانا۔ اس نے اپنا منہ میری طرف پھیرا ہی نہیں اور نہ پیا۔ میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، پھر بھی اس نے نہیں پیا، تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں سوچنے لگا کہ کوئی اور قوت ایسی ہے جو اسے روک رہی ہے۔ بس یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا سبب بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان چاہے وہ کیسا ہی گیا گذرا ہو، جب ایک مرتبہ روزے کی نیت کرلے گا تو پھر وہ پانی نہیں پیے گا، بلکہ پینے کا سوچے گا بھی نہیں۔ وہ سوچے گا کہ چاہے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ اب میں کیسے پیئوں؟ بس یہی جذبہ کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں، اس تصور سے کھانا، پانی وغیرہ جو دوسرے اوقات میں آپ کے لیے حلال ہے، روزے کی وجہ سے ایک خاص وقت تک وہ سب ممنوع ہے۔ یہی عبادت ہے۔

عبادت کی حقیقت

عبادت کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کہے کہ کرو تو کرنا اور منع کرے تو نہ کرنا۔ یہی عبادت ہے۔ وہ کہے کہ کھاؤ تو کھانا، اور کہے کہ مت کھاؤ تو نہ کھانا عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا اسی کا نام عبادت ہے۔ عبادتوں کی جتنی صورتیں بتائی گئی ہیں وہ عبادت تھوڑے ہی ہیں۔ جیسے نماز۔ سورج طلوع ہو رہا ہو، سورج سر پر ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا، گویا بتلایا جا رہا ہے کہ نماز کے اندر عبادت اور بندگی کے جو معنی آئے ہیں وہ اللہ کا حکم اور شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے آئے ہیں۔ لہٰذا شریعت کہے کہ کرو تو کرنا عبادت ہے، اور منع کرے تو نہ کرنا عبادت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بدعت کو بدعت اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں ہے۔ حالاں کہ بدعت کے بہت سارے کام عبادت کی صورتوں پر ہوتے ہیں، اس کے باوجود اس کو عبادت نہیں کہا جاتا، اس لیے کہ وہ شریعت کا حکم نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک وقت وہ ہے کہ غروبِ آفتاب سے ایک منٹ پہلے ایک قطرہ پانی حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور آپ مجرم ہو گئے۔ آپ نے حرام کام کا ارتکاب کر لیا۔ اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ ساٹھ روزے مسلسل رکھنے پڑیں گے اور غروبِ آفتاب کے بعد ایک منٹ لیٹ نہیں کر سکتے، اس لیے کہ غروب کے بعد افطاری میں تاخیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح روزے ایک معین تعداد کے ساتھ فرض کیے گئے ہیں اس میں کمی زیادتی نہیں کی جا سکتی۔ اگلی امتوں پر روزے کی ایک مقدار مقرر کر دی گئی تھی کہ دس دن کے روزے مقرر کیے گئے تھے۔ تو انھوں نے اس میں کچھ روزے آگے بڑھا دیے، کچھ پیچھے بڑھا دیے۔ حالاں کہ اس سے منع کیا گیا تھا۔ اسی لیے رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔ عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔ ان ساری باتوں کا حاصل اور خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنے کو کہے تو کرو اور منع کرے تو رُک جاؤ۔ کھانے کے لیے کہے تو کھاؤ، اس وقت نہیں کھاؤ گے تو گنہ گار ہوں گے، اور منع کرے تو رک جاؤ، اب اگر کھاؤ گے تو مجرم قرار دیے جاؤ گے۔

روزہ نہ لگنے کا علاج

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک اپنے آپ کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان چیزوں سے روکتا ہے جو حلال ہیں، تو سوچو کہ جو حرام کام ہیں' جیسے نامحرم کو دیکھنا، بدنگاہی کرنا، ٹی وی دیکھنا، غیبت کرنا، گالی گلوچ کرنا، جھگڑا کرنا، غصہ کرنا اور گناہ کے دوسرے سبھی کام جو اور دنوں میں حرام ہیں اور چوبیس گھنٹے حرام ہیں، روزے کی حالت میں کیسے کیے جائیں گے اور کیسے حلال ہو جائیں گے؟ لیکن یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ روزے میں ٹائم پاس نہیں ہوتا۔ لہٰذا وقت گذارنے اور ٹائم پاس کرنے کے لیے گناہ کے کام کیے جاتے ہیں۔ مثلاً ٹی وی دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ گناہوں کے ذریعے ٹائم پاس اسی لیے کیا جاتا ہے کہ روزہ نہ لگے، لیکن یہ نظریہ غلط ہے۔ گناہوں کی وجہ سے روزہ اور زیادہ لگے گا۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے 'فضائلِ رمضان' میں لکھا ہے کہ آدمی گناہ کا کام کرتا ہے تو روزہ لگتا ہے۔ ایک واقعہ لکھا کہ 'دو عورتیں تھیں۔ اُنھیں بہت زیادہ روزہ لگا۔ انھوں نے کسی کی غیبت کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انھوں نے مردہ بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ ان کو قے کراؤ۔ جب قے کرائی گئی تو گوشت کے ٹکڑے نکلے'۔ نبی کریم ﷺ کی برکت سے ایک معنوی چیز نے حقیقت کی صورت اختیار کر لی اور ان کو نظر بھی آ گئی۔ حالاں کہ ان عورتوں کو روزہ اتنا لگا تھا کہ بھوک کہ وجہ سے نڈھال ہو گئی تھیں۔ اسی واقعے سے استدلال کرتے ہوئے حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ روزے کی حالت میں گناہوں کے کام کرتے ہیں، انھیں روزہ زیادہ لگتا ہے۔ اور جو لوگ روزے کی حالت میں عبادت کرتے ہیں؛ نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، ذکر کرتے ہیں اور گناہ نہیں کرتے، انھیں روزے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ چاہے سخت گرمی کے دن ہوں، تو بھی انھیں روزے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو اُنھی لوگوں کو پتہ چلتا ہے جو گناہوں کے کام کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روزہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لگنے سے بچنے کے لیے نیکی کے کام کرنے چاہئیں اور گناہوں سے بچنا چاہیے، چہ جائے کہ اس کو وقت گذاری کا ذریعہ بنالیا جائے۔

اسی کا نام تو تقویٰ ہے

خلاصہ یہ ہے کہ جب حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچایا تو حرام چیزوں سے تو بہ طریقِ اولیٰ بچنا چاہیے۔ اسی کا نام تو تقویٰ ہے۔ یہ کیفیت پیدا ہونی چاہیے۔ یہ سوچ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے جب حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچایا، تو حرام چیزوں سے تو بہ طریقِ اولیٰ بچانا چاہیے۔ یہی استعداد اگر چوبیس گھنٹے کے لیے اور بارہ مہینے کے لیے پیدا ہو جائے تو تقویٰ حاصل ہو جائے گا۔ تقوے کی حقیقت اور خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچایا جائے۔

بد پرہیزی سے بچو

بہرحال! رمضان میں ایک تو روزہ ہے اور روزے کے اندر بھی آدمی اپنے اعضا کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے۔ روزے کا فایدہ اسی وقت ہوگا جب آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے۔ اسی لیے روزے کی حالت میں جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، انھیں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے دوا کے ساتھ بد پرہیزی کرے۔ دوا بھی کھا رہے ہیں اور بد پرہیزی بھی کر رہے ہیں۔ اس صورت میں دوا سے کیا فایدہ ہوگا؟ بھائی! دوا سے فایدہ اسی وقت ہوگا کہ جس چیز سے بچنا چاہیے، اس سے آدمی بچے۔ آپ نے ایرکنڈیشنر (air conditioner) چلایا۔ ایرکنڈیشنر کی خاصیت کمرے کو ٹھنڈا کرنا ہے، لیکن آپ نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دروازہ اور کھڑکیاں کھلی رکھی ہیں۔ اب اگر آپ کہو کہ ایر کنڈیشنر چل رہا ہے اور ٹھنڈک نہیں ہورہی ہے، تو لوگ کیا کہیں گے؟ یہی کہ جو دروازہ اور کھڑکیاں کھلی رکھی ہیں انھیں بند کرو۔ ایک دروازہ یا ایک کھڑکی بھی کھلی رہ گئی تو کمرہ جیسا ٹھنڈا ہونا چاہیے، ویسا ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ ایسے ہی روزے کا ایر کنڈیشنر لگالیں اور گناہوں اور نافرمانیوں کے دروازے کھڑکیاں کھول دیں تو تقویٰ کیسے حاصل ہوگا؟ تقویٰ نہیں آئے گا۔ تقویٰ حاصل کرنا ہے تو بد پرہیزی سے بچو تو تمھارا کام چلے گا اور تقویٰ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی صحیح قدر دانی نصیب فرمائے اور اس کو حصولِ تقویٰ کا ذریعہ بنائے۔ آمین

❐❐❐❐

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دعا

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَااِلٰهَ غَيْرُكَ. لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّه كُفُوًا اَحَدٌ. لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ. اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ، وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ. اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِى ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سيدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ سيدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سيدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ سيدنا ومولانا مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍوَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ، وَ تَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ . رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ. وَقِنَا عَذَابَ الحَشْرِ. وَقِنَا عَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا، رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا كُلَّهَا، دِقَّهَا وَجِلَّهَا، سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، ظَاهِرَهَا وَبَاطِنَهَا. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْكِ الْمَعَاصِي اَبَداً مَا اَبْقَيْتَنَا. اللهم حبب إلينا الإيمان وزينه فى قلوبنا، وكره إلينا الكفر والفسوق والعصيان. اللّٰهم واجعلنا من الراشدين. يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ. يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّف قلوبنا على طاعتك. اللهم أغننا بالعلم، وزينا بالحلم، وأكرمنا بالتقوىٰ، وجملنا بالعافية. اَللّٰهُمَّ اعْطِ نفوسنا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عفوٌّ تحب العفو، فاعفُ عنا. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نسئلك من الخير كله: عاجله وآجله، ما علمنا منه وما لم نعلم، و نعوذبك من الشر كله: عاجله وآجله، و ما علمنا منه وما لم نعلم. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نسئلك الجنة و ما قرب إليها من قول وعمل. و نعوذبك من النار و ما قرب اليها من قول و عمل.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اَللّٰهُمَّ اَحسن عاقبتنا فی الأُمور كلها، و اَجرنا من خزی الدنيا و عذاب الآخرة. اَللّٰهُمَّ جنبنا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن. اَللّٰهُمَّ لا سهل إلا ما جعلته سهلاً، و اَنت تجعل الحزن سهلاً إذا شئت. اَللّٰهُمَّ اغفر لأُمة سيدنا محمد ﷺ. اللهم ارحم أُمة سيدنا محمد ﷺ. اللهم تجاوز عن أُمة سيدنا محمد ﷺ.

اے اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ ہم گنہ گار ہیں، خطا کار ہیں، قصور وار ہیں۔ ہم نے گناہوں کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو نے ہماری مغفرت نہیں فرمائی اور ہم پر رحم نہیں کیا، تو ہم بڑے خسارے اور نقصان میں رہیں گے۔ اے اللہ! تو نے نیکی کے جن کاموں کو کرنے کا ہمیں حکم دیا، ہم ان کو بجا نہیں لائے۔ تو نے گناہوں کے جن کاموں سے ہمیں منع فرمایا، ہم ان سے نہیں رُکے۔ اے اللہ! تیری نعمتوں کا استعمال کر کے ان کا شکر ادا کرنے کے بجائے ان کے ذریعے تیری نافرمانیاں کرتے رہے۔ تیرے دیے ہوئے قُویٰ اور اعضا سے تیرا مقابلہ کرتے رہے۔ اے اللہ! ہمارے اس عظیم جرم کو معاف فرما۔ اے اللہ! ہم گناہوں کے عادی بن چکے ہیں، عافیت کے ساتھ گناہوں کی یہ عادتیں ہم سے چھڑا دے۔ اے اللہ! تو ہماری مغفرت فرما۔ ہمارے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ ہمارے اہل وعیال اور اعزہ واقارب، ہمارے اساتذہ ومشائخ، ہمارے دوست واحباب کی مغفرت فرما۔ ہمارے محسنین اور متعلقین کی مغفرت فرما۔ ہم سے جنھوں نے دعاؤں کے لیے کہا ہے یا جو ہم سے دعاؤں کی امید رکھتے ہیں یا جو ہم سے محبت رکھتے ہیں، ان کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مغفرت فرما۔اے اللہ! ہمارے محلّے والوں اور بستی والوں کی مغفرت فرما۔تمام مؤمنین اور مؤمنات، تمام مسلمین اور مسلمات کی مغفرت فرما۔اے اللہ! تو پوری امتِ محمدیہ کی مغفرت فرما۔اے اللہ! تو ہمارے چھوٹے و بڑے، ظاہر و پوشیدہ، اگلے اور پچھلے، جو جان بوجھ کر کیے اور جو بھول سے ہو گئے' تمام گناہوں کو معاف فرما۔اے اللہ! ان گناہوں کی سیاہی اور گندگی سے ہمارے دلوں کو پاک اور صاف فرما۔اے اللہ! گناہوں کی نفرت اور نیکیوں کی رغبت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔اے اللہ! نفس اور شیطان کی شرارتوں اور ہماری بد اعمالیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقوں کی محبت اور غیروں کے طریقوں کی نفرت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔اے اللہ! تو ہمیں اپنی زندگی کے ہر شعبے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں اور طریقوں کو جاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔اے اللہ! تو ہماری زندگیوں کو سنت کے انوار سے منوّر فرما۔اے اللہ! تو ہم کو، ہمارے اہل و عیال کو اور پوری امتِ محمدیہ کو سو فی صد نمازی بنا دے۔ جماعت کے ساتھ نمازوں کا اہتمام ہمیں نصیب فرما۔اے اللہ! تو ہمیں دنیا سے اس حال میں اٹھا کہ ہمارے دل ایمان کے نور سے منوّر ہوں۔ ہماری زبانوں پر کلمۂ طیبہ جاری ہو۔آپ ہم سے راضی ہوں۔آپ کے اور آپ کے بندوں کے حقوق میں سے کوئی حق واجب الادا ہم پر باقی نہ رہ گیا ہو۔

اے اللہ! موت کی سختیوں میں تو ہماری مدد فرما۔اے اللہ! قبر کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، وہ اگر آسان ہوگئی تو بعد کی منزلیں بھی آسان ہیں۔اے اللہ! قبر کی منزل کو ہمارے لیے آسان فرما۔قبر کو ہمارے لیے جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ بنا دے۔اس کو نور سے بھر دے۔اس کو کشادہ بنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دے۔ اے اللہ! جو بد اعمالیاں قبر کے عذاب کا سبب بنتی ہیں، ان سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مرحومین اور رشتے دار، جو دنیا سے جا چکے ہیں، ان کی مغفرت فرما۔ ان کو اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے ڈھانپ لے۔ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے ان کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! محشر کی ہولناکیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! اس دن کی رسوائی سے تو ہمیں بچالے۔ اس دن اپنے عرشِ عظیم کا سایہ نصیب فرما۔ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے حق میں شفاعت کی اجازت مرحمت فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا مبارک جام نصیب فرما۔ ہمارے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں عطا فرما۔ نیکیوں کے پلڑے کو جُھکا دے۔ پل صراط سے عافیت اور سلامتی سے پار فرما دے۔ جہنم اور اس کے عذاب سے پوری پوری حفاظت فرما کر جنت میں دخولِ اولین نصیب فرما۔

اے اللہ! نیکیوں اور بھلائیوں کو عام فرما۔ بدیوں اور برائیوں کو ختم فرما۔ اے اللہ! تو ہماری عبادات کو درست فرما۔ عقائد کو درست فرما۔ معاملات اور معاشرت کو درست فرما۔ ہمیں اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حمیدہ کے اوپر مداومت اور پابندی نصیب فرما۔ ہمارے گھروں کا ماحول درست فرما۔ جتنے گناہ، برائیاں، رسم ورواج اور بدعتیں گھر کر گئی ہیں، ان کو عافیت کے ساتھ دور فرما۔ ہماری عورتوں کی اصلاح فرما۔ ہمارے مَردوں کی اصلاح فرما۔ ہمارے نوجوانوں کو پورا پورا دین پر لگا دے۔ ان کی قوتوں اور صلاحیتوں کو دین کی خدمت اور سربلندی کے لیے قبول فرما۔ اے اللہ! ہمیں آپسی حقوق کی ادائیگی کی توفیق اور ہمت عطا فرما۔ آپس میں محبت اور جوڑ پیدا فرما۔ آپس کی حق تلفیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! آپس کی دشمنی اور نفرتوں کو ختم کر کے محبت اور الفت پیدا فرما۔ اے اللہ! تمام مسلمانوں کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک اور نیک بنا۔ اے اللہ! حضور ﷺ کا امتی دنیا میں جہاں کہیں بھی رہتا ہو، اس کے ایمان واسلام کی، جان و مال اور اہل وعیال کی، اس کی تجارت، زراعت، کاروبار اور ہر چیز کی حفاظت فرما۔ اسلام اور اہلِ اسلام کی سربلندی کی صورتیں پیدا فرما۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم توڑے جا رہے ہیں، وہاں مسلمانوں کی بھرپور مدد فرما۔ مظلوم کی حمایت فرما۔ ظالم کے ہاتھوں کو ظلم سے روک دے۔ دنیا میں امن وامان قائم فرما۔ ظلم وزیادتی کو ختم فرما۔ ایمان اور ہدایت کی ہوائیں چلا دے۔ تمام انسانوں کو ہدایت سے نواز دے۔ غیر مسلموں کو ایمان اور اسلام سے قریب فرما۔ ان تک ایمان واسلام کی صحیح دعوت پہنچانے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اس کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تمام مدارسِ عربیہ، مکاتبِ قرآنیہ، مراکزِ دینیہ وتبلیغیہ کی حفاظت فرما۔ ان کے کام کرنے والوں کی حفاظت فرما۔ ان کو ہمت اور حوصلہ عطا فرما۔ اخلاص اور استقامت عطا فرما۔ ہر قسم کے شرور اور فتنوں سے ان کی حفاظت فرما۔ تمام مساجد کی حفاظت فرما۔ مقابر کی حفاظت فرما۔ خانقاہوں کی حفاظت فرما۔ دین اور دین کے تمام شعائر کی حفاظت فرما۔ حرمین شریفین کی حفاظت فرما۔ اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے شعائرِ اسلام کی پامالی کے لیے جتنی سازشیں اور تدبیریں کی جا رہی ہیں ان کو ناکام فرما۔ اے اللہ! احیاے اسلام کے لیے جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کو کامیاب بنا۔ ان میں قوت پیدا فرما۔ ان کوشش کرنے والوں کی حفاظت فرما۔ ان کو مخلص ساتھی عطا فرما۔ منافقوں سے ان کی حفاظت فرما۔

اے اللہ! رمضان کا یہ مبارک مہینہ آپ نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمایا۔ اے اللہ! تو ہی اس کی صحیح قدردانی کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! اس ماہِ مبارک کے ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک لمحے اور ایک ایک گھڑی کی وصول یابی کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! اس مہینے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح وصول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو وصول کرنے کا جو طریقہ ہمیں بتلایا، اے اللہ! اس طریقے کے مطابق ہمیں اس مہینے کو وصول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! صحابہ اور تابعین اور تیرے مقبول اور نیک بندوں نے جس طرح اس مبارک مہینے کو وصول کیا، اس طرح وصول کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں روزوں اور تراویح اور تلاوت اور ذکر و تسبیح اور نوافل اور دعاؤں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ان اعمال کو پوری رغبت اور ہمت اور شوق سے انجام دینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! رمضان کی حقیقی برکتوں اور رحمتوں سے ہمیں خوب خوب حصہ عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں لیلۃ القدر عطا فرما۔ لیلۃ القدر کی دعائیں، تلاوت، ذکر، نماز، عبادت عطا فرما۔ اے اللہ! اس کو ہماری غفلت کی نذر ہو جانے سے بچا۔ اے اللہ! تو اس ماہِ مبارک میں ہر قسم کے گناہ، نافرمانی اور غفلت سے ہماری حفاظت فرما۔

(پہلا عشرہ ختم ہونے کے قریب ہو تو یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! ماہِ مبارک کا رحمت کا عشرہ ختم ہونے والا ہے۔ ہم نے اس میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو ہمیں تیری رحمت کا حق دار بنانے والا ہو۔ اے اللہ! اپنے ان بندوں کے طفیل جنھوں نے اپنے اعمال سے تجھے راضی کیا، ہمیں بھی نواز دے۔ اے اللہ! تو جن پر اپنی رحمت برسائے، ہمیں بھی ان کے ساتھ شامل فرمالے۔ اے اللہ! تو ہمیں محروم نہ فرما۔ اے اللہ! تو بلا استحقاق ہمیں عطا فرما۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(دوسرا عشرہ ختم ہونے کے قریب ہو تو یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! ماہِ مبارک کا مغفرت کا یہ عشرہ ختم ہونے والا ہے، ہم نے اس میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو ہمیں تیری مغفرت کا حق دار بناتا ہو۔ اے اللہ! تو محض اپنے فضل سے ہمیں اپنی مغفرت سے نواز دے۔ اے اللہ! تو ہماری، ہمارے اہل وعیال، تمام متعلقین، پوری امتِ محمدیہ کی مغفرت فرما۔

(آخری عشرے میں یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! اس عشرے میں آپ بے شمار مخلوق کو جہنم سے خلاصی عطا فرمائیں گے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ اے اللہ! یہ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے، ہمارے لیے اور پوری امت کے لیے جہنم سے آزادی کا فیصلہ فرما۔ اے اللہ! ہم نے اپنے گناہوں سے اپنے آپ کو جہنم کا حق دار بنا دیا ہے۔ اے اللہ! تو محض اپنے فضل سے ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما۔ الٰہی ہم میں جہنم کا عذاب سہنے کی بالکل طاقت نہیں ہے، اگر تو نے جہنم میں ڈال دیا تو کوئی بچانے والا نہیں، اے اللہ! ماہِ مبارک کے اس عشرے کے صدقے تو ہمیں جہنم سے آزاد فرما۔

(آخری دنوں میں یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! رمضان کا یہ مبارک مہینہ ختم ہونے والا ہے۔ ہم نے اس کی جیسی قدردانی کرنی چاہیے تھی، نہیں کی۔ اس کو جس طرح وصول کرنا چاہیے تھا نہیں کیا۔ اے اللہ! تو ہمارے اس جرمِ عظیم کو معاف فرما۔ اے اللہ! تیری توفیق اور عنایت سے جتنے بھی ٹوٹے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھوٹے اعمال ہم نے کیے، تو ان کو محض اپنے فضل سے قبول فرما۔ اے اللہ! ہم گنہ گار ہیں، ناقص ہیں۔ جیسے ہم ناقص ہیں، ہمارے یہ اعمال بھی ناقص ہیں۔ اے اللہ! تو تو نقطہ نواز ہے، جب تو اپنے مقبول بندوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دے گا، ان کے صدقے میں ہمیں بھی نواز دے۔ ہمیں محروم نہ فرما۔ اے اللہ! اس ماہِ مبارک کو ہمارے لیے تقویٰ حاصل ہونے کا ذریعہ بنا۔ اس کے ذریعے ہماری زندگیوں میں خوش گوار تبدیلی پیدا فرما۔ ہمیں گناہوں سے نیکیوں کی طرف، معاصی سے طاعت کی طرف لے جا۔ نافرمانی والی زندگی سے نکال کر فرماں برداری والی زندگی میں لے چل۔

اے اللہ! تو ہماری اولاد کو نیک، صالح اور فرماں بردار بنا۔ ان کو ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنا۔ اے اللہ! اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ہماری جو ذمے داریاں ہیں، ان کو انجام دینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ ان کو عقائدِ حقہ، علومِ نافعہ، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ سے مالا مال فرما۔ ان کو تمام گناہوں سے، برے اخلاق اور عادات سے، برے اقوال سے، بری صحبتوں سے بچائے رکھ۔ اے اللہ! تو اپنی شانِ ربوبیت سے ان کی تربیت فرما۔ اے اللہ! ہمارے ماں باپ اور اساتذہ و مشائخ اور ہمارے مربیوں نے ہماری تعلیم و تربیت میں جو تکلیفیں اٹھائیں، اس کا بہترین بدلہ ان کو عطا فرما۔ ان کے درجات بلند فرما۔ ان میں جو موجود ہیں ان کی صحت، قوت، عافیت میں برکت عطا فرما۔ جو وفات پا چکے ہیں ان کی مغفرت فرما۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔

اے اللہ! آپ حضور سرورِ کائنات کو ہماری اور پوری امت کی طرف سے وہ بہترین بدلہ عطا فرمائیے جو آپ رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرماتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ ﷺ کے تمام صحابہؓ خصوصاً خلفاءِ راشدین، محدثین، ائمۂ مجتہدین، مفسرین، بزرگانِ دین، تمام اسلافِ کرام کو ہماری طرف سے بہترین بدلہ عطا فرما۔ اے اللہ! جس طرح انھوں نے دین کے لیے قربانیاں دیں اور ہم تک دین پہنچایا، ہمیں بھی دین کے لیے قربانیاں دے کر اگلی نسلوں تک دین کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہم پر دینی، دنیوی، معاشرتی حیثیت سے جو ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں، ان تمام کو پورا پورا ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں ہر طرح کی کوتاہی اور خیانت سے محفوظ رکھ اور پوری امانت و دیانت کے ساتھ ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! دنیا کی، مال کی، جاہ کی محبت عافیت کے ساتھ ہمارے دلوں سے نکال دے۔ آخرت کی فکر عطا فرما۔ ہماری تمام ضرورتوں کی اپنے خزانۂ غیب سے کفالت فرما۔ ہمیں کسی کا محتاج اور دست نگر نہ بنا۔ ہمیں حلال اور وسیع روزی عطا فرما۔ ہماری تمام معاشی مشکلات کو دور فرما۔ اے اللہ! حرام سے ہماری مکمل حفاظت فرما۔ اے اللہ! تو آسمان سے برسنے والی بارش کی طرح ہمیں روزی عطا فرما۔ ہمارے تاجروں کی تجارت میں، صنعت کاروں کی صنعت میں، کسانوں کی زراعت میں، ملازمت پیشہ لوگوں کی ملازمت میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی کا اپنے خزانۂ غیب سے سامان پیدا فرما۔ ہمارے بیماروں کو صحتِ کاملہ، مستمرہ عطا فرما۔ پریشان حالوں کی پریشانی دور فرما۔ اے اللہ! جن کی اولاد نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہیں، ان کو صالح جوڑ نصیب فرما کر عافیت کے ساتھ ان کے نکاح کا سامان مہیا فرما۔ اے اللہ! جو حضرات مالی تنگی کی وجہ سے اپنا یا اولاد کا نکاح کرانے سے قاصر ہیں، ان کی مشکل دور فرما۔ جن کے نکاح ہو چکے ہیں، لیکن نکاح والی زندگی کی حقیقی خوشیوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے محروم ہیں، ان کو حقیقی خوشیوں سے نواز دے۔ جو اولاد سے محروم ہیں ان کو صالح اولاد عطا فرما۔ جن کی اولاد نافرمان ہے ان کی اولاد کو نیک اور فرماں بردار بنا۔ جن کو نرینہ اولاد نہیں ہے، ان کو نرینہ، صالح اولاد سے نواز دے۔ جن پر جھوٹے مقدمات چل رہے ہیں ان کو جلد بری فرما۔ جو جیل میں ہیں ان کو بہ عافیت جلد رہائی نصیب فرما۔ جن کو رہنے کے لیے مکان کی ضرورت ہے، اے اللہ! ان کو عافیت کے ساتھ کشادہ مکان نصیب فرما۔

اے اللہ! تو ہم سب کو روحانی امراض سے پورے طور پر شفا عطا فرما۔ اخلاقِ رذیلہ سے نجات دے دے۔ اے اللہ! ہماری تمام دینی و دنیوی حاجتیں پوری فرما۔ اے اللہ! تو بھرپور خزانوں کا مالک ہے اور بے حساب دینے والا ہے۔ ہم محتاج ہیں، تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خوش خبری دی ہے کہ بندہ جب تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے تجھے شرم آتی ہے۔ اے اللہ! ہم امیدیں لے کر تیری بارگاہ میں آئے ہیں، تو ہمیں محروم نہ لوٹا۔ اے اللہ! آج تک تجھ سے مانگ کر محروم نہیں ہوئے، اب بھی اور آیندہ بھی محروم نہ فرما۔ اے اللہ! حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی بھلائیاں تجھ سے مانگیں، وہ سب ہم کو عطا فرما اور حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی برائیوں سے تیری پناہ چاہی، ان تمام سے ہماری حفاظت فرما۔

اے اللہ! جو کچھ ہمیں مانگنا چاہیے تھا اور نہیں مانگ سکے، وہ سب ہمیں عطا فرما۔ اے اللہ! جن برائیوں سے ہمیں پناہ چاہنی چاہیے تھی اور ہم ان سے پناہ نہیں چاہ سکے، ان تمام سے ہمیں پناہ نصیب فرما۔ اے اللہ! ہماری تمام دعاؤں کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں قبول فرما۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حواشی وحوالہ جات:

[1] البقرة:185

[2] البقرة:183

[3] حم سجدہ:31

[4] بخاری:4780

[5] احیاء العلوم:1/267

[6] حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، قَالَ: "هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا. (ابوداؤد:5092)

[7] عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ. (ترمذی:3451)

[8] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ، عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (ترمذی:1767)

[9] اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (عمل الیوم واللیلۃ، لابن السنی: 659، شعب الایمان للبیہقی:3815)

[10، 11] یا أیها الناس! قد أظلکم شهر عظیم مبارك شهر فیه لیلة خیر من ألف شهر، شهر جعل الله صیامه فریضة، وقیام لیلة تطوعاً من تقرب فیه بخصلة کان کمن ادی فریضة فی ما سواه ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواه، وهو شهر الصبر، والصبر ثواب الجنة، وشهر المواساة، وشهر یزاد فی رزق المؤمن فیه، من فطر فیه صائماً کان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار، وکان له مثل اجره من غیر أن ینقض من أجره بشیء۔ قالوا: یا رسول الله! لیس کلنا یجد ما یفطر اللصائم فقال رسول الله ﷺ یعطی هذا الثواب من فطر صائماً علی تمرة أوشربة ماء أو مذقه لبن۔ وهو شهر: أوله رحمة، واوسطه مغفرة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وآخره عتق من النار۔ من خفف عن مملوکه فیه،غفر الله،وأعتقه من النار۔ واستکثروا فیه من أربع خصال خصلتین ترضون بهما ربکم،فشهادة أن لا اله الا الله و تستغفرونه،واما الخصلتان اللتان لاغناء بکم عنهما فتسئلون الله الجنة و تعوذون به من النار،ومن اسقی صائماً سقاه الله من حوضی شربة لا یظمأ حتی یدخل الجنة۔ (ابن خزیمہ:7881،شعب الایمان للبیہقی:6333)

[12]الذاریات:56

[13]النازعات:40،41

[14]النور:30

[15]عَنِ الْحَسَنِ قَالَ بَلَغَنِی أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ ۔هَذَا مُرْسَلٌ۔ (سنن کبریٰ بیہقی:13566)

[16]التوبۃ:111

[17]مزمل:3-1

[18]الشرح:7،8

[19]عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (محمد:19)فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً. (ترمذی:3259)

[20]عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ، وَكَانَتْ لَه صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، فِي الْيَوْمِ، مِائَةَ مَرَّةٍ۔ (مسلم:2702)

[21]البقرۃ:185

[22]البقرۃ:183

[23]عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ، وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. (بخاری:7492)

❏❏

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب دوم: اصلاحی مضامین

① ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت

ماہِ رمضان المبارک اپنی خصوصیات کی وجہ سے اس قابل ہے کہ آدمی اس پورے مہینہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ کردے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ مطلوب ہے کہ بندہ سال بھر اپنے کاروبار اور اپنے مشاغل میں مشغول ومصروف رہا، تو اب ایک مہینہ ایسا بھی ہونا چاہیے جس میں آدمی اپنے سارے کاروبار ومشاغل کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہوجائے۔ اور اگر اس کو مکمل چھوڑنا ممکن نہ ہو تو کم از کم آدمی سوچ کر یہ طے کرلے کہ کتنا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہونے کے لیے فارغ کرسکتا ہے۔ جتنا زیادہ سے زیادہ وقت فارغ کرے گا وہ اس کے لیے مفید اور کارآمد ہوگا۔

ویسے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے واسطے ہی پیدا کیا ہے، جس کا تقاضہ یہ تھا کہ آدمی اپنے سارے اوقات اور پوری زندگی کے تمام لمحات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں مشغول رکھتا، لیکن یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم اور احسان وانعام ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنی ضروریات کے واسطے بھی وقت کو استعمال کرنے کی اجازت دی۔ ہاں! کچھ عبادتیں ایسی ہیں جو فرض قرار دی گئیں، جیسے: پنج وقتہ نماز، رمضان المبارک کے روزے وغیرہ۔ اور اس کے علاوہ باقی اوقات میں کچھ سنن ومستحبات رکھے گئے، اور پھر آدمی دوسرے اوقات کو اپنی ضروریات اور کاروبار میں استعمال کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرف سے اس کی اجازت بھی دے دی گئی۔ جب سال بھر یہ سلسلہ رہتا ہے تو رمضان کا ایک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لیے رکھا ہے جس میں یہ مطلوب ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

خود نبی کریم ﷺ بھی اس کا بڑا اہتمام اور بڑی تاکید فرماتے تھے۔شعبان کے آخری جمعے میں جو خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس میں بھی نبیِ کریم ﷺ رمضان کے سلسلے میں صحابۂ کرام کو تاکید فرما کر اس کو زیادہ سے زیادہ وصول کرنے کی طرف متوجہ کرتے تھے بلکہ رمضان کی اہمیت بتلانے کے لیے رجب کا چاند دیکھتے ہی یہ دعا سکھلائی گئی ہے: ﴿أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ﴾ اے اللہ! تو ہمیں رجب وشعبان میں برکت عطا فرما اور رمضان تک ہمیں پہنچا دے۔گویا رمضان اتنا قریب آ گیا ہے تو اب ایسا نہ ہو کہ رمضان کی برکتیں اور اس کے انوار وفضائل سے فائدہ اٹھانے سے پہلے ہی دنیا سے جانے کی نوبت آ جائے۔جیسے بوڑھی عورتیں جب ان کا پوتا یا نواسہ بڑا ہو جاتا ہے تو دعائیں کرتی ہیں کہ اے اللہ! میں اس کی شادی دیکھ کر جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے جانے کا وقت آ جائے۔تو حضور ﷺ نے رمضان کی خاص اہمیت بتلانے کے لیے یہ دعا سکھلائی کہ دو مہینے پہلے سے جب آدمی دعا کا اہتمام کرے گا تو رمضان کے لیے تیاری بھی کرے گا۔بہر حال! رمضان المبارک کی اپنی کچھ خصوصیات اور فضائل ہیں جیسا کہ آپ ’فضائلِ رمضان‘ میں سنتے بھی ہیں۔

مراتب قِرب کی کچھ منزلیں

اسی سلسلے اللہ تعالیٰ نے نوافل کے قبیل سے ایک مستقل نماز رمضان کے مہینے میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مشروع فرمائی جو عشاء کی نماز کے بعد 'تراویح' کے نام سے ادا کی جاتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے، وہ فرماتے تھے کہ 'اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں بندوں کے لیے مراتبِ قرب یعنی قرب کی کچھ منزلیں خصوصیت کے ساتھ الگ سے عطا فرمائی ہیں اس لیے کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ بندہ جب سجدہ میں ہوتا ہے تو اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے، بندے کی سب سے زیادہ قرب والی حالت وہ ہوتی ہے جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے، تو گویا رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے مزید بیس رکعتیں مشروع قرار دیں اور ان کو سنّت بتلایا کہ ان کا اہتمام کیا جائے، تاکہ بیس رکعتوں کی نسبت سے چالیس سجدے مزید بڑھ جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مزید قرب حاصل کرنے کا موقع ملے'۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں بندوں کو یہ کہا کہ تم کو اپنے مزید قرب کے لیے موقع فراہم کرتا ہوں، اس سے تم فائدہ اٹھاؤ۔ خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض کیا اور اس کی تراویح کو سنّت قرار دیا، گویا اللہ تعالیٰ ہی کا یہ حکم ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنّت کو عملی طور پر جاری فرما کر نمونہ پیش کر گئے، اس معنی کر اس کو سنّت بھی کہا جاتا ہے۔

② رمضان کے روزوں کی فرضیت وفضیلت

قرآنِ شریف کی وہ آیت جس کے نزول سے روزوں کی فرضیت کا حکم آیا تھا، یہ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّاماً مَّعْدُودَاتٍ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں اسی طرح جیسے تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے۔

صرف فرض کیے جانے میں یہ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ان پر فرض تھے تم پر بھی فرض کیے گئے ہیں، باقی تعداد اور کیفیت وغیرہ کے اعتبار سے پورے طور پر دونوں کو مساوی قرار دینا مقصود نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگلی امتوں میں روزوں کی شکل یہ ہوا کرتی تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد آدمی جب سو گیا تو وہیں سے روزہ شروع ہو جاتا تھا یعنی جیسے ہم لوگ اُٹھ کر سحری کرتے ہیں اور صبحِ صادق سے پہلے پہلے کھا پی سکتے ہیں، چاہے سوئے ہوں، یا نہ سوئے ہوں' ان کے یہاں ایسا نہیں تھا، بلکہ وہاں تو یہ تھا کہ جہاں آنکھ لگ گئی بس روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ شروع اسلام میں بھی جب روزوں کی فرضیت ہوئی تو یہی طریقہ تھا کہ جہاں آنکھ لگ گئی کہ اب کھانا پینا، بیوی کے ساتھ صحبت کرنا، سب ممنوع ہو جاتا تھا اور روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ لیکن حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعضوں کے ساتھ ذرا سخت حالات پیش آئے جیسا کہ روایتوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس عشاء کی نماز کے بعد مشورہ کے لیے بیٹھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ وہاں سے دیر سے پہنچے۔ اُن کو اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا تقاضہ تھا۔ انھوں نے مطالبہ کیا تو بیوی نے جواب دیا کہ میری تو آنکھ لگ گئی تھی اور میں سوگئی تھی، گویا میرا روزہ شروع ہوگیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تھوڑا ہی سویا تھا اور اپنی ضرورت پوری کرلی۔ اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کیا جاتا ہے۔ بہرحال! کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسی صورت پیش آئی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾

اس آیت سے گویا اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ صبحِ صادق تک آپ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرسکتے ہیں اور اب روزہ صبحِ صادق سے شروع ہوگا۔ چاہے آنکھ لگی ہو یا نہ لگی ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح کھانے پینے کے معاملے میں بھی ہوا۔قیس بن صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک غریب صحابی تھے۔محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ دن بھر روزے سے تھے، افطار کے وقت گھر پہنچے۔ بیوی سے کہا: افطار کے لیے کچھ ہے؟ بیوی نے کہا: کچھ بھی نہیں ہے! پھر بیوی نے کہا: ٹھہرو! میں پڑوسی کے یہاں سے کچھ لے آتی ہوں۔سورج تو غروب ہو ہی چکا تھا، بیوی پڑوسی کے یہاں کچھ لینے گئی اور جب وہاں سے واپس لوٹی تو دیکھا کہ ان کی تو آنکھ لگ گئی ہے۔ اب وہ کچھ لے کر تو آئی تھی لیکن چوں کہ ان کی آنکھ لگ گئی تھی اس لیے ان کا تو دوسرا روزہ شروع ہو گیا تھا اس لیے وہ کچھ کھا پی نہیں سکتے تھے، اس نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا۔پھر دوسرے دن روزہ پورا ہوا تو شام کو پھر یہی صورت پیش آئی کہ افطاری کے لیے کچھ تھا نہیں، بیوی نے کہا: میں پڑوسی کے یہاں سے کچھ لے کر آتی ہوں۔وہ لینے گئی اور جب کچھ لے کر لوٹی تو دیکھا کہ ان کی آنکھ لگ گئی ہے۔اب تو ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔بہر حال! یہ بھی ایک سبب تھا۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگلی امتوں میں ایسا تھا کہ جب آدمی رات کو سو جاتا، وہیں سے روزہ شروع ہو جاتا تھا۔صبح صادق کے آنے کا انتظار نہیں تھا۔اسلام میں بھی شروع میں اسی طرح کا حکم دیا گیا تھا، بعد میں پھر اس میں تخفیف کر دی گئی اور صبحِ صادق سے روزے کی ابتدا قرار دی گئی، چاہے کسی کی آنکھ لگی ہو یا نہ لگی ہو۔اسی طریقے سے روزوں کی تعداد کے سلسلے میں بھی ہے۔شروع اسلام میں دسویں محرم کا روزہ فرض ہوا تھا، اس کے بعد رمضان کی فرضیت آئی یعنی پورے مہینے کے روزے اس کے بعد فرض ہوئے۔اور شروع میں جب روزوں کا حکم دیا گیا اس وقت بھی لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہیں تھے، اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے شریعت کی طرف سے سہولت دی گئی تھی کہ روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دینا چاہو یعنی ایک روزے کے بدلے میں غریب کو صدقۃ الفطر کی مقدار صدقہ کردو، تب بھی کافی ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں تو چوں کہ بچّوں کو بچپن ہی سے روزہ رکھواتے ہیں، اس لیے ان کو عادت پڑ جاتی ہے اور بڑے ہو کر آسانی سے روزے رکھ لیتے ہیں، لیکن جو پہلے سے عادی نہ ہوں ان کو آپ دیکھیں گے کہ چاہے پیٹ بھر کر سحری کھائی ہو، تب بھی ان کے لیے شام تک بھوکا رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو گویا ان کو شروع میں روزہ رکھنے اور فدیہ دینے کے معاملے میں اختیار دیا گیا تھا اور یہ حکم کسی بیماری یا بڑھاپے پر موقوف نہیں تھا، لیکن بعد میں لوگ جب روزوں کے عادی ہو گئے تو پھر یہ آیت: ﴿فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ﴾ نازل ہوئی، جس میں یہ حکم دیا گیا کہ اب تو ہر حال میں روزہ ہی رکھنا ہے، فدیہ سے کام نہیں چلے گا: ﴿وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضاً أَوۡ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ البتہ کوئی آدمی بیمار ہو تو بیماری کی وجہ سے اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور افطار کر لے، پھر بیماری سے جب تندرست ہو جائے تو ان روزوں کی قضا کر لے۔

اسی طریقے سے کوئی آدمی رمضان کے مہینے میں سفر میں ہو تو سفر کی وجہ سے اس کو رخصت اور اجازت دی گئی کہ روزہ نہ رکھے اور افطار کر لے، بعد میں سفر سے جب واپس آئے تو دورانِ سفر جتنے روزے چھوٹے ہوں ان کی قضا کر لے۔ اب بھی یہی حکم باقی ہے۔

③ روزہ ڈھال ہے، جب تک کہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے

﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ﴾ کے لفظ 'كُتِبَ' سے مشائخِ صوفیاء نے روزہ کے آداب کے سلسلے میں کچھ نکات پیدا کیے ہیں کہ تمھاری ذات پر جو روزے فرض کیے گئے ہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توان روزوں کے کچھ حقوق کی ادائیگی بھی تمھارے جسم کے دوسرے اعضا کے ذریعے ہونی چاہیے۔ چناں چہ آنکھ کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے اور دوسرے اعضا کا بھی روزہ ہے۔

اس لیے پہلی بات یہ ہے کہ آدمی روزے کی حالت میں اپنی آنکھوں کو بدنظری سے بچائے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ چیزیں جو روزے کے علاوہ دیگر اوقات میں حلال ہیں، روزے کے نام پر ان سے تو بچا جائے، جیسے کھانا پینا اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت۔ ہم رمضان کے دنوں ہی میں رات کے وقت کھاتے پیتے ہیں اور رمضان کے علاوہ دن میں بھی کھاتے پیتے ہیں۔ تو حلال کام ایک عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب کے مقررہ وقت تک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے روزے کی مناسبت سے ہم نے چھوڑ دیے۔ تو جب آدمی حلال کام چھوڑ کر روزہ رکھ رہا ہے تو پھر ایسے کام جو روزے کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی حرام اور ممنوع ہوں، جیسے بدنظری یعنی آنکھ کا گناہ، ٹی وی دیکھنا، ویڈیو اور سنیما دیکھنا، یہ سب کام روزے کے علاوہ بھی ہر حال میں ممنوع ہیں، ان سے تو بطریقۂ اولیٰ بچنا چاہیے۔ آج کل لوگوں نے اِنھی چیزوں کو روزے میں ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے کہ ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں، گندی گندی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں، پھر روزے میں تاثیر کہاں رہے گی؟

آگے روایت آنے والی ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے روزے کو ڈھال قرار دیا ہے۔ میدانِ جنگ میں آدمی دشمن کے حملے سے بچاؤ کے لیے اپنے پاس ڈھال رکھتا ہے۔ جب دشمن تلوار کے ذریعے سے حملہ اور وار کرتا ہے ڈھال سامنے کردی جاتی ہے اور اس کے حملے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے اپنے آپ کو بچالیا جاتا ہے۔ گویا شیطان ہمارے اوپر وار کرتا ہے اس سے بچاؤ کے واسطے روزے ہی کو ایک طرح کی ڈھال قرار دیا گیا ہے، یا جہنم سے حفاظت کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے اس کو ڈھال بتلادیا ہے۔ ایک روایت میں ہے ﴿الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَالَمْ يَخْرِقْهَا﴾ روزہ ڈھال ہے بہ شرطے کہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ ڈھال جب پھٹ جاتی ہے تو پھر مقابلے کے وقت دشمن کے حملے سے حفاظت کا کام نہیں دیتی۔ اسی طرح روزے کو بھی اگر ہم نے گناہوں کے ذریعے سے خراب کردیا تو گویا ڈھال کو بیکار کردیا اور پھاڑ دیا۔ اب ایسا روزہ شیطان کے حملے سے حفاظت کا باعث نہیں بن سکتا۔ اس لیے پہلی چیز تو یہ ہوئی کہ آدمی اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ روزے کی حالت میں غیبت، چغلی، بہتان، لڑائی جھگڑا وغیرہ چیزوں سے بہت بچے۔ اگر کوئی ہم سے جھگڑا کرنے لگے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ میرا روزہ ہے، میں تیری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔ اور اگر وہ نادان ہے اور سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو اپنے جی سے خود ہی خطاب کرکے کہہ دے کہ میرا تو روزہ ہے۔ تو زبان بھی ایک عضو ہے، روزے میں اس کی حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے، تب ہی زبان کا روزہ ہوگا۔ آج کل لوگ روزے کی حالت میں غیبت کرتے رہتے ہیں، گویا لوگوں نے غیبت کو بھی ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے، بس! میری تیری میں لگے رہتے ہیں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ کان کو بھی غیبت سننے سے، لڑائی جھگڑے سے، کسی کی بدگوئی، گانے اور موسیقی سننے سے بچایا جائے۔ بعض لوگ انھیں چیزوں کو روزے میں ٹائم پاس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔ دن بھر گانے سنتے رہتے ہیں، تو ان صورتوں میں روزے کا جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح اپنے دوسرے اعضا یعنی ہاتھ، پاؤں کو بھی گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیے، ورنہ جس روزے کو ڈھال قرار دیا ہے ایسا روزہ پھر ڈھال نہیں بنتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی روزے کی حالت میں لغو چیزوں سے نہیں بچتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔

④ تقویٰ پیدا کرنے کے لیے اللہ نے روزوں کو فرض کیا

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ تم پر روزے فرض کیے گئے ﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اسی طرح جیسے اگلی امتوں پر فرض کیے گئے۔ روزوں کی فرضیت میں انسان کے اعضا بھی داخل ہیں ﴿أَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند دنوں کے روزے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب روزوں کی فرضیت والا یہ حکم نازل فرمایا تو اس میں بھی بڑا پیارا انداز اختیار کیا۔ چوں کہ لوگ روزوں کے عادی نہیں تھے اور روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا، تو آگے حکم ہوا ﴿أَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند دنوں کے روزے ہیں ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ﴾ اور وہ رمضان کے مہینے کے ہیں۔ وہ چند دن جن میں تم پر روزے فرض کیے گئے، وہ فقط ایک ہی مہینہ ہے، اگر انتیس کو چاند ہو جائے تو انتیس (۲۹) ورنہ تیس (۳۰) روزے ہیں۔ ﴿الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآن﴾ پھر رمضان کا یہ مہینہ ایسا بابرکت ہے جس میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف پورا قرآن پاک یک بارگی اتارا گیا۔ پھر آسمانِ دنیا سے نبی کریم ﷺ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر تئیس (۲۳) سال کے عرصے میں تدریجاً رمضان اور غیر رمضان میں اتر تا رہا ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ یہ وہی قرآن ہے جولوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے ﴿وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾ اور اس کا ایک ایک جزو اور ایک ایک آیت ہدایت کی روشن دلیل ہے اور حق وباطل میں تمیز کرنے والی ہے ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں پالے اس کو چاہیے کہ روزے رکھے ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ اور اگر کوئی بیمار ہے، یا سفر میں ہے تو یہ گنتی دوسرے مہینے میں پوری کر لے، یعنی ان روزوں کی بعد میں قضا کر لے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مہینہ رکھا ہی اس لیے ہے کہ آدمی اس کے ذریعے تقویٰ حاصل کر لے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ صفتِ تقویٰ پیدا کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزوں کو فرض کیا۔ تقوے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچائے۔ درحقیقت روزے کی حالت میں آدمی کو اس بات کا مکمل استحضار رہتا ہے اور وہ اپنے دل ودماغ میں ہر وقت یہ بات تازہ رکھتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جیسے ہی ایک آدمی نے روزے کی نیت کر لی تو پھر چاہے وہ کیسا ہی گیا گزرا آدمی کیوں نہ ہو، اور کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، لیکن جب ایک مرتبہ وہ یہ طے کر لیتا ہے کہ میں نے روزہ رکھا ہے، تو اب گرمی کے دن ہوں، وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا ہو، دروازہ اندر سے بند ہو، کُنڈی لگی ہوئی ہو، اس کو پیاس بھی شدّت کے ساتھ لگ رہی ہو، حلق میں کانٹے چُبھ رہے ہوں، زبان سوکھ رہی ہو، کمرے میں فریج موجود ہو اور اس میں ٹھنڈا پانی بھی رکھا ہوا ہو، اس کے باوجود وہ آدمی کبھی بھی اس پانی کو نہیں پیے گا۔ حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ میں ابھی چُپکے سے پانی پی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوں تو یہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہیں ہے۔ میں پانی پی کر بھی لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کر سکتا ہوں، اور شام کو افطار کے دستر خوان پر بڑی آزادی سے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کرتے ہوئے شریک ہو سکتا ہوں۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ روزے کے معاملے میں مَیں نے کوئی خیانت کی ہے، لیکن اس کے باوجود کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔ اس وقت گویا ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اسی لیے روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اَلصَّوْمُ لِیْ وَأَنَا أَجْزِیْ بِهٖ﴾ روزہ میرے لیے ہے، اس لیے اس کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت جو دل میں پیدا ہوئی جس نے اس بات کو آپ کے دل و دماغ میں ہر وقت تازہ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، میں اگر پانی پی لوں گا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہے، چاہے دنیا نے نہ دیکھا ہو۔ تو جیسے اُس وقت آدمی پانی نہیں پیتا اور یہ سوچتے ہوئے -کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے روزہ رکھا ہے اور جس کے لیے رکھا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے- روزہ توڑنے کی کبھی جرأت نہیں کرتا، اسی تصور اور احساس کو اور اسی استحضار کو دل و دماغ میں اور زیادہ پھیلانے اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہ خیال صرف پانی پینے یا روزے کے خلاف کام کرنے تک باقی نہ رہے، بلکہ جب آپ دکان پر بیٹھیں اور گاہک کے ساتھ کوئی معاملہ کر رہے ہوں، اُس وقت بھی آپ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یا گھر والوں اور پڑوسیوں کے ساتھ کوئی معاملہ کر رہے ہوں، یا دنیا میں کہیں بھی کسی کے بھی ساتھ جب کوئی معاملہ کرنے لگیں تو یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اور میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ تو اس صورت میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر کا یہ احساس روزے کی حالت میں تو ہمارے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دل میں ہوتا ہی ہے، اگر یہی احساس ایسا عام ہوجائے کہ روزے تک محدود نہ رہے، اسی کو 'تقویٰ' کہتے ہیں، اور روزے کے ذریعے یہی احساس پیدا کرنا مقصود ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزے میں تقوے کی ایک چھوٹی سی مشق کرائی گئی ہے، اسی کو آگے بڑھا کر پوری زندگی میں لانا ہے اور عملی جامہ پہنانا ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو ان شاء اللہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہوجائے گا، اور روزے کا یہی اصل فایدہ اور خصوصیت ہے۔

⑤ بوڑھے کا تقویٰ، غیر مسلم کے اسلام لانے کا سبب بن گیا

قدرت اللہ شہاب ایک سرکاری آفیسر تھے۔ انھوں نے 'شہاب نامہ' کے نام سے اپنی آپ بیتی لکھی ہے۔ تقسیمِ ملک سے پہلے وہ یہیں تھے، تقسیم کے بعد اُدھر چلے گئے تھے۔ ایک مرتبہ سفیر کی حیثیت سے وہ بیلجیم (ہولینڈ) گئے ہوئے تھے۔ اس سفر کا ایک واقعہ انھوں نے لکھا ہے کہ میں ہولینڈ میں ایک پارک میں گیا، وہاں کے لوگ اپنے مذہب (یعنی عیسائیت) کے معاملے میں بڑے متعصب تھے۔ اس کا بھی ایک نمونہ انھوں نے لکھا ہے کہ ان کے یہاں اپنے بچّوں کو مذہب کے معاملے میں آزادی ہے۔ بچّے کی پیدائش کے بعد پیدائش کا جو فارم پُر کیا جاتا ہے اس میں اس بچّے کا نام اور دوسری ساری چیزیں لکھ کر مذہب والا خانہ خالی چھوڑ دیا جاتا ہے کہ یہ بچّہ بڑا ہونے کے بعد جس مذہب کو اپنے لیے مناسب سمجھے اختیار کرسکتا ہے، اس وقت اس جگہ اس کا مذہب لکھا جائے گا۔ تو اس جگہ کو خالی چھوڑنے کے ساتھ ساتھ وہاں لکھ دیتے ہیں کہ بڑا ہوکر سوائے اسلام کے جو مذہب چاہے وہ اختیار کرے۔ گویا ان کو اسلام کے ساتھ اتنا زیادہ تعصب ہے۔

لیکن وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں وہاں ایک پارک میں گیا۔ ایک کرسی پر بیٹھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوا تھا کہ عربی لہجے میں قرآنِ پاک کی آواز سنی تو میں سوچنے لگا کہ ہولینڈ کا رہنے والا قرآن پاک پڑھ رہا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچا، سلام کیا۔ بات چیت میں اس نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے کہا: میں پاکستان کا ہوں۔ اس سے نام پوچھا تو اس نے اپنا نام عبدالرحمن بتلایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کیسے اسلام لائے؟ اس نے کہا: میرے اسلام لانے کی اصل بنیاد یہ ہوئی کہ میں اسٹیمر کا کپتان تھا۔ ایک مرتبہ ہماری اسٹیمر کراچی کی بندرگاہ پر کھڑی ہوئی تھی۔ سخت گرمی کا زمانہ تھا۔ مزدور لوگ سامان منتقل کر رہے تھے اور سخت گرمی کی وجہ سے پسینے میں شرابور ہو رہے تھے۔ میں نے ان مزدوروں کے لیے پانی پینے کا انتظام کیا، تو ایک بوڑھا آدمی تھا اس نے پانی نہیں پیا اور کہا کہ میرا روزہ ہے۔ میں اس کو اپنے کیبن میں لے گیا۔ دروازہ اندر سے بند کیا اور فریج میں سے بہترین جوس نکال کر اس کو دیا اور کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے، اس کو پی لو۔ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ اس کے اس طرزِ عمل سے مجھے بہت تعجب ہوا، پھر میں نے اس کو بہت سمجھایا کہ بھائی! تم محنت مزدوری کر رہے ہو، تمھیں پیاس لگی ہوگی۔ تو اس نے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے لیکن میرا روزہ ہے، اس لیے میں ابھی کچھ نہیں پی سکتا، شام کو جب غروبِ آفتاب ہوگا اس کے بعد پیوں گا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، اور میری طرف سے اتنا زیادہ اصرار ہے، یہ اتنا غریب آدمی ہے، اور اس کو کبھی اتنا عمدہ جوس میسر بھی نہیں آیا ہوگا، اس کے باوجود اس حال میں بھی وہ پینے کے لیے تیّار نہیں ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ کوئی تو بات ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرتا۔ اسی واقعے کی وجہ سے میرے دل میں ایمان آنا شروع ہوا اور اسی بنیاد پر میں ایمان لایا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شیطان کے حملوں سے حفاظت کی تدابیر

روزہ شیطان کے حملے سے حفاظت کے لیے ڈھال ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں ایسے چلتا ہے جیسے خون۔ اس کے راستوں کو بھوک کے ذریعے بند کرو۔ آدمی کا پیٹ جب بھرا ہوا ہو تبھی خواہشیں ابھرتی ہیں اور خرمستیاں سوجھتی ہیں۔ پیٹ جب خالی ہو اور بھوک کی وجہ سے بے چینی ہو تو کبھی گناہ کا تصور نہیں آ سکتا۔ بھوک آدمی کی قوتِ حیوانیہ کو قابو میں لانے والی ہے۔ اسی لیے اس کو ڈھال قرار دیا گیا کہ بھوک گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے اکابر و اسلاف کے زمانے میں ریاضات و مجاہدات کے طریقے بتلائے گئے، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ ان میں اصولی طور پر چار چیزیں بتلائی گئی تھیں: ایک تقلیلِ طعام ہے کہ کھانا کم کر دیا جائے، دوسرا بولنا کم کر دیا جائے، تیسرا لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا جائے اور چوتھا سونا کم کر دیا جائے۔ گویا یہ چار چیزیں مجاہدات کی بنیاد ہیں۔ اور روزے میں ایک چیز یہ ہوتی ہے کہ آدمی بھوکا رہتا ہے اس لیے اس کو ڈھال قرار دیا۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے: ﴿الصِّیَامُ جُنَّۃٌ مَالَمْ یَخْرِقْھَا﴾ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ آدمی اس کو پھاڑ نہ دے۔ اس لیے کہ ڈھال اگر پھٹی ہوئی ہو تو پھر وہ کام نہیں دے گی اور اس کے ذریعے سے آپ دشمن کے حملے سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ اسی طرح روزہ بھی شیطان کے حملے سے اُسی وقت بچا سکے گا کہ جب آپ اس کو گناہوں کے ذریعے سے پھاڑ نہ دیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑥ رمضان میں خود کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچائیے

رمضان المبارک کے مہینے میں روزے کے علاوہ تراویح پڑھی جاتی ہے۔ نفلی عبادتیں، تلاوتِ قرآنِ کریم، ذکر واذکار اور صدقہ وغیرہ کی کثرت کی جاتی ہے، لیکن زیادہ کوشش اس بات کی کرنی چاہیے کہ آدمی اپنے آپ کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچائے۔ اس لیے کہ نفلی عبادت کا حال تو یہ ہے کہ اگر آپ کریں گے تو اس کا ثواب ملے گا، اور نہیں کریں گے تو کوئی گناہ ہونے والا نہیں ہے، اور اس پر کوئی گرفت اور پکڑ بھی نہیں ہوگی۔ لیکن خدا نہ کرے اگر کوئی بھی گناہ کرلیا تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوگی اور عذاب ہوگا۔

ویسے بھی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو کیسا ہی گیا گزرا آدمی کیوں نہ ہو، وہ بھی نہا دھو کر مسجد میں آ ہی جاتا ہے اور تراویح میں شریک ہوجاتا ہے اور چھوٹی موٹی عبادتیں بھی کرلیتا ہے۔ اگر روزانہ نہیں تو رمضان میں اور جمعے کے دن وہ بھی اہتمام کرلیتے ہیں، یا بڑی راتیں آتی ہیں تو روزانہ والوں کے مقابلے میں ایسے لوگ پہلے سے آکر مسجد میں جگہوں پر قابض ہوجاتے ہیں۔ تو نفلی عبادتوں کا اہتمام ہر کوئی کرلیتا ہے لیکن گناہوں سے بچنا بڑی اہم چیز ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا اہتمام کیا جائے۔ اس آیت میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے ذریعے سے یہی تعلیم دینا مقصود ہے کہ روزوں کے نتیجے میں تم کو تقویٰ آجائے، اور آدمی اپنی زندگی میں تقوے والی صفت پیدا کرلے۔ گویا روزہ خود ہی تقوے کا ایک چھوٹا سا پروگرام اور نصاب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک حدیث قدسی

عن أَبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: قَالَ اللهُ -عزوجل-: كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدمَ لَهُ إلاَّ الصِّيام، فَإنَّهُ لِي وَأنَا أجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنّةٌ، فَإذَا كَانَ يومُ صَوْمِ أحدِكُمْ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ فإنْ سَابَّهُ أحدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ. وَالذِي نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ: لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أفْطَرَ فَرِحَ بفطره، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ، وهذا لفظ روايةِ البُخَارِي) وفي روايةٍ لَهُ: يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أجْلِي، الصِّيَامُ لي وَأنَا أجْزِي بِهِ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أمْثَالِهَا۔ وفي رواية لمسلم: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يضاعَف، الحسنةُ بِعَشْرِ أمْثَالِهَا إلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ الله تَعَالَى: إلاَّ الصَّوْمَ فَإنَّهُ لِي وَأنَا أجْزِي بِهِ؛ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أجْلِي. للصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ)(رياض الصالحين: ۱۲۱۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے۔ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں (میرے لیے ہونے کی وجہ دوسری روایت میں یہ آئی ہے) کہ وہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت کو میرے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ شیطان کے حملے سے حفاظت کی ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بے کار باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی دوسرا برا بھلا کہے یا لڑنے لگے تو اس کو جواب میں کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ پھر بھی اگر وہ نہیں مانتا تو کم سے کم اپنے دل ہی سے کہہ دے کہ تیرا تو روزہ ہے۔ اور قسم ہے محمد ﷺ کی جان کی! روزے دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزے دار کے لیے دو چیزیں خوشی کی ہیں جن سے وہ بہت خوش ہوگا، ایک تو افطار کے وقت جو کہ افطار سے ہوتی ہے، اور دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملنے کے وقت ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے کہ (تمام اعمال کے بدلوں کے لیے تو فرشتوں کو بتلادیا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت اور اصول کے مطابق اعمال کا ثواب لکھتے رہتے ہیں) کسی عمل کا ثواب دس سے لے کر ستّر گنا تک، اور کسی عمل کا سات سو گنا تک لکھتے ہیں، لیکن روزے کے ثواب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اس کا ثواب مَیں ہی دوں گا (گویا اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اس کا ثواب کتنی مقدار میں ہے۔ اس لیے کہ روزے میں ایک خاص چیز یہی ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے تصور سے اور اُسی کی خاطر اپنے آپ کو بھوکا اور پیاسا رکھتا ہے)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑦ بندوں کے ساتھ اللہ کی محبت کا ایک نمونہ اور باب الریان

روزے دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ دراصل بندوں کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور بندوں کی قدرو عظمت کا ایک نمونہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوکا رہا جس کے نتیجے میں معدے کے خالی رہنے کی وجہ سے منھ میں بدبو پیدا ہوئی، اس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ قدر ہے۔ روزے دار کے لیے دو چیزیں خوشی کی ہیں، ایک تو ہر روزے دار جانتا ہے کہ افطار کا وقت آتا ہے تو کیسی خوشی ہوتی ہے، اور اسی روزے کی وجہ سے کل اللہ تعالیٰ سے ملنے کا وقت آئے گا تو یہ روزہ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے، اس لیے وہاں پر بھی اس کو خوشی ہوگی۔ تو دنیا میں بھی خوشی ملتی ہے اور آخرت میں بھی خوشی ملے گی۔

روزے دار کو جنت میں باب الریّان سے بلایا جائے گا

أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. قَالَ أَبُوبَكْرٍ رضي الله تعالى عنه: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رسولَ اللهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نَعَمْ، وَأرْجُو أنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ۔(متفقٌ عَلَيْهِ)(ریاض الصالحین:۱۲۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے جوڑا جوڑا (یعنی دو دو چیزیں) اللہ کی راہ میں دینے کا اہتمام کیا (جیسے کپڑے دیے تو جوڑی دیے، بکری دی تو دو بکریاں دیں، اسی طرح اور چیزوں میں بھی اس کا اہتمام کیا) تو جنّت کے دروازوں سے اس کو پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے (اور جیسی نیکی کی ہوگی اس کے مطابق ہی جنت کے دروازوں سے اس کو پکارا جائے گا)۔ اگر کسی نے نماز والی نیکی کی ہے تو نماز والے دروازہ سے پکارا جائے گا (جنّت میں ایک دروازہ باب الصلوٰۃ کے نام سے ہے، نمازیوں کو وہاں سے جنّت میں داخل کیا جائے گا) اور جس نے جہاد والا عمل کیا ہے تو اس کو جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا، اور اگر روزے والا عمل کیا ہے تو اس کو جنّت میں باب الریّان سے بلایا جائے گا، اور کسی نے صدقہ وخیرات کی ہوگی تو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان دروازوں میں سے اگر کسی ایک بھی دروازے سے بلایا جائے تو پھر دوسرے دروازے سے بلانے کی ضرورت تو نہیں ہے (مقصد تو جنّت میں داخل ہونا ہے، کسی ایک دروازے سے بھی بلایا جائے تو مقصد حاصل ہو گیا، لیکن میں پوچھنے کے طور پر پوچھ رہا ہوں کہ) کوئی ایسا بھی آدمی ہوگا جس کو جنّت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جتنی نیکیوں کا اہتمام کرتا ہے اسی کے مناسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاملہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تو روزہ رکھنے والوں کو باب الریّان سے بلایا جائے گا، اسی مناسبت سے یہ روایت لائے ہیں۔

عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبيِ ﷺ قَالَ: إنَّ في الجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ : الرَّيَّانُ ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَومَ القِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أحدٌ غَيْرُهُمْ، يقال: أيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لاَ يَدخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ .(متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين:١٢١٧)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو 'ریّان' کہا جاتا ہے۔قیامت میں روزے داراُس دروازے سے داخل ہوں گے، اور روزے داروں کے علاوہ کسی کو اُس دروازے سے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چناں چہ اعلان ہوگا: 'روزے دار کہاں ہیں؟' توسب روزے دار اٹھیں گے، اوراس دروازے سے ان کے علاوہ کوئی نہیں جاسکے گا۔جب سب روزے داراُس دروازے سے داخل ہوجائیں گے تو وہ دروازہ بند ہوجائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑧ روزے داروں کے فضائل اور رمضان میں سخاوت

عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ، قَالَ رسول الله ﷺ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوماً فِي سَبِيلِ اللهِ إِلاَّ بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً .(متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين:۱۲۱۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کے راستے (یعنی جہاد) میں بھی روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اُس ایک دن کی وجہ سے جہنم سے ستّر سال دور کر دیں گے۔

عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين:۱۲۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ رکھے (احتساب یعنی اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

وعنه رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَاب الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين:۱۲۲۰)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کی توفیق عام ہوجاتی ہیں) اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں (اسی وجہ سے بہت سے لوگ جو عام دنوں میں گناہوں کے عادی ہوتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرلیتے ہیں) اور شیطانوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے (یعنی قید کردیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی جو تھوڑے بہت گناہ ہوجاتے ہیں وہ دراصل سال بھر کے گناہوں کا اثر ہوتا ہے)۔

وعنه أنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَأكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ)، وهذا لفظ البخاري. وفي رواية لمسلم: فَإنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلاَثِينَ يَوماً۔ (رياض الصالحين:۱۲۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور شوال کا چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر انتیس کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

⑨ رمضان میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کے نمونے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رسول الله ﷺ أجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أجْوَدَ مَا يَكُونُ في رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جِبْرِيلُ ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِى كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ، فَلَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.(متفقٌ عَلَيْهِ) (ریاض الصالحین: ۱۲۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے تھے،اس وقت آپ کی سخاوت میں اوراضافہ ہوجاتا تھا۔ اوررمضان کی ہررات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے تھے اورقرآنِ پاک کا دور کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال خرچ کرنے میں بادلوں اور پانی کولانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے۔

ویسے بھی جتنے کمال کے اوصاف ہوسکتے ہیں وہ تمام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں پورے طور پر اورسب سے زیادہ موجود تھے۔سخاوت بھی کمال کی ایک صفت ہے، جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں سب سے زیادہ تھی۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی چیز کے متعلق انکار نہیں فرمایا۔ اگر آپ کے پاس وہ چیز ہوتی تو عنایت فرمادیتے ، ورنہ اس کا وعدہ فرمالیتے ، یااس آدمی سے یوں کہہ دیتے کہ کسی سے قرض لے لو، بعد میں اس کی ادائیگی کا انتظام کردیا جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضور اکرم ﷺ کی سخاوت کے نمونے

ایک مرتبہ ایک عورت نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے لنگی کے لیے ایک کپڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور یوں کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے تیّار کیا ہے تاکہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ لہٰذا آپ اسے قبول فرمایئے۔ آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ روایت میں آتا ہے کہ اس وقت نبیِ کریم ﷺ کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ چناں چہ آپ اپنے دولت کدے پر تشریف لے گئے، اور جب دوبارہ واپس تشریف لائے تو اسی کو پہنے ہوئے تھے۔ جب آپ مجلس میں آکر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی اس کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو بڑا اچھا کپڑا ہے، مجھے عنایت فرما دیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ چناں چہ آپ دوبارہ اُس مجلس سے اُٹھے، مکان میں تشریف لے گئے، اور وہاں سے آپ نے وہ کپڑا نکال کر تہہ کر کے ان کے پاس بھیج دیا۔ حضورِ اکرم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن صحابی کو تنبیہ کی کہ تم بھی عجیب آدمی ہو، یہ چیز ایسے موقع پر آئی تھی کہ نبیِ کریم ﷺ کو اس کی سخت ضرورت تھی، اسی لیے آپ نے فوراً اپنی ضرورت کے لیے اس کو استعمال بھی فرمایا، اور تم نے اسی کو مانگ لیا؟ حالاں کہ تم کو معلوم ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ ہے کہ آپ کبھی انکار نہیں فرماتے۔

ایک مرتبہ بحرین سے مال آیا جس میں نوے ہزار درہم تھے۔ آپ نے وہ سارا مال مسجد کے صحن میں ڈلوا دیا اور اس کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ شام ہونے سے پہلے وہ سارے دراہم تقسیم کر دیے، ایک پائی بھی اپنے پاس نہیں رکھی۔ نبیِ کریم ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تھا۔اسی کوفرمایاہے کہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔

نبیِ کریم ﷺ کا ہر رمضان میں معمول

رمضان المبارک کی ہررات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ قرآنِ پاک کا دَور کرتے تھے۔حضرت جبرئیل حضور ﷺ کوقرآن سناتے تھےاور حضور ﷺ حضرت جبرئیل کوسناتے تھے،اور یہ معمول ہر رمضان کا تھا۔ہمارے یہاں عام طور پر رمضان کے مہینے میں حفاظ کے دَور کا جورواج ہے وہ بھی نبیِ کریم ﷺ سے ثابت ہے، اورآپ ﷺ کی زندگی کے آخری رمضان میں یہ دَور دومرتبہ ہوا۔

⑩ رمضان کا مہینہ نیکی کے کاموں کو انجام دینے کا سیزن

آپ ﷺ جب مرض الوفات میں تھےتوحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئیں۔حضورِ اکرم ﷺ نے سرگوشی کے انداز میں ان کے کان میں ایک بات کہی جس کوسن کر وہ رونے لگیں۔ان کوروتا ہوا دیکھ کر نبیِ کریم ﷺ نے پھرکوئی بات ارشاد فرمائی جس کوسن کر وہ ہنسنے لگیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعدمیں ان سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا؟انھوں نے کہا کہ وہ ایک راز کی بات ہے،میں نہیں بتاؤں گی۔حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اُس تعلق اور رشتے کا حوالہ دے کر جوحضور ﷺ کے ساتھ تھا،پھر پوچھا کہ اب تو بتلاؤ!توانھوں نے کہا کہ اب بتلاتی ہوں۔ پہلی مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ نے سرگوشی فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہرسال حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ قرآنِ پاک کاایک دَور کرتے ہیں لیکن اس سال دومرتبہ دَور کیا۔اس سے میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ سمجھا ہوں کہ میری موت کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ یہ سن کر میں رونے لگی تھی۔ میرا رونا دیکھ کر نبیِ کریم ﷺ نے دوبارہ ایک بات ارشاد فرمائی؛ اب اس سلسلے میں دو روایتیں ہیں کہ کیا فرمایا تھا، ایک روایت میں تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنّت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ اور دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملوگی، یعنی یہ جدائی کا زمانہ زیادہ طویل اور لمبا نہیں ہے۔ تو یہ سن کر میں ہنسنے لگی تھی۔

اور جس زمانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبیِ کریم ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ کی سخاوت انتہائی درجے کو پہنچ جاتی تھی۔ آپ ﷺ مال خرچ کرنے میں بادلوں اور پانی کو لانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے یعنی جو ہوا بادلوں کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور لوگوں کے لیے سیرابی کا سامان مہیا کرتی ہے اور گھر بیٹھے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتی ہے، اس سے بڑی سخاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔ نبیِ کریم ﷺ کی سخاوت اس سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

روایت کا سبق

یہاں تو اس روایت کو لا کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عام حالت میں بھی نبیِ کریم ﷺ سخاوت فرماتے ہی تھے، لیکن رمضان میں سخاوت کا سلسلہ اور بڑھ جاتا تھا۔ لہٰذا ایک مومن کی شان بھی یہی ہونی چاہیے کہ نبیِ کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی میں رمضان کے مہینے میں سخاوت کا خوب اہتمام کرے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سال بھر ہاتھ روکے رکھے۔ جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں کہ سال بھر کچھ نہیں دیتے، اگر کوئی سائل آ بھی گیا تو کہتے ہیں کہ ہم ابھی نہیں دیتے، رمضان میں آنا۔ آپ ﷺ کے یہاں سال بھر بھی سخاوت کا سلسلہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہتا تھا اور رمضان میں تو بہت بڑھ جاتا تھا۔ اور بعض لوگ اپنی زکوٰۃ بھی رمضان ہی میں دیتے ہیں، حالاں کہ مسئلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے پہلے زکوٰۃ پوری ادا ہوجانی چاہیے۔ ہاں! اگر آپ کا سال رمضان میں پورا ہوتا ہے تو بات دوسری ہے۔ اور بعض لوگ صرف زکوٰۃ پر ہی اکتفا کرتے ہیں، یہ بھی درست نہیں ہے۔ سخاوت صرف زکوٰۃ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیے، اس لیے کہ زکوٰۃ تو فرض ہے، اس کے علاوہ نفل کے طور پر بھی خوب خرچ کرنا چاہیے۔

اس سے بڑی حماقت کیا ہوگی؟

اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دی ہے اس کو جتنا خرچ کرے کم ہے، اور جتنا خرچ کرے گا وہ اُسی کے لیے کار آمد ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور اس کو خرچ کرنے کا اختیار بھی دیا ہے تو اپنی زندگی ہی میں خرچ کر لیجیے۔ جب آپ دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو یہ مال آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا، پھر خرچ کرنے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں نہیں رہے گا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ میں اختیار ہے اُس وقت خرچ نہ کرنا اور بعد میں دوسروں سے توقع رکھنا، اس سے بڑی حماقت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ جب اپنے ہاتھ میں اختیار ہوتا ہے اس وقت تو لوگ خرچ کرتے نہیں، اور یوں سوچتے ہیں کہ ہمارے بعد بچے ہمارے لیے خرچ کریں گے۔ حالاں کہ جب آپ نے خود اپنے ہاتھ سے خرچ نہیں کیا، تو دوسرا آپ کے لیے کیا خرچ کرے گا؟ اور رمضان میں صرف مال خرچ کرنا ہی نہیں بلکہ ہر نیکی کے کام میں اضافہ ہونا چاہیے۔ تلاوت، ذکر، تسبیحات، نوافل اور نیکی کے کام جتنے بھی ہوسکتے ہیں ان تمام نیکی کے کاموں میں رمضان میں اضافہ ہونا چاہیے۔ رمضان کا مہینہ یوں سمجھیے کہ نیکی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے کاموں کو انجام دینے کا سیزن اور موسم ہے، اس لیے اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا اہتمام کیا جائے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كَانَ رسول الله ﷺ إِذَا دَخَلَ العَشْر أحيى اللَّيْلَ، وَأَيْقَظ أَهْلَهُ، وَشَدَّ المِئْزَرَ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين: ۱۲۲۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کا جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور لنگی باندھ لیتے تھے، یعنی عبادات میں بہت زیادہ مجاہدہ اور مشقت سے کام لیتے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ آخری عشرے میں ان چیزوں کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

⑪ شریعت کے حدود کی رعایت ضروری

اگر کوئی آدمی شعبان کے شروع سے روزہ رکھتا چلا آیا ہے تب تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ روزہ اس کے لیے کمزوری کا باعث ہو اور اس کے نتیجے میں رمضان کے روزوں کی ادائیگی میں کچھ کمی اور کوتاہی ہو جائے۔ البتہ اگر اس کی عادت ہے، مثلاً ہر ہفتے میں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھنے کی عادت ہے، تو پندرہ شعبان کے بعد جتنے پیر اور جمعرات آئیں گے اس میں وہ روزہ رکھے گا۔ یا مثلاً ہر مہینے کی اسلامی ۲۰، ۲۱، ۲۲ تاریخ کو روزہ رکھنے کی عادت ہے تو شعبان کی بھی ۲۰، ۲۱، ۲۲ کو روزہ رکھے گا۔ یا اگر پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہے اور ابھی تک ان کی قضا کرنے کی نوبت نہیں آئی ہے اور آگے پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرا رمضان آرہا ہے ،تو پندرہ شعبان کے بعد رمضان شروع ہونے سے پہلے بھی قضا روزے رکھ سکتا ہے، اور اگر ایسی کوئی وجہ نہیں ہے تو پھر روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ ممانعت تحریمی نہیں ہے۔

عن أَبي هريرة رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن النبيّ ﷺ قَالَ: لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُم رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَومَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ اليَوْمَ۔(متفقٌ عَلَيْهِ)(رياض الصالحين: ۱۲۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے، البتہ اگر وہ اُس دن روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی ہو(مثلاً جمعرات اور جمعے کا روزہ رکھتا ہے، یا پیر اور منگل کا روزہ رکھتا ہے، اور رمضان سے پہلے یہی دو دن آ گئے) تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: لاَ تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلاثِينَ يَوماً۔(رواه الترمذی، وقال: حديث حسنٌ صحيح)(الغَيَايَةُ) بالغين المعجمة وبالياءِ المثناةِ من تحت المكررةِ، و هی: السحابة.(رياض الصالحين: ۱۲۲۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رمضان سے (ایک دودن) پہلے روزہ مت رکھو۔ (رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھواور (عید کا) چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر انتیس کو چاند نظر نہیں آیا، بادل بیچ میں رکاوٹ بن گیا، تو پھر تیس کی گنتی پوری کرو۔

وعن أَبي هريرة رضی اللہ تعالےٰ عنہ قَالَ، قَالَ رسول الله ﷺ: إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلاَ تَصُومُوا۔ (رواه الترمذی، وقال: حديث حسن صحيح) (رياض الصالحين: ۱۲۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کا آخری نصف باقی رہ جائے تو روزہ مت رکھو۔

رمضان سے ایک دودن پہلے روزہ رکھنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شریعت نے رمضان کے روزے انتیس یا تیس متعین کردیے ہیں۔ شریعت نے اس کے لیے جو مقدار متعین کی ہے اُس میں زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ جیسے: فجر کی دو رکعتیں فرض ہیں، اب اگر کوئی آدمی فجر کی دو رکعت فرض کے بجائے چار پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا۔ اسی طریقے سے رمضان کا مہینہ انتیس یا تیس کا ہوگا، اگر دودن پہلے سے روزے شروع کرے گا تو مہینے سے بڑھ جائیں گے، اس لیے منع کیا ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ اہلِ کتاب کی پرانی عادت تھی، اس سے بھی منع کرنا مقصود ہے۔ لہٰذا شریعت نے جو حدود اور بورڈر (BORDER) مقرر کیے ہیں ان کی پوری رعایت ضروری ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑫ رمضان کے روزوں میں نہ تو کمی ہونی چاہیے، نہ زیادتی

روزوں کے سلسلے میں شریعت نے ایک مقدار اور کمیت یعنی تعداد مقرر کی ہے۔ اس میں بھی کوئی ایسی شکل اختیار کرنا جس کی وجہ سے تعداد کے اندر زیادتی ہو، شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ اسی لیے رمضان سے ایک دو دن پہلے سے روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ ہاں! اگر عادت ہے جیسا کہ اوپر بتلایا گیا تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ اسی طرح رمضان ختم ہونے کے بعد تو عید ہی ہے، اور عید کا روزہ شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ دونوں طرف پابندی لگادی، گویا رمضان کی جو تعداد مقرر کی ہے اس میں نہ تو کمی ہونی چاہیے اور نہ زیادتی۔ یہ بات تو کمیت کے اعتبار سے ہوئی۔ کیفیت کے اعتبار سے بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ آگے آئے گا کہ افطار جتنا جلدی ہو وہ پسندیدہ ہے۔ اگر سورج غروب ہو گیا تو اب روزہ کھولنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں بھی دیکھیے کہ روزے کا ایک وقت مقرر تھا، اس کو زیادہ لمبا کرنے کو پسند نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح سحری میں جتنا لیٹ کرو کہ بالکل روزہ شروع ہونے سے پہلے پہلے سحری پوری کرو، وہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو روزہ کا جو وقت متعین کیا گیا ہے اس میں اُدھر بالکل اخیر میں کھائیں اور اِدھر فوراً افطار کرلیں، گویا جتنا وقت شریعت نے دیا ہے اتنا ہی استعمال کرنا اچھا ہے۔

اپنی مرضی پر چلنے کا نام عبادت نہیں

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ یہ سارے جو احکامات دیے گئے ہیں اور ان چیزوں کی جو تاکید کی گئی ہے وہ دراصل دین کے معاملے میں غلو سے بچنے کے لیے ہے کہ دین کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معاملے میں حد سے آگے بڑھنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔اس لیے آپ ایسا مت کیجیے کہ آدھی رات کو سحری کر کے سو گئے اور روزہ بجائے ایک دن کا رکھنے کے ڈیڑھ دن کا رکھنے لگے۔ یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔ایک تو یہ ہے کوئی آدمی اپنی سستی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے کہ رات کو ہی کھا کر سو جاتا ہے،اس میں گناہ تو نہیں ہے لیکن پسندیدہ طریقہ بھی نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ضروری سمجھ کر ایسا کرے گا تو گنہ گار ٹھہرے گا۔لہٰذا شریعت دین کے معاملے میں غلو کی اجازت نہیں دیتی۔اس لیے کہ عبادت نام ہے اللہ اور رسول کے حکم کو بجالانے کا،اپنی مرضی کے اوپر چلنے کا نام عبادت نہیں ہے۔

یوم الشک کے روزے کا بیان

عن أَبي اليقظان عمارِ بن يَاسِرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ:مَنْ صَامَ اليَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَقَدْ عَصَى أَبَا القَاسِمِ ﷺ. (رواه أَبُو داود والترمذي، وقال: حديث حسن صحيح) (رياض الصالحين:ج ١٢٢٧)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جس نے یوم الشک کا روزہ رکھا،اس نے ابوالقاسم یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کہ اس سے اگلی شب میں چاند نظر آنے کے امکانات تھے،لیکن بادل ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا۔ہوسکتا ہے کہ چاند ہوا ہو، اور نہ بھی ہوا ہو۔تو چوں کہ چاند نظر نہیں آیا،اس لیے رمضان شروع نہیں ہوا،لیکن شعبان کا تیسواں دن ہے۔اس کے متعلق یہ بھی احتمال ہے کہ یہ پہلی رمضان ہو،ایسے موقع پر بعض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوگ یہ کرتے ہیں کہ احتیاط کے طور پر رکھ لو! شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے۔ جب بادل کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا اور رمضان ثابت نہیں ہوا، تو احتیاط کیسا؟ جب رمضان آیا ہی نہیں تو دل میں رمضان کا خیال رکھ کر روزہ کیوں رکھتے ہو؟ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ یہی یوم الشک کا روزہ کہلاتا ہے۔

ہاں! اگر آپ کی عادت کا دن ہے، مثلاً آپ ہر پیر کو روزہ رکھتے ہیں اور آج پیر ہے تو وہ روزہ رکھ سکتے ہیں۔ یا آپ پکّی نفل کی نیت کرتے ہیں (ڈاواں ڈول اور تذبذب والی بات نہیں کہ اگر اعلان ہوگیا تو رمضان کا ہوجائے گا ورنہ نفل تو کہیں گیا ہی نہیں، اگر ایسا ہے تو اس کی تو اجازت نہیں ہے یعنی) دل میں دوسرا ارادہ بالکل بھی نہ ہو۔ یہی لوگ خواص کہلاتے ہیں اور اُنھی کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ فقہ کی کتابوں میں خواص کی تعریف یہی کی گئی ہے کہ جو اپنی نیت پر کنٹرول رکھ سکتا ہو تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ جس کے دل میں ڈاواں ڈول اور تذبذب ہو، اس کو اس دن روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ویسے مسئلہ یہ ہے کہ بعد میں جا کر کہیں سے گواہی آ گئی اور ثابت ہوگیا کہ یہ دن پہلی رمضان کا ہے تو ان لوگوں نے جو نفل روزہ رکھا تھا اور ان کی پکی نیت نفل کی ہی تھی، ان کا وہ روزہ رمضان ہی کا ہوجائے گا، لیکن نیت میں ڈاواں ڈول اور تذبذب والے آدمی کو روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۱۳) سحری کی فضیلت اور اس میں تاخیر کرنا

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ، قَالَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً۔ (متفقٌ عَلَيْهِ) (ریاض الصالحین: ۱۲۲۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سحری کھاؤ، اس لیے کہ سحری میں برکت ہے۔

سحری کو برکت والا کھانا کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ جو آدمی بغیر سحری کھائے روزہ رکھے گا تب بھی روزہ تو ہوجائے گا، لیکن ہوسکتا ہے کہ بغیر سحری کے روزہ رکھنے کی صورت میں کمزوری لاحق ہو، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں رکاوٹیں پیدا ہوں، اس لیے کہ اگر سحری کھالیں گے تو دن بھر قوت رہے گی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پورے کرنے میں کمزوری رکاوٹ نہیں بنے گی، اور یوں اس کی برکت کا ظہور ہوگا۔ دوسرے یہ کہ بعض لوگ بھوک کی وجہ سے دوسروں پر گرم ہوجاتے ہیں، ان کا مزاج بگڑ جاتا ہے، اب اگر سحری کرلیں گے تو مزاج کے بگڑنے سے حفاظت ہوگی۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب سحری کے ارادے سے اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ دو چار رکعات پڑھنے کی بھی توفیق دیں گے، اس بہانے سے تہجد بھی ہوجائے گی، اور کچھ نہ کچھ دعا بھی ہوجائے گی۔ پھر اگر اس موقع پر کوئی غریب مسکین آجائے گا تو اس کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے دو چار لقمے میں اس کو بھی شریک کرلیں گے تو صدقے کا ثواب بھی مل جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے طفیل میں بہت ساری بھلائیاں ہوجائیں گی، اس لیے اس کو برکت والا کھانا کہا گیا ہے۔

عن زیدِ بن ثابتٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قِيلَ: كَمْ كَانَ بينهما؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسين آيةً. (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين: ۱۲۳۰)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سحری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کھائی، پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ پوچھا گیا کہ تمھاری سحری اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ تو جواب دیا کہ قرآنِ پاک کی پچاس آیتوں کی مقدار (گویا دس پندرہ منٹ)۔ اس سے معلوم ہوا کہ سحری بالکل آخری وقت میں کھائی جائے، اور اس میں وہی حکمت ہے جو اوپر بیان کی کہ روزے میں زائد وقت لگنے نہ پائے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ لرسولِ الله ﷺ مُؤَذِّنَانِ؛ بِلاَلٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: إنَّ بِلالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلاَّ أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا. (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين:١٢٣١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مؤذن تھے۔ ایک حضرت بلال اور دوسرے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بلال رات میں اذان دیتے ہیں (یعنی ان کی اذان ایسے وقت میں ہوتی ہے کہ صبح صادق نہیں ہوئی ہوتی، اس لیے ان کی اذان سن کر کھانا پینا بند کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ) کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابنِ امِ مکتوم اذان دیں۔ اس روایت کے ناقل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں کی اذان میں صرف اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا تھا اور دوسرا چڑھتا تھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح صادق کو دیکھ کر اندازے سے اذان دیتے تھے اور عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوں کہ نابینا تھے اس لیے جب تک لوگ بار بار کہہ کر ان کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اذان دینے کے لیے تیار نہ کرتے تھے وہاں تک وہ اذان نہیں دیتے تھے۔اس لیے حقیقی صبح صادق ہونے کے بعد ہی عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان ہوتی تھی۔

ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزے میں فرق

عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وصِيَامِ أَهْلِ الكِتَابِ ، أَكْلَةُ السَّحَرِ ۔ (رواہ مسلم) (رياض الصالحين: ۱۲۳۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم سحری کھاتے ہیں۔پچھلی مجلس میں بتلادیا تھا کہ ان کے یہاں رات میں جیسے ہی آدمی کی آنکھ لگ جاتی تھی،روزہ شروع ہوجاتا تھا۔شروع اسلام میں بھی یہی حکم تھا،بعد میں یہ حکم ختم ہو گیا۔

⑭ افطار میں جلدی کرنے والے بھلائی میں رہیں گے

عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ ۔(متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض الصالحين: ۱۲۳۳)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے تب تک بھلائی میں رہیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عن أَبي عطِيَّة قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عائشة رضی اللہ عنہا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوق: رَجُلاَنِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلاَهُمَا لا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ؟ قَالَ : عَبْدُ اللهِ -يعني : ابن مسعود- فَقَالَتْ : هكَذَا كَانَ رسولُ اللهِ يَصْنَعُ. قَوْله: (لا يَأْلُو) أيْ: لاَ يُقَصِّرُ في الْخَيْرِ .(رواه مسلم) (رياض الصالحين: ١٢٣٤)

ابوعطیہ تابعی کہتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت مسروق نے عرض کیا: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو بھلائی اور نیکی کو حاصل کرنے کے معاملے میں ذرّہ برابر کوتاہی سے کام نہیں لیتے (گویا نیکی کرنے کے لیے ہر وقت تیار اور ریڈی [ready] رہتے ہیں، دونوں کا مزاج تو یہی ہے) لیکن دونوں میں سے ایک مغرب اور افطار میں جلدی کرتے ہیں، اور دوسرے دیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں جو مغرب اور افطار میں جلدی کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب میں کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شریعت میں دخل اندازی نہ کریں

سورج کے غروب ہو جانے کا یقین ہوتے ہی جب تک افطار کر لیا کریں گے وہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تک بھلائی میں رہیں گے۔شریعت کی طرف سے روزے کے لیے جو وقت مقرر کیا گیا ہے کہ روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب پر ختم ہوتا ہے،تو شریعت یہ چاہتی کہ یہ وقت جو مقرر کیا گیا ہے اس میں روزہ رکھنے والوں کی طرف سے زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ویسے اگر کوئی آدمی اپنی سہولت کی وجہ سے آدھی رات کو سحری کھا کر سو گیا تو روزے میں کوئی اشکال نہیں ،لیکن پھر بھی شریعت کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ بالکل آخری وقت میں سحری کی جائے۔اس پر اجر وثواب زیادہ ملے گا۔

اسی طرح روزے کا وقت غروبِ آفتاب پر ختم ہوتا ہے تو جیسے ہی آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔جتنا جلدی افطار کریں گے اتنا ثواب زیادہ ملے گا۔اس لیے اب افطار کرنے میں دیر کرنا ایک طرح کا غلو ہے اور میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ جہاں شریعت کے احکام پر عمل کی شریعت کی طرف سے تاکید کی گئی ہے،وہیں ایک مزاج یہ بھی بنایا گیا ہے کہ ان احکام پر عمل کے معاملے میں بندے اپنی طرف سے کوئی چیز نہ بڑھائیں۔ہم یوں سوچیں کہ سورج ڈوب گیا پھر بھی پندرہ منٹ اگر ٹھہر جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو گویا اللہ تعالیٰ نے روزے کا جو وقت مقرر کیا تھا اس میں ہم نے اپنی طرف سے پندرہ منٹ کا اضافہ کر دیا۔گویا ہمارا یہ طرز شریعت میں ایک طرح کی دخل اندازی کہلاتی ہے، اس لیے اس کو پسند نہیں کیا گیا ہے۔اسی لیے دیکھو کہ وضو کے اندر بھی حکم یہ ہے کہ اعضا تین تین مرتبہ دھوئے جائیں گے،حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی ان کو تین سے زیادہ مرتبہ دھوئے گا تو اس نے گویا شریعت کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کیا **فقد تعدیٰ وظلم** ،اس نے زیادتی کی اور ظلم کیا۔حالاں کہ تین میں ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرتبہ اگر اضافہ کیا تو اس میں تو کمال پیدا ہونا چاہیے، لیکن شریعت کہتی ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ جب آپ کے لیے ایک حد مقرر کی گئی ہے تو آپ اپنی طرف سے ایک مرتبہ بڑھا کیوں رہے ہیں؟ دین پر عمل کے معاملے میں ہم اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنا چاہیں تو یہ ایک طرح کا غلو شمار کیا گیا ہے۔

⑮ غروب کے بعد افطار میں تاخیر کی ضرورت نہیں

روزے کے وقت کے متعلق شریعت کی طرف سے جو تحدید کی گئی ہے کہ فلاں وقت شروع ہوتا ہے اور فلاں وقت ختم ہوتا ہے، آپ اس کا جتنا زیادہ اہتمام کریں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ اسی لیے سحری میں جتنا لیٹ کیا جائے گا اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا اور سورج کے غروب ہوجانے کا یقین ہونے کے بعد افطار میں جتنی جلدی کی جائے گی اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ آفتاب کے غروب ہوجانے کا پورا پورا یقین ہونا چاہیے، اگر ہم نے اپنی آنکھوں سے آفتاب کو ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے تب تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس صورت میں تو فوراً افطار کر لیجیے اور اگر آنکھوں سے غروب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا رہے بلکہ اوقات کے سلسلے میں جو ٹائم ٹیبل چھپے ہوئے ہیں ان پر اعتماد کیا جا رہا ہے، تو چوں کہ وہ ایک حسابی چیز ہے اور حساب میں انیس بیس ہوسکتا ہے، اور ساتھ ساتھ اس کی بنیاد گھڑی پر ہے، اور گھڑیاں بھی آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں، اس لیے جو وقت ٹائم ٹیبل میں لکھا ہوا ہے، اس میں چار پانچ منٹ احتیاط کی جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسجد کی گھڑی ریڈیو ٹائم پر رکھیے

پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی گھڑی کا ٹائم درست رکھنے کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے، خاص کر رمضان کے دنوں میں تو بہت ہی ضروری ہے۔ ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے 'فضائلِ رمضان' کا تتمہ جو 'اکابر کا رمضان' کے نام سے مشہور ہے، اس میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ روزانہ طلوع اور غروب کے وقت لوگوں کو دیکھنے کے لیے بھیجتے تھے تاکہ گھڑی کا وقت صحیح رہے۔ جب آفتاب نکل رہا ہو تو اس کو دیکھ کر ٹائم ٹیبل میں طلوع کا جو وقت لکھا ہو وہی وقت گھڑی میں بھی لگا دیا جائے تاکہ وہ گھڑی اس کے مطابق رہے۔ ایک بات تو یہ ہے گھڑی کو درست رکھنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، اس لیے مسجدوں کے ذمے دار چاہے وہ امام ہوں یا متولی ہوں، ان کو چاہیے کہ گھڑیوں کا وقت درست رکھنے کا خاص اہتمام کریں۔ اس کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔ بہت سی جگہوں پر دیکھا گیا کہ مسجد کی گھڑی پانچ پانچ منٹ آگے پیچھے ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہت گڑبڑ ہو جاتی ہے، اور کبھی وقت سے پہلے اذان دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ آپ اپنی گھڑی کے وقت کو بالکل ریڈیو ٹائم پر رکھیے۔

تقویم کے استعمال کا طریقہ

دوسری بات یہ ہے کہ تقویم میں جو وقت لکھا گیا ہے تو چوں کہ وہ حسابی چیز ہے اس لیے اس پر تین یا پانچ منٹ کا اضافہ کر لیجیے۔ یہ دو چیزیں ضرور ہونی چاہئیں۔ بعض لوگوں کو اصرار ہوتا ہے کہ ٹائم ٹیبل میں وقت چھپا ہوا ہے اس میں بھی اضافہ کیوں کریں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ٹائم ٹیبل تو سحری اور افطاری کا ہوتا ہے جو رمضان میں الگ سے شائع ہوتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس میں تو احتیاط کی ہوئی ہی ہوتی ہے۔ اس میں جو وقت بتایا ہوا ہوتا ہے اسی وقت پر عمل کرلیا جائے۔ ٹائم ٹیبل بنانے والے نے خود ہی اس میں پہلے سے احتیاط کرلی ہے، اس لیے آپ کو مزید احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ اسی وقت ہے جب کہ آپ کی گھڑی بالکل درست ہو۔ لیکن نمازوں کے لیے جو ٹائم ٹیبل بنائے ہوئے ہیں اس میں غروبِ آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہے اس کو آپ دیکھ رہے ہیں تو پھر اس سے پانچ منٹ بعد افطار کیجیے۔ اور سحری میں اس وقت سے دس منٹ پہلے فارغ ہوجائیے۔ احتیاط اسی میں ہے۔ لیکن اگر کسی کی گھڑی بالکل ٹھیک ہے اور عام ٹائم ٹیبل کے مطابق افطار کرتا ہے تو ہم روزہ خراب ہونے کا فتویٰ نہیں دیں گے، احتیاط کا حکم ضرور دیں گے۔ باقی ان دونوں چیزوں کا یعنی گھڑی کے صحیح رکھنے کا اور احتیاط کا بھی اہتمام نہایت ضروری ہے۔

لطیفہ: ہمارے الحاج بھائی عبدالحفیظ صاحب منیار زید مجدہم جو ٹائم ٹیبل تیار کرتے ہیں اور ساری دنیا میں بھیجتے رہتے ہیں، انھوں نے ایک مرتبہ لطیفہ سنایا جو سننے کے قابل ہے۔ انھوں نے کہا کہ کسی زمانے میں مَیں نے اس بات کا اہتمام کیا تھا کہ گھوم پھر کر دیکھوں کہ سورت کی مسجدوں میں اذان تیار کیے ہوئے ٹائم ٹیبل کی ہدایات کے مطابق دی جاتی ہے یا نہیں۔ لہٰذا روزانہ الگ الگ مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتا تھا۔ ایک دن ایک مسجد میں پہنچا اور وہ مسجد بالکل ساحلِ دریائے تاپتی پر تھی جہاں سے غروبِ آفتاب صاف نظر آتا تھا۔ مؤذن صاحب نے مغرب کی اذان دینی شروع کی تو میں نے ان سے کہا کہ مؤذن صاحب! ابھی وقت نہیں ہوا ہے۔ مؤذن صاحب مجھے کہنے لگے کہ ٹائم ٹیبل دیکھو، اور گھڑیال دیکھو۔ میں نے ان سے کہا کہ جناب وہ دیکھو! ابھی تو سورج نظر آرہا ہے (اصل میں مسجد کی گھڑی آگے تھی) جب انھوں نے سورج دیکھا تو خاموش ہوگئے۔ اس لیے گھڑی کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی صحیح رکھنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ خیر! میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ جب سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو اب افطار میں تاخیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب تو جتنا جلدی افطار کرلیں گے اتنی ہی فضیلت آپ کو زیادہ حاصل ہوگی۔

(۱۶) جلدی افطار کرنے والا زیادہ محبوب

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ’اکابر کا رمضان‘ میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنھوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت خدمت کی تھی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے بڑی بے تکلّفی تھی۔ ایک مرتبہ وہ تھانہ بھون ملاقات کے واسطے مہمان بن کر تشریف لے گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ سحری کب کرتے ہیں؟ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ کب کرتے ہیں؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مَیں تو صبحِ صادق سے ایک گھنٹہ پہلے کرتا ہوں۔ حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بھائی! ڈیڑھ دن کا روزہ تو میرے بس کا نہیں ہے (ایک گھنٹہ پہلے جو سحری کرلی جائے، اس کو حضرت نے مزید آدھے دن سے تعبیر کیا) اس لیے کہ مَیں تو ایسے وقت سحری کرتا ہوں کہ دن بھر شک ہوتا رہے کہ روزہ ہوا بھی یا نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بالکل آخری وقت میں سحری کرتا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو! ہم ایک کام کرتے ہیں، آپ کچھ اوپر آیئے اور مَیں کچھ نیچے اترتا ہوں۔ چناں چہ یہ طے ہوا کہ صبحِ صادق سے آدھا گھنٹہ پہلے سحری شروع کریں گے، تاکہ اپنے وقت پر اطمینان سے ختم ہو جائے۔ پھر جب افطار کے لیے بیٹھے تو (جیسا کہ آگے روایت آرہی ہے کہ جب پورب کی طرف سے رات آتی ہوئی نظر آئے اور پچھّم کی طرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سورج غروب ہوجائے تو افطار کا وقت ہوگیا) حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور افطار شروع کر دیا۔ جب مولانا یحییٰ صاحب نے کھانا شروع کیا تو حضرت کے جو خدّام ساتھ تھے انھوں نے بھی افطار شروع کر دیا۔ اِدھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کچھ احتیاط رہتی تھی، اس لیے کچھ وقت انتظار کر کے افطار کیا جاتا تھا۔ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا شروع نہیں کیا تو حضرت کے خدّام بھی انتظار میں بیٹھے رہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ سب میرے انتظار میں ہیں تو تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اگر ہم اپنے وقت کے مطابق افطار کرنے جائیں گے تو یہاں تو کچھ بچنے کا ہے نہیں۔ چلو! شروع کرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کا یقین ہوجائے تو آدمی کو افطار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

عند اللہ محبوب بندہ

عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ، قَالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم: قَالَ اللهُ -عزوجل- أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْراً۔ (رواه الترمذي، وقال: حديث حسن) (رياض الصالحين: ١٢٣٥)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (حدیثِ قدسی ہے) میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ ہے جو جلدی افطار کرنے والا ہو۔ جلدی افطار کا مطلب یہ نہیں کہ غروبِ آفتاب سے پہلے افطار کر لے، بلکہ غروبِ آفتاب کے بعد افطار میں دیر نہ کرے۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ، قَالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هاهُنَا، وَأَدْبَرَ النهارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَر الصَّائِمُ۔ (متفقٌ عَلَيْهِ) (رياض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الصالحین:١٢٣٦)

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادفرمایا کہ جب رات اُدھر سے آجائے،اور پچھّم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دن اِدھر سے چلاجائے اورسورج ڈوب جائے تو روزے دار کے لیے افطار کاوقت ہو گیا۔یعنی پچھّم کی طرف جب سورج ڈوبتاہے توفوراًمشرقی کنارے پر سیاہی یعنی رات آنا شروع ہوجاتی ہے،تواب روزے دارافطار کے وقت میں داخل ہوگیا،لہٰذااس کوفوراًافطار کرلینا چاہیے۔

اب افطار کاوقت آگیا

عن أَبي إبراهيم عبدِالله بنِ أَبي أوفى رضی اللہ عنہما قالَ: سِرْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قالَ لِبَعْضِ القَوْمِ: يَا فُلاَنُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فقالَ: يَا رسول الله، لَوْ أمْسَيْتَ؟ قالَ:انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ قالَ: إنَّ عَلَيْكَ نَهَاراً، قالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ قالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رسولُ الله ﷺ ثُمَّ قالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أقْبَلَ مِنْ هاهُنَا، فَقَدْ أفْطَرَ الصّائِمُ، وَأشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ.(متفقٌ عَلَيهِ) قَوله:(اجْدَحْ) بجيم ثُمَّ دال ثُمَّ حاءٍ مهملتين أيْ : اخْلِطِ السَّويقَ بِالمَاءِ۔ (رياض الصالحين:١٢٣٧)

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے تھے۔جب سورج ڈوب چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے کسی سے کہا(دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے بلال!) اترو اور ہمارے لیے ستّو گھولو(تاکہ ہم افطار کرلیں)! تو جن صحابی سے کہا تھا انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابھی ذرا ٹھہر جائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سے فرمایا: اترو اور ستّو گھولو۔ ان صحابی نے پھر سے عرض کیا: ابھی تو دن ہے(یعنی اجالا بہت ہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اترو اور ستّو گھولو۔ چناں چہ وہ اترے اور ستّو کو پانی میں ڈال کر تیار کیا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پیا۔ پھر فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات اِدھر(یعنی پورب کی طرف) سے آگئی تو روزے دار کے لیے افطار کا وقت آگیا(گویا اور زیادہ اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب سورج ڈوب گیا تو فوراً افطار کرلینا چاہیے)۔

اس روایت میں بھی یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطار کے لیے جب ستّو گھولنے کا حکم دیا اور صحابی جواب میں یہ عرض کررہے ہیں کہ اور کچھ وقت گزرنے دیا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ انتظار نہیں فرمایا، غروب کے بعد جلدی سے افطار فرمالیا۔

⑰ ایمان و یقین کی قوت کے ساتھ قیامِ تراویح

عن أَبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(رياض الصالحين: ۱۱۸۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا(یعنی تراویح پڑھی۔ یہاں قیام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے خاص تراویح کی نماز ہی مراد ہے) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

ایمان کا مطلب تو واضح ہے اس لیے کہ ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں۔ اس لیے ایمان نہ ہوتے ہوئے اگر کوئی آدمی چاہے کتنے ہی اعمال کر لے، اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ قبول ہی نہیں ہوں گے۔ کسی بھی عمل کے قبول ہونے کے واسطے ایمان شرط ہے۔ اور احتساب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ثواب اور اجر کی امید رکھتے ہوئے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے وہ عمل انجام دیا جائے۔ ریا، شہرت، نام ونمود اور دکھاوا مقصود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہی سے اس عمل کا ثواب اور اجر حاصل کرنے کے لیے جو عمل کیا جاتا ہے، اس کو 'احتساب' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے ترجمہ کیا ہے کہ ایمان ویقین کی قوت کے ساتھ قیام کیا۔ اس لیے کہ ایمان ویقین جتنا زیادہ ہوگا اُتنا ہی اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آسان ہوگا۔

پہلے بھی کئی مرتبہ یہ بات بتلا چکا ہوں کہ ان اعمال پر گناہوں کی معافی کا جو وعدہ کیا گیا ہے، اس سے صغیرہ گناہ کی معافی مراد ہے۔ اس لیے کہ کبیرہ گناہوں کے متعلق قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی توبہ نہ کرے، وہاں تک وہ معاف نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے والد صاحب کے حوالے سے لکھا ہے کہ 'مؤمن کی شان یہ ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں کبیرہ گناہ تو ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ کسی مؤمن سے اگر کبھی کبیرہ گناہ سرزد ہو بھی جائے تو جب تک توبہ کر کے اور رو دھو کر، اس گناہ پر ندامت وپچھتاوے کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کر لے اور اس گناہ کو معاف نہ کروا لے، وہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تک اس کو چین نہ آئے'۔ اس لیے اگر کبھی مومن سے کبیرہ گناہ ہوا بھی ہو تو وہ اس کے نامۂ اعمال میں باقی نہیں رہے گا۔ جیسے بابرکت راتیں اور بابرکت اوقات آتے ہیں جن میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کیا جاتا ہے، ان مواقع پر آدمی کچھ عبادات کر لیتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کو یاد کر کے دل میں ندامت و پچھتاوے کا جذبہ و احساس پیدا ہو جاتا ہے، جس کا نام 'توبہ' ہے، جس کے نتیجے میں اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جب مومن کے نامۂ اعمال میں کبیرہ گناہ ہوں گے ہی نہیں، اور صغیرہ گناہ اس طرح معاف ہو جائیں گے، تو یہاں جو وعدہ کیا گیا اور جو فضیلت بتلائی گئی وہ اس کو حاصل ہو جائے گی۔

وعنه قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ في قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ ، فيقولُ :مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔
(رياض الصالحين:١١٨٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے قیام کی ترغیب دیتے تھے اور لازمی طور پر حکم دیے بغیر اس کے فضائل بیان کر کے لوگوں کو اس پر اُکساتے اور آمادہ کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب دینے کے لیے ایک جملہ یہ بھی ارشاد فرمایا: 'جو آدمی ایمان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی نیّت سے رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھے گا، اس کے پچھلے سارے گناہ سب معاف کر دیے جائیں گے'۔ (یعنی) یہ نماز فرض اور واجب نہیں ہے، سنّت ہے، اور لزوم کی جو کیفیت فرائض میں ہوا کرتی ہے وہ اس میں نہیں ہے، لیکن نبی کریم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ﷺ اس کی ترغیب دیتے تھے، لہٰذا بڑے ذوق وشوق سے یہ عمل انجام دینا چاہیے۔

اتنی بے توجہی اور بے رغبتی!

رمضان کے مہینے میں بہت سے لوگ تراویح پڑھتے ہی نہیں، اور بہت سے پڑھنے کے لیے آتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے لیے بوجھ سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ اس کی ادائیگی میں جس شوق ورغبت کا اہتمام ہونا چاہیے وہ ہماری طرف سے کماحقہٗ ہونہیں پاتا۔ بہت سی جگہ صرف سوا پارہ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی کھڑا ہونا لوگوں کے لیے ایسا بھاری معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کہ امام رکوع میں نہ جائے وہاں تک نیّت باندھتے ہی نہیں، اور پہلی رکعت کے انتظار میں رہتے ہیں کہ امام صاحب رکوع میں جائیں تو جلدی سے کھڑے ہوکر نیّت باندھ لیں۔ حالاں کہ تراویح جو مشروع کی گئی اس میں مختلف وجوہات اور حکمتیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآنِ پاک کو پڑھا اور سنا جائے۔ جب آپ نیت ہی نہیں باندھیں گے تو قرآن پاک سننے کی سنّت ادا نہیں ہوگی۔ اس لیے شوق اور رغبت اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت سمجھتے ہوئے اس میں مشغول ہونا چاہیے کہ یہ مہینہ ہمیں عطا کیا گیا ہے، پتہ نہیں پھر یہ موقع دوبارہ ملے گا یا نہیں۔ اس لیے آدمی ذرّہ برابر بھی سستی وکاہلی سے اس میں کام نہ لے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑱ تراویح پر اجرت اور اس کا حیلہ

محمود الفتاویٰ میں مرقوم ہے:

فقہاء نے 'المعروف کالمشروط' والے قاعدے کے پیش نظر تراویح پڑھانے والے کو ہدیہ کے نام سے دی جانے والی رقم کو بھی لینے کی اجازت نہیں دی، پنج وقتہ نمازوں کا امام اگر تراویح پڑھاتا ہے اور اس کو بھی تراویح کی وجہ سے ہدیہ میں کچھ پیش کیا جا رہا ہے، تو نہیں لینا چاہیے۔(محمود الفتاویٰ:1/498)

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب (بھی) نہیں ہے۔اور بحکم 'المعروف کالمشروط' جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیامِ رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔(فتاویٰ دارالعلوم ۴/۲۴۶ بحوالہ رد المحتار ۱/۶۸۷، مسائل تراویح ۲۷)(دیکھیے محمود الفتاویٰ:4/274)

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اصل حکم تو یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، مگر متأخرین نے بقاءِ دین کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تعلیمِ قرآن، امامت، اذان وغیرہ چند چیزوں پر اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا ہے، جواز کا حکم اُنھی میں منحصر رہے گا،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح مستثنیٰ کردہ چیزوں میں نہیں ہے، اس لیے اصل مذہب کی بنیاد پر تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہی رہے گا۔(فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۴۲۲)

بے شک تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں، اس سے اچھا یہ ہے کہ الم ترکیف سے تراویح پڑھی جائے۔لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے، مگر اس زمانے میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفع نہیں آئیں گے، تواب للہ کہاں رہا؟ اصل مسئلہ یہی ہے مگر وہ مشکلات بھی نظرانداز نہ ہونی چاہیے، جو ہرسال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں۔قابلِ عمل حل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمّے ایک یا دو نماز سپرد کردی جائیں، تو مذکورہ حیلے سے تنخواہ لینا جائز ہوگا، کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔(از فتاوی رحیمیہ ۱/ ۳۴۹)

البتہ یہ ضروری ہے کہ اس صورت میں تنخواہ کی مقدار متعین کردی جائے، تاکہ امامت کی اجرت مجہول نہ رہے۔ باقی تراویح میں قرآن خوانی پر اجرت طے کردی گئی ہو، تب بھی ناجائز ہے اور اگر بغیر طے کیے دی جاتی ہے تو اس میں دو گناہ ہیں: ایک قرآن پر اجرت کا گناہ، اور دوسرا جہالتِ اجرت کا گناہ۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۴) اور اس طرح سننے اور سنانے والے سب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور ایسے قاری کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔(احسن الفتاوی ۳/ ۵۱۵) فرائض میں فاسق کی امامت کا یہ حکم ہے کہ اگر صالح امام میسر نہ ہو، یا فاسق امام کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو، تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھ لی جائے، ترکِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جماعت جائز نہیں، مگر تراویح کا حکم یہ ہے کہ کسی حال میں بھی فاسق کی اقتدا میں جائز نہیں۔ اگر صالح حافظ نہ ملے، تو چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لی جائے۔ اگر محلّے کی مسجد میں ایسا حافظ تراویح پڑھائے، تو فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے تراویح الگ مکان میں پڑھیں۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۵)(دیکھیے محمود الفتاویٰ: 4/276-277)

تراویح کے لیے اجرت لینا اور دینا گناہ ہے، لیکن اس سے تراویح فاسد نہیں ہوتی البتہ تالی اور سامع ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کر کے درست نہیں ہے۔(فتاویٰ دار العلوم مکمل مدلل ۴/ ۲۶۴)(دیکھیے محمود الفتاویٰ: 4/278-279)

⑲ اعتکاف کے معنی، قسمیں اور حضور ﷺ کا معمول

اعتکاف کے لغوی معنی ٹھہرنا ہیں۔ چوں کہ اعتکاف میں مسجد کے اندر ہی ٹھہرا جاتا ہے اس لیے اس کو 'اعتکاف' کہا جاتا ہے۔ اعتکاف کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ 'اعتکاف کی نیت سے اللہ کے واسطے روزے کے ساتھ مسجد میں رُکنا'۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کئی قسم کا ہوتا ہے: (۱) سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ (۲) واجب (۳) نفل۔

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی جس محلّے میں مسجد واقع ہے اس محلّے کا ایک آدمی بھی اعتکاف کر لے گا تو پورے محلّے والوں کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گی، اور جتنے لوگ کریں گے سب کو سنّت کا پورا پورا ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی بھی اعتکاف نہیں کرے گا تو سب گنہگار رہوں گے۔ اور اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو نذر کا اعتکاف واجب ہے، اور مسجد میں جب داخل ہو اُس وقت اعتکاف کی نیت کرلے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اُتنی دیر اعتکاف میں رہوں گا، تو یہ اعتکاف نفل کہلائے گا۔

مسئلہ: حالتِ اعتکاف میں فرض غسل کے لیے نکل سکتا ہے، ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کرنے کے واسطے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ اگر چلا گیا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ غسلِ جمعہ کرنے کے لیے بھی معتکف کو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، البتہ غسل جمعہ سے قبل ضرورتِ طبعیہ، مثلاً پیشاب، پاخانے کے لیے باہر گیا تو واپسی میں غسل کرسکتا ہے، لیکن جلدی غسل سے فارغ ہوکر مسجد میں آجائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۰/۲۸۱، محمود الفتاویٰ: 4/)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ : كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔ (ریاض الصالحین: ۱۲۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے (اسی لیے اس کو سنتِ مؤکدہ کہا گیا ہے)۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا أَنَّ النبيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔ (ریاض الصالحین: ۱۲۶۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوگیا (یعنی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول رہا) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا (اس لیے عورتیں بھی اپنے گھر کی مسجد میں یعنی گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کی گئی ہے، وہاں اعتکاف کرسکتی ہیں)۔

عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: كَانَ النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْتَكِفُ فى كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ ، فَلَمَّا كَانَ العَامُ الَّذِى قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً ۔ (رياض الصالحين:١٢٧٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے، لیکن جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اُس سال رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

اُس سال قرآنِ کریم دو مرتبہ ختم ہوا تھا، اور اعتکاف بھی دس دن کے بجائے بیس دن کا فرمایا تھا۔ اعتکاف کے مستقل مسائل ہیں اور اس سلسلے میں رسائل بھی چھپے ہوئے ہیں، ضرورت کے موقع پر ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

⑳ زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت

زکوٰۃ فرائضِ اسلامیہ میں سے ایک فریضہ ہے۔ قرآنِ پاک میں جگہ جگہ نماز کے ساتھ اس کو بھی ادا کرنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ جہاں اہلِ ایمان کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں وہاں اکثر ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلاَةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ. يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یُؤْتُوْنَ الزَّکَاۃَ﴾ساتھ ساتھ آیا ہے۔ نماز قائم کرو اورزکوٰۃ ادا کرو۔وہ لوگ نماز کوقائم کرتے ہیں اورزکوٰۃ کوادا کرتے ہیں۔اگرچہ اس کی تفصیلات قرآنِ پاک میں نہیں آئیں، بلکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلائی ہیں،لیکن نفسِ زکوٰۃ کی ادائیگی کاحکم قرآنِ پاک میں بے شمارمقامات پرآیاہے،اوریہ اسلام کےفرائض میں سےایک بنیادی فریضہ ہے۔

'زکوٰۃ'عربی زبان کالفظ ہےجس کا ترجمہ بڑھنااور پاک ہوناہوتا ہے۔چوں کہ زکوٰۃ کی نیت سےاپنے مال کی مقدارمیں سے ڈھائی فی صدنکالنا دوسرے مال میں زیادتی اوربڑھوتری کااور بقیہ مال کی پاکیزگی کاذریعہ بھی بنتا ہے، اس لیے اس کوزکوٰۃ کا نام دیا گیاہے۔

زکوٰۃ کے بنیادی مسائل

زکوٰۃ کے سلسلے میں کچھ بنیادی مسائل ہیں:ان میں سےایک یہ ہےکہ ہرآدمی پرزکوٰۃ فرض نہیں ہے۔نماز اورروزے کا معاملہ توایسا ہےکہ جوبھی بالغ ہو،چاہے مردہو یا عورت، امیر ہو یافقیر،مسافرہو یامقیم اس پرنماز اورروزہ فرض ہے،لیکن زکوٰۃ کے سلسلے میں شریعت کی طرف سے ایک مقدارمتعین کی گئی ہےجس کو'نصاب' کہتے ہیں کہ وہ مخصوص آدمی جومخصوص مقدارکامخصوص زمانے تک مالک بنے،تب ہی اس پرزکوٰۃ فرض ہوگی، ورنہ نہیں۔پھرنصاب میں بھی شریعت نے بتلایاہےکون سے مال میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔ ہرطرح کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ پھرکب فرض ہوگی وہ بھی بتلایاہے۔ چناں چہ غنی یعنی مالدار پرزکوٰۃ فرض ہوتی ہےاوراس پربھی زکوٰۃ فرض ہونے کاایک نصاب بتلایا گیا ہے کہ اگرچاندی ہوتواُس زمانے کےحساب سےدوسودرہم ہوں۔اوردوسودرہم کی مقدارہمارے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پُرانے وزن کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ ہوتی ہے، اور نئے وزن کے اعتبار سے ۳۵ / ۶۱۲ گرام ہوتی ہے۔ اور اگر سونا ہوتو قدیم زمانے کے حساب سے ۲۰ ؍مثقال ہوتا ہے، اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوا کرتا تھا، لہٰذا ۲۰ ؍مثقال ہمارے پُرانے وزن کے حساب سے ساڑھے سات تولہ ہوتا ہے۔

تولے کے سلسلے میں ایک ضروری وضاحت

دیکھو! ’تولہ‘ کا لفظ آج کل بھی بولا جاتا ہے اور آج کل دس گرام کو تولہ کہتے ہیں، لیکن زکوٰۃ کے نصاب میں یہ وزن مراد نہیں ہے۔ دراصل تولہ لفظ لوگوں کی زبان پر چڑھا ہوا تھا اور ایک پُرانی اصطلاح چلی آرہی تھی جو نیا وزن آنے کے بعد بھی باقی رہی، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ گرام ایک الگ وزن ہے جو اعشاریہ وزن سے تعلق رکھتا ہے، اور تولہ ایک الگ وزن ہے جس کا گرام کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔ لیکن لوگ پُرانے وزن کے عادی ہونے کی وجہ سے تولہ بولتے ہیں۔ اب نئی نسل جو آئی اس کو تولے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، پُرانے لوگ تولہ جانتے تھے، اور آج کل دس گرام کو تولہ بولتے ہیں، ورنہ حقیقت میں دس گرام تولہ نہیں ہے، تولے کا اصلی وزن پُرانے حساب سے بارہ ماشہ ہوتا ہے، اور گرام کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے گیارہ گرام ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ساڑھے سات تولہ بول کر اگر آج کل کے حساب سے وزن دیکھیں گے تو پچھتر (۷۵) گرام ہو جائے گا، جو صحیح نہیں ہے۔ آج کل کے گرام کے وزن کے اعتبار سے ۴۹۰ / ۸۷ گرام وزن ہوتا ہے۔ خیر! یہ تو چاندی اور سونے کا نصاب ہوا۔

اس کے علاوہ جانوروں میں بھی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔ چوں کہ اُس زمانے میں ان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علاقوں میں جانوروں کو پالنے کا رواج تھا تو اس کے لیے ایک مستقل نصاب شریعت نے بتلایا ہے، اب ہمارے یہاں وہ چیز رائج نہیں ہے۔ اور جانوروں کی زکوۃ کی تفصیل میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ وہ پالے گئے ہوں، اور ساتھ ہی ساتھ سال کا اکثر حصہ وہ عام زمین میں مفت کا چر پھر کر کھاتے ہوں، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ اور اگر اس کو مالک خود چارہ لا کر کھلاتا ہے تو اس صورت میں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، چاہے وہ پالے ہوئے جانور کتنی ہی مقدار میں کیوں نہ ہوں۔ ہاں! اگر تجارت کا سامان ہے تو اس میں زکوٰۃ آئے گی، جس کو مالِ نامی یعنی بڑھنے والا سامان کہا گیا ہے۔ اب ہمارے ماحول میں کن کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے، اس کو اگر آپ کو مختصر طور پر سمجھنا ہو تو یوں سمجھیے کہ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) نقد روپیہ (۴) اور تجارت کا سامان۔ یہ کل چار چیزیں ہو جائیں گی۔

㉑ سونا چاندی اور روپیہ کا نصاب

سونا اور چاندی تو ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو، ویسے ہی آپ نے جمع کر کے رکھا ہو، یا عورتوں نے زیور کے طور پر خریدا ہو، تب بھی اس میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اگر اس کے نصاب کی مقدار کا ہو، اور روپیہ پیسہ اگر اتنا ہو جو سونے اور چاندی کے نصاب کی کم سے کم مقدار کو پہنچ جائے۔ آج کل سونے کے مقابلے میں چاندی سستی ہے، اس لیے چاندی کا جو نصاب چھ سو بارہ اعشاریہ پینتیس (۶۱۲ / ۳۵) گرام ہے، جس کی قیمت پچپن (۵۵) روپیہ گرام کے حساب سے چونتیس (۳۴) ہزار کے قریب میں نصاب پورا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کے پاس کم سے کم چونتیس (۳۴) ہزار روپیہ ہوں اور اس پر کسی طرح کا قرض بھی نہیں ہے، اور دیگر ضرورتوں سے فارغ ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوجائے گی (واضح رہے کہ یہ قیمت مثال کے طور پر بتائی گئی ہے)۔

تجارت اور بیوپار کا سامان

دیکھو! بیوپار اور تجارت کا لفظ جب ہم بولتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس کا ایک خاص مفہوم آتا ہے کہ آدمی کوئی دوکان کھول کر بیٹھا ہو اور بیچنے کے لیے مال لایا ہو۔ یہاں زکوٰۃ کے معاملے میں تجارت کا سامان وہ کہلائے گا جو خریدتے وقت بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو، چاہے دُکان لے کر نہ بیٹھا ہو۔ مثلاً آپ نے زمین کا ایک پلاٹ خریدا اور آپ کی نیت یہ ہے کہ اگر نفع ملے گا تو اس کو بیچ دوں گا تو آپ کا یہ پلاٹ تجارت کا سامان کہلائے گا چاہے آپ ظاہری اعتبار سے لوگوں کی نگاہوں میں زمین کے تاجر نہیں ہیں۔ یا مثلاً آپ نے کوئی مکان خریدا اور خریدتے وقت آپ کی نیّت یہ تھی کہ اگر نفع ملے گا تو اس کو بیچ دوں گا، تو یہ تجارت کا سامان کہلائے گا۔ یا مثلاً آپ نے کوئی گھڑی خریدی اور آپ کی نیت یہ تھی کہ اگر دو پیسے ملیں گے تو میں اس کو بیچ دوں گا، تو چاہے آپ گھڑی کی دوکان کھول کر نہیں بیٹھے ہیں، اس کے باوجود آپ تاجر کہلائیں گے۔

ایک غلط فہمی کی وضاحت

یہ بات یاد رکھیے! خاص کر پلاٹ، مکان وغیرہ کے معاملے میں تو بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے زائد پیسوں سے زمین یا مکان وغیرہ خریدتے ہیں تو اسی نیّت سے خریدتے ہیں کہ جب زیادہ نفع ملے گا تو اسے بیچ ڈالیں گے، اور ان کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میرے پاس جو پلاٹ ہے وہ تجارت کا ہے، وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں کہاں اس کا تاجر ہوں۔ شریعت کی نگاہ میں جو چیز خریدتے وقت بیچنے کی نیت ہو،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ اس کے تاجر کہلائیں گے۔ اس لیے کہ تجارت نام ہی خرید وفروخت کا ہے۔ اسی لیے جو چیز آپ کے گھر میں پیدا ہوئی اس میں نیت بیچنے کی ہو تب بھی وہ تجارت نہیں ہے، جیسے ایک کسان آدمی ہے، اس کے کھیت میں چاول ہزار دو ہزار کوئنٹل کی پیداوار ہوئی، اس کی نیت ہوئی کہ میں اس کو بیچوں گا، تو یہ چاول تجارت کا سامان نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس نے خریدا نہیں، بلکہ اس کی زمین میں یہ پیدا ہوا ہے۔ اب اگر یہ چاول دو سال بھی اس کے گھر میں پڑا رہے، تو اس پر ایک پائی بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں! بیچنے کے بعد جب نقد پیسے آئیں گے تو اس کا مسئلہ میں نے بتا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیز خریدتے وقت ہی بیچنے کی نیت ہو، چاہے بیچنے کی نیت سے مٹّی ہی خریدیں، تو یہ تجارت کا سامان ہے۔ اس تفصیل کو اگر آپ سمجھ لیں تو زکوٰۃ کے حساب کو سمجھنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

بہر حال! سونا، چاندی، نقد روپیہ اور تجارت کا سامان، ان چار مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے پاس پیسے زیادہ ہوتے ہیں تو ان پیسوں کو نقد محفوظ رکھنے کے بجائے اس سے سونا یا چاندی خرید لیتے ہیں یا زیورات کے طور پر محفوظ کرتے ہیں تو ان میں تو زکوٰۃ آتی ہے، لیکن اگر کسی نے ہیرے خریدے، تو ہیرے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں! اگر بیچنے کی نیّت سے خریدے ہیں تو تجارت کا سامان ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہوگی، ورنہ نفس ہیرے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کوئی آدمی اگر یوں کہے کہ یہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے، یا آج کل پلاٹینم خرید لیا جو سونے سے بھی زیادہ قیمتی دھات ہے، لیکن اس کے باوجود بیچنے کی نیت نہیں ہے تو اس صورت میں وہ تجارت کا سامان نہیں ہے، اور یہ سونا چاندی نہیں ہے اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ کون سے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ یہ چار قسم کے اموال ہوئے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ اس لیے کہ اگر کسی کے پاس سونا ہے لیکن ایک ہی تولہ ہے، یا چاندی ہے لیکن فقط دو چار تولے ہیں، یا روپے پیسے ہیں لیکن دو پانچ ہزار ہیں، تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ ان میں ایک مقدار ہے جو ابھی میں نے بتلائی، اور اس پر بھی جب کہ پورا سال گزر جائے۔ آپ کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے لیکن سال پورا ہونے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نکل گئے، چاہے خرچ ہو گئے یا چوری ہو گئے یا جو بھی ہوا، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ سال کا بھی پورا ہونا ضروری ہے۔ تو جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی ہے اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد ادا کرے، لیکن پورا حساب کر کے نکالنا ضروری ہے۔

۲۲ زکوٰۃ کے اسلامی نظام کا فایدہ

جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ان کے متعلق آج کل جو تحقیر کے جذبات پائے جاتے ہیں، درحقیقت یہ چیز پیدا نہ ہونے پائے اسی لیے اسلام نے زکوٰۃ کا ایک نظام بنایا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ اپنی زکوٰۃ کو سرکاری خزانے میں جمع کرا دیں، وہاں سے مستحقین کے پاس جائے۔ اس صورت میں دینے والے کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہماری زکوٰۃ کس کے پاس گئی ہے، اور لینے والوں کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہمارے پاس جو مال آیا ہے وہ کس کا نکالا ہوا ہے؟ اگر وہ نظام چلے تو پھر آج کل جو گڑبڑ ہو رہی ہے اس کی نوبت ہی نہ آئے۔

زکوٰۃ پر وعدے

بہرحال! زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شمار وعدے ہیں۔ مال کی حفاظت، مال میں برکت، زیادتی اور بڑھوتری، مال کی پاکیزگی کہ اس کی ادائیگی کے نتیجے میں دل میں پاکیزگی آتی ہے، بخل اور دوسرے رذائل سے دل پاک صاف ہوتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس فریضے کی ادائیگی کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

دوسری آیت ہے:﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ﴾ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ کے لیے عبادت کریں، اور سب طرف سے رُخ پھیر کر ایک اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ یہی یقین والوں کا طریقہ ہے۔

تیسری آیت ہے:﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ اے نبی! آپ مسلمانوں کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کیجیے تاکہ اس کے ذریعے ان کو پاک کریں، اور تزکیہ کریں۔﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم﴾ دونوں کا ایک ہی معنی ہے، گویا اس مال کو لے کر بقیہ مال کو گندگی سے پاک کیا جائے۔

صاحبِ نصاب کی چند ذمے داریاں

جو لوگ صاحبِ نصاب ہیں زکوٰۃ کے سلسلے میں ان کی چند ذمّے داریاں ہیں۔

ایک تو یہ کہ زکوٰۃ کے لیے سال مقرر ہوتا ہے، مثلاً پہلے آپ کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن آج آپ کے پاس ایک لاکھ روپیہ آیا تو آج جو تاریخ ہے، آئندہ سال اسی مہینے کی اسی تاریخ پر آپ کے اوپر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوجائے گی۔ بعض لوگ رمضان ہی کو لیے بیٹھے رہتے ہیں، حالاں کہ ان کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس مال فلاں وقت آیا تھا تو اب رمضان کی وجہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے تاخیر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں! اگر کسی کو یاد نہیں ہے کہ میرے پاس مال کب آیا تھا اور میرا زکوٰۃ کا وقت کب شروع ہوتا ہے، تو پھر اگر رمضان کی پہلی یا دسویں کا دن مقرر کر دیا تو بات دوسری ہے۔

دوسرے یہ کہ زکوٰۃ کا پورا پورا حساب لگایا جائے، بعض لوگ ایسے ہی اندازاً زکوٰۃ نکال لیتے ہیں، حالاں کہ اندازاً نکالنے کی صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ نکلے، لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جتنی مقدار واجب ہوئی ہے اس سے کم نکلے۔ اب اگر ایک روپیہ بھی کم نکلا تو گویا زکوٰۃ کا ایک روپیہ آپ کے پاس رہ گیا، اور حدیث میں آتا ہے، نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ والا مال جس مال کے ساتھ ملے گا وہ اس بقیہ مال کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پورا پورا صحیح حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

پھر یہ کہ جہاں دیا جا رہا ہے اس کی بھی پوری تحقیق کی جائے کہ وہ مستحق ہے یا نہیں۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ گھر میں بیٹھے ہیں اور دروازے پر مانگنے والا آیا، اسی کو بغیر تحقیق کے اپنی زکوٰۃ دے دیتے ہیں۔ آج کل جو فقیر ہیں وہ تو پروفیشنل لوگ ہیں، حقیقت میں فقیر نہیں ہیں۔ اب اُنھیں دے کر یوں سمجھ لینا کہ ہماری ذمّے داری پوری ہو گئی، یہ بالکل درست نہیں ہے۔ بلکہ اپنے رشتے داروں میں، محلّے میں، اپنی بستی میں ایسے لوگ جو حقیقت میں محتاج ہیں، لیکن وہ ہاتھ نہیں پھیلاتے، ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان تک زکوٰۃ کا مال پہنچانا اربابِ اموال کی ذمّے داری ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیے کہ مَیں تو زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نہیں نکلوں گا، اگر کوئی میرے گھر آ کر مطالبہ کرے گا تب ہی دوں گا۔ بھائی! جیسے نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہیں، حج ادا کرنے کے لیے نکلتے ہیں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طریقے سے زکوۃ ادا کرنے کے لیے خود جائیں، تب ہی حقیقت میں اس کا حق ادا ہوا سمجھا جائے گا۔

اسلامی فاؤنڈیشن

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنَّ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أنْ لاَ إلٰهَ إلاَّ اللهُ، وَأنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإقَامِ الصَّلاَةِ، وَإيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (ریاض الصالحین:۱۲۰۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (یعنی پانچ چیزیں اسلام کے لیے فاؤنڈیشن، بنیاد اور جڑ کی حیثیت رکھتی ہیں) ① لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) ② نماز کو قائم کرنا ③ زکوۃ ادا کرنا ④ بیت اللہ کا حج کرنا ⑤ رمضان کے روزے رکھنا۔

بس! اس روایت کو یہاں پر اسی لیے لائے ہیں کہ زکوۃ کو اسلام کی بنیاد اور جڑ بتلایا ہے۔

(۲۳) لیلۃ القدر میں عبادت کی فضیلت

شبِ قدر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ امّتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امّتِ محمدیہ کی عمروں کا تذکرہ کیا، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ﴿أَعْمَارُ أُمَّتِيْ مَابَيْنَ سِتِّيْنَ اِلَى سَبْعِيْنَ﴾ میری امّت کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عمریں ساٹھ سے لے کر ستر کے درمیان ہیں۔ عام طور پر امّتِ محمدیہ کے لوگ ساٹھ، ستر کے درمیان رخصت ہوجاتے ہیں، کوئی ذرا آگے بڑھ گیا تو بڑھ گیا، ورنہ عام طور پر یہی عمریں رہتی ہیں۔ اپنی امّت کی عمروں کو یاد کیا اور اس کے مقابلے میں اگلی امّتوں کو جو عمریں دی گئی تھیں اس کو جب نبیِ کریم ﷺ نے دیکھا تو آپ کو یہ خیال ہوا کہ عبادات میں میری امت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دل میں ایک غم کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو امّت کے ساتھ کتنا تعلق تھا کہ یہ چیز بھی آپ کے لیے باعثِ غم ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ قدر اتاری گئی جس میں ارشاد فرمایا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور ہزار مہینوں کا حساب لگائیں تو تراسی (۸۳) سال اور چار (۴) مہینے ہوتے ہیں، اور فرمایا گیا کہ اس سے بھی بہتر ہے۔ اگر کوئی آدمی تراسی سال اور چار مہینے عبادت کرے اس کو شبِ قدر میں عبادت کا ثواب اس سے بھی زیادہ ملے گا، اور وہ زیادتی کتنی ہوگی وہ بھی اس میں نہیں بتلائی گئی ہے، تو ظاہر ہے کہ ایک رات کا اتنا زیادہ ثواب ہے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو زندگی میں دس راتیں بھی مل جائیں تو یوں سمجھیے کہ آٹھ سوتینتیس سال (۸۳۳/سال) بلکہ اس سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب ملے گا۔ اس لیے یہ بڑے اہتمام کی چیز ہے۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبیِ کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا تذکرہ کیا جس نے پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ یہ سن کر صحابہ کرامؓ کو یہ خیال ہوا کہ ہمیں تو یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا اور اس پر افسوس بھی ہوا کہ ہم باوجود چاہنے کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی جس میں بتلایا گیا کہ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اب ظاہر ہے اگر ایسی چند راتیں آدمی کو میسر ہو جائیں تو اس کی کامیابی اور مراد بر آنے کے لیے کافی ہے۔ قَالَ اللهُ تَعَالیٰ: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآنِ پاک کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ پوری سورت ہی شبِ قدر کی فضیلت بیان کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے۔ وَقَالَ تَعَالیٰ: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾ ہم نے قرآنِ پاک کو بابرکت رات میں نازل کیا۔ یہاں پر بھی شبِ قدر مراد لی گئی ہے۔ آگے اس کے فضائل اور اس میں قیام وعبادت کے فضائل بتلا رہے ہیں۔

عن أَبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔
(رياض الصالحين: ۱۱۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی لیلۃ القدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ کھڑا رہا (یعنی اس نے نماز پڑھی اور عبادت کی) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اس کی شرح کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے کہ نماز پڑھنا ہی ضروری نہیں بلکہ عبادت کے دوسرے جتنے طریقے ہیں جیسے تلاوت، دعا، تسبیحات وغیرہ، ان میں سے کسی بھی طریقۂ عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی، اور اپنے اوقات کو اس میں صَرف کیا، تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۴ صحابہ کو خواب میں شبِ قدر دکھلائی گئی

عن ابن عمر : أنَّ رِجالاً مِنْ أصْحَابِ النبيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ فی المَنَامِ فی السَّبْعِ الأوَاخِرِ ، فَقَالَ رسول الله ﷺ : أرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأتْ فی السَّبْعِ الأوَاخِرِ ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فی السَّبْعِ الأوَاخِرِ۔ (ریاض الصالحین:۱۱۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ کو خواب میں شبِ قدر کا آخری سات راتوں میں ہونا دکھلایا گیا۔ جب صحابۂ کرام نے اپنے یہ خواب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیان کیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری سات راتوں کے متعلق متفق ہو رہے رہیں، اس لیے جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

خواب میں یہ بتلایا گیا کہ رمضان کی آخری سات راتوں میں شبِ قدر ہے۔ اگر تیس کا مہینہ ہو تو آخری سات راتیں چوبیس سے لے کر تیس تک ہوتی ہیں، اور اگر انتیس کا مہینہ ہو تو تیئیس سے لے کر آخر تک ہوتی ہیں۔ ان ساری راتوں میں اس کو تلاش کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کئی حضرات کا ایک ہی طرح کا خواب دیکھنا بھی اُس خواب کے سچا ہونے کی علامت ہے یعنی ایک طرح کی چیز کئی لوگوں نے خواب میں دیکھی اور سب بیان کر رہے ہیں تو یہ گویا اس بات کی نشانی سمجھی جائے گی کہ یہ خواب سچا ہے، جیسا کہ اذان کے متعلق آتا ہے کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ لوگوں کو نماز کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واسطے بلانے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟ اس کے لیے مشورہ ہوا اور جب کوئی بات طے نہیں ہوئی تو پھر رات کو بہت سے لوگوں نے خواب دیکھا جس میں اذان کا طریقہ بتلایا گیا۔اس موقع پر بھی حضور اکرم ﷺ نے یہی فرمایا کہ تم سب لوگوں کے خواب ایک چیز پر متفق ہورہے ہیں۔ یہاں پر بھی کئی لوگوں نے خواب دیکھے اور کئی لوگوں کا ایک طرح کا خواب دیکھنا اُس خواب کے سچا ہونے کی علامت ہے، لہٰذا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ رمضان کے مہینے میں آخری سات راتوں میں جاگ لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ لوگ معمولی معمولی مقاصد کے لیے، معمولی معمولی اغراض کے لیے، چند ٹکوں، پیسوں کے خاطر رات بھر جاگتے ہیں۔کوئی آدمی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور تراسی (۸۳) سال کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے اگر چند راتیں جاگ لے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

آخری عشرے میں تلاش کرو

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُجاوِرُ فی العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، ويقول: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ القَدْرِ فی العَشْرِ الأواخِرِ منْ رَمَضانَ۔ (رياض الصالحين:۱۱۹۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔

وعنها أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ القَدْرِ فی الوَتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (رياض الصالحين:۱۱۹۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ آخری عشرے سے مراد اکیس (۲۱) سے لے کر آخر تک ہے، چاہے مہینہ انتیس (۲۹) کا ہو یا تیس (۳۰) کا۔ البتہ علّامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے عالم اور محدث گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر مہینہ تیس (۳۰) کا ہو تو آخری عشرہ اکیس (۲۱) سے لے کر تیس (۳۰) تک کہا جائے گا، اور اگر انتیس (۲۹) کا ہو تو بیس (۲۰) سے لے کر انتیس (۲۹) تک شمار کیا جائے گا۔ لیکن چوں کہ اعتکاف کی ابتدا سب کے نزدیک بیس (۲۰) کی شام اور اکیس (۲۱) کی شب سے ہوتی ہے، اس لیے اکثر نے وہی مراد لیا ہے اور وہی راجح بھی ہے۔

㉕ جاگنے کا مطلب اللہ کی عبادت میں وقت گزارنا ہے

شبِ قدر کے متعلق بہت سارے اقوال ہیں۔ پچاس (۵۰) قول ہیں کہ کب ہوتی ہے؟ بعض حضرات اس طرف گئے ہیں، علّامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ سال بھر میں گھومتی رہتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شبِ قدر دو ہوتی ہیں، ایک تو وہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے متعلق فیصلے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے معاملات طے ہوتے ہیں، وہ تو سال بھر میں گھومتی رہتی ہے اور قرآنِ پاک جس سال نازل ہوا وہ رمضان المبارک میں تھی۔ اس لیے کہ قرآن پاک کے نزول دو ہیں، ایک تو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا تک، جو یک بارگی ہوا ہے۔ اور دوسرا نزول آسمانِ دنیا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، وہ تیئیس (۲۳) سال تک مختلف اوقات میں اُترتا رہا۔ لہٰذا ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الْقَدْرِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر جواُتارا وہ اسی رات میں اتارا جو اس سال رمضان میں تھی۔ اور دوسری وہ رات جس میں دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں اور انوارات کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے، وہ رمضان ہی میں ہوتی ہے۔ ویسے اکثر حضرات اِس طرف گئے ہیں کہ شبِ قدر رمضان ہی میں ہوتی ہے اور رمضان میں آخری عشرے ہی میں اور اس میں بھی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں ہوتی ہے۔ اگرچہ بعضوں نے پورے عشرے ہی میں زیادہ تلاش کرنے کو کہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اکیس (۲۱) تئیس (۲۳) اور چوبیس (۲۴) میں ہونا روایتوں میں آیا ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اکابرِ صحابہ میں سے ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ ستائیس (۲۷) ہی کو شبِ قدر ہوتی ہے۔ اس لیے آدمی کو رمضان المبارک کی راتوں میں خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ آدمی کو پورے سال رات کی دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ فجر صبحِ صادق کے بعد ہوتی ہے، لہٰذا وہ تو دن کی نماز میں آجاتی ہے۔ اس لیے کم سے کم یہ دو نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا پورے سال اہتمام کروگے تو شبِ قدر میں عبادت ہو ہی جائے گی اور اس صورت میں بہت بڑا ثواب مل جائے گا اور یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ان راتوں میں عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کا پورا مہینہ سوتے نہیں تھے، رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پورا پورا قرآن ایک رات میں پڑھنا ثابت ہے۔ حضراتِ تابعین میں سے بہت سے حضرات وہ تھے جو سال بھر رات میں ہمیشہ جاگا کرتے تھے جیسا کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پہلے بتلا چکا ہوں۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ جو اکابرِ تابعین میں سے ہیں ان کے متعلق ہے کہ پچاس سال تک انھوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی ہے۔ یہ حضرات رات بھر عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شدّاد کے متعلق لکھا ہے، وہ فرماتے تھے: اے اللہ! جہنم کی آگ نے میری نیند اڑادی۔ حضرت صلہ بن اُشَیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ رات بھر عبادت کرتے تھے اور جب سحر کا وقت ہوتا تو صبحِ صادق سے پہلے یہ دعا کرتے تھے: یااللہ! اس بات کی تو مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں تجھ سے جنّت مانگوں، بس! جہنم کے عذاب سے مجھے بچالینا۔ بہرحال! یہ حضرات عبادت کرنے کے بعد ڈرتے رہتے تھے، انھیں کے اوصاف میں یہ آیت ہے ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ رات کے آخری حصے میں وہ لوگ اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔ گویا رات بھر کی اپنی عبادت کو بھی وہ لوگ نیکی نہیں سمجھتے، بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوئی یا نہیں۔

قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ وہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو ایسی حالت میں کرتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے رہتے ہیں۔ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ﴿يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ کیا گناہ کرنے کے بعد ڈرے سہمے رہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ گناہ کرنے کا تو سوال ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ انجام دینے کے بعد اس بات سے ڈرے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں! ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوا یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے دربار کی شان کے مطابق ہے بھی یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ منھ پر ماردیا جائے۔ اس لیے ہمیں بھی ان کیفیات کے ساتھ عبادات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہمارے معاشرے کی عام وبا

آج ہم میں ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ مبارک رات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بڑی رات ہے، جاگو۔ حالاں کہ جاگنے کا مطلب صرف جاگنا نہیں ہے، بلکہ جاگ کر عبادت کرنا ہے۔ بہت سے لوگ صرف جاگنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں اور کسی بھی طریقے سے وقت گزاری، مجلس بازی، لطیفہ بازی اور پتہ نہیں کیسے کیسے کاموں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ نوجوان موٹر سائیکل لے کر گھومنے نکل جاتے ہیں۔ چوپاٹی کے چکّر لگاتے ہیں۔ یہ سب بالکل غلط طریقے ہیں۔ ارے اللہ کے بندو! اگر یہی سب کرنا تھا تو پھر تو سو گئے ہوتے وہ زیادہ اچھا تھا۔ یہ رات صرف جاگنے کی نہیں ہے، اور صرف جاگنا مقصود بھی نہیں ہے، بلکہ مقصود تو عبادت ہے۔ اگر جاگ کر اس کو ضائع کرنا ہے تو اس کے بجائے آدمی سو جائے یہ زیادہ اچھا ہے، تاکہ اتنا وقت گناہوں سے تو اپنے آپ کو بچا کر رکھ سکے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ پہلے بھی کبھی سنا چکا ہوں کہ ان کو ان کے والد صاحب نے بچپن ہی سے رات کو تہجد میں نماز کے لیے اٹھنے کی عادت ڈالی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم تہجد کی نماز کے لیے اٹھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ دوسرے لوگ سو رہے تھے۔ میں اس وقت بچّہ تھا۔ میں نے والد صاحب سے کہا: یہ لوگ ایسے پڑے ہوئے ہیں جیسے کہ مُردے پڑے ہوں۔ والد صاحب نے مجھ سے کہا: بیٹا! تو بھی اگر سو یا رہتا تو زیادہ اچھا تھا اس بات سے کہ لوگوں کی غیبت میں مشغول ہوا۔ درحقیقت جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوا جائے اور ایسی مبارک راتوں اور ایسے مبارک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اوقات میں چھوٹے بڑے ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانے کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے۔ خدانہ کرے ان راتوں میں اگر کوئی آدمی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو جیسے ان راتوں میں عبادت کا ثواب بہت بڑا ہے، اسی طریقے سے ان میں گناہ کی وجہ سے وبال بھی بہت بڑا ہے۔ جیسے کوئی آدمی حرم میں جا کر عبادت کرے گا تو ایک لاکھ گنا ثواب ملتا ہے، اسی طرح وہاں اگر گناہ کرے گا تو گناہ کا وبال بھی اُسی مناسبت سے ہوا کرتا ہے۔ بہرحال! جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں وقت گزارا جائے۔

⑳ شب قدر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارا معاشرہ

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كَانَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إِذَادَخَلَ العَشْرُ الأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔ (رياض الصالحين: ۱۱۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال یہ تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو آپ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی خوب جدّ و جہد اور محنت سے کام لیتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازار باندھ لیا کرتے تھے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ بہت سے حضرات اپنے طور پر تو اس کا اہتمام کرتے ہیں لیکن اپنے گھر والوں پر توجہ نہیں کرتے۔ اگرچہ ان کو پوری رات نہ جگائے، لیکن ترغیب دے کر کچھ نہ کچھ اعمال کروانے کی عادت ڈالنی چاہیے، دھیرے دھیرے عادت پڑ جائے گی۔ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی کسی کام کے لیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کمر باندھ لینا اور بالکل تیّار ہو جانا۔

حضورِ اکرم ﷺ کا طرزِ عمل

وعنہا رضی اللہ عنہا قالت: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ في رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ في غَيْرِهِ، وَفِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لا يَجْتَهِدُ في غَيْرِهِ. (رياض الصالحين: ۱۱۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ رمضان کے مہینے میں عبادت وغیرہ میں اتنی مشقت اٹھاتے تھے کہ رمضان کے علاوہ میں اتنی نہیں اٹھاتے تھے، اور رمضان کے آخری عشرے میں تو اتنی زیادہ جو اور کسی دن میں نہیں ہوا کرتی تھی۔

جیسا کہ اوپر بتلایا تھا، رمضان المبارک کا مہینہ خاص طور پر وصول کرنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا مہینہ ہے۔ اس لیے آدمی کو خاص طور پر عبادت کی مشقت اُٹھانی چاہیے اور اس میں بھی آخری دس راتوں میں تو اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

شبِ قدر کی خاص دعا

وعنہا رضی اللہ عنہا قالت: قُلْتُ: يَا رسول الله، أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ القَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي. (رياض الصالحين: ۱۱۹۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بتلائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شبِ قدر ہے تو میں اس میں (خاص طور پر) کون سی دعا مانگوں؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا، یہ دعا مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي، اے اللہ!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا میرے گناہوں کو معاف کردے۔

قربان جایئے حضراتِ صحابۂ کرام پر! کہ مبارک راتوں میں کیا مانگنا چاہیے وہ بھی انھوں نے حضورِ اقدس ﷺ سے پوچھ لیا اور حضورِ اکرم ﷺ نے وہ بتلا دیا۔ پھر بھی ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ ہم تو اپنے طور پر اپنے دماغ میں جن چیزوں کو لیے بیٹھے ہیں، انھیں کو مانگتے رہتے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے جن چیزوں کی تاکید فرمائی ہے اور جن چیزوں کی تعلیم دی ہے، اُدھر ہمارا کبھی خیال بھی نہیں جاتا۔ اس دعا کے ذریعے اتنی بڑی چیز منگوائی گئی ہے کہ اگر وہ مل جائے تو دونوں جہاں کی کامیابی مل گئی ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ جو آدمی جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنّت میں داخل کیا گیا تو وہی ہے حقیقی کامیاب۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر مغفرت کا پروانہ مل جائے، گناہوں سے معافی دے دی جائے، تو یہ سب سے بڑی کامیابی کی چیز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا پروانہ مل جانا، یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لیے مغفرت کے طلب کرنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

ہم لوگوں کا بھی عجیب مزاج بنا ہوا ہے کہ ہم اپنی دنیا کی، اِدھر اُدھر کی ساری چیزیں مانگتے رہتے ہیں، لیکن بھولے سے بھی مغفرت مانگنے کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ ہماری نگاہوں میں بس مانگنے کے لیے بھی دنیا ہی کی چیزیں ہیں۔ آخرت کی نعمتیں اور حضورِ اکرم ﷺ نے جو چیزیں مانگ کر بتلائی ہیں ان کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

㉗روزے دار جھگڑوں اور گالی گلوچ سے خود کو محفوظ رکھے

پہلے بھی بتلایا تھا کہ اصل روزہ تو صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک تین چیزوں (کھانے پینے اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت) سے بچنے کا نام ہے اور نیت بھی روزے کی ہو تو وہ شرعی روزہ کہلائے گا۔ اب یہاں بتلانا چاہتے ہیں کہ اس روزے کے آداب اور لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ روزے دار جہاں کھانے پینے اور بیوی سے صحبت سے اپنے آپ کو بچا رہا ہے، حالاں کہ کھانا پینا اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا عام دنوں میں اور روزے کے علاوہ دوسرے اوقات میں حلال ہے، تو پھر حرام چیزوں سے تو بطریقۂ اولیٰ بچانا چاہیے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ روزے دار کو چاہیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ گالی گلوچ، غیبت، تہمت، بہتان، اور لایعنی یعنی گپ شپ وغیرہ یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جو روزے کے تقاضوں کے خلاف ہیں۔ بعض لوگ صرف گپ شپ کو ہی روزہ گزارنے کا ذریعہ بناتے ہیں، حالاں کہ ایسی تمام باتیں زبان سے نہیں نکالنی چاہئیں، بلکہ زبان سے تو اللہ کا ذکر ہونا چاہیے۔ تسبیحات، تلاوت میں مشغول رہے۔ دوسری چیز آنکھوں کی حفاظت ہے۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، ان سے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے یا ان کو دیکھنا جائز تو ہے لیکن ان کو دیکھنے میں کوئی فایدہ نہیں ہے، تو ایسی چیزوں کو دیکھنے سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ اسی طریقے سے غلط چیزوں کے سننے سے کان کی حفاظت کرنا، جیسا کہ پہلے بھی بتلا دیا تھا کہ بعض لوگ ٹائم پاس کرنے کے لیے روزے کی حالت میں ٹی وی دیکھتے ہیں، گانا سنتے ہیں، یا اس طرح کی دوسری چیزوں میں مشغول رہتے ہیں، تو اگرچہ فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اس سے روزے کا اصل ثواب ختم ہو جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عن أَبِي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم : إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ ، فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ ، فَلْيَقُلْ : إِنِّي صَائِمٌ ۔(رياض الصالحين: ۱۲۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ نہ تو فحش بات کرے، اور نہ شوروشغب کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس کے ساتھ گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرے، تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں (مجھے تیرے ساتھ گالی گلوچ اور جھگڑا کرنے کی فرصت نہیں ہے)۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ نہیں مانتا تو اپنے جی سے کہے کہ تو روزے سے ہے، تجھے اس کے ساتھ جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ 'رفث' یعنی ایسا کلام جس میں شہوت ابھارنے والی یا بیوی سے صحبت وغیرہ سے متعلق باتیں ہوں۔

وعنه ، قَالَ : قَالَ النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (رياض الصالحين: ۱۲۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی (روزے کی حالت میں) جھوٹ اور غلط کام (جن کی شریعت میں اجازت نہیں ہے) نہ چھوڑے، ایسے آدمی کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں ہے۔ کیوں کہ روزے کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، جب آدمی اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رہا ہو تو حرام چیزوں سے تو اور زیادہ بچانے کی ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۸ افطار کرانے اور روزے دار کے صبر کی فضیلت

عن زید بن خالد الجُهَنِيِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قَالَ: مَنْ فَطَّرَ صَائِماً، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ۔ (ریاض الصالحین: ۱۲۶۵)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے روزے دار کو افطار کرایا، اس کو اُس روزے دار کے برابر ثواب ملے گا (یعنی اُس روزہ رکھنے والے کو روزہ رکھنے پر جو ثواب ملا، اِسے روزہ افطار کرانے پر اتنا ہی ثواب ملے گا) اور اس کی وجہ سے روزے دار کے ثواب میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی۔

کتنی بڑی فضیلت ہے! اور افطار کرانا پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں ہے، صرف ایک کھجور کھلادی، یا لسّی پلادی، یا کولڈرنک پلادی، تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

عن أُمِّ عُمَارَةَ الأنصارِيَّةِ رضی اللہ عنہا أَنَّ النبيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَاماً، فَقَالَ: كُلِي فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ المَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرَغُوا، وَرُبَّمَا قَالَ: حَتَّى يَشْبَعُوا۔ (ریاض الصالحین: ۱۲۶۶)

حضرت امِّ عُمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو انھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا پیش کیا (جیسے ہمارے یہاں بھی جب کوئی مہمان آتا ہے تو کھانے کی چیز سے اس کی تواضع کی جاتی ہے)۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے فرمایا: تم بھی کھاؤ۔ انھوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے! اس پر حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کسی روزے دار کے پاس بیٹھ کر لوگ کھا رہے ہوں تو اُس روزے دار کے لیے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جب تک یہ لوگ کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ جب تک یہ شکم سیر ہو کر کھا نہ لیں وہاں تک فرشتے اُس روزے دار کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

کیوں کہ اُس نے اللہ کے واسطے اپنے کھانے کے تقاضے کو روکا۔ چوں کہ ایسے موقع پر جی میں ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ شریک ہو جائے، لیکن روزے کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا، تو اس کی جزا اور بدلہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملے گا۔

عن أنسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ إِلَى سعد بن عبادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ ، فَأَكَلَ ، ثُمَّ قَالَ النبي صلی اللہ علیہ وسلم: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ ؛ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلَائِكَةُ۔ (ریاض الصالحین:۱۲۶۷)

حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے روٹی اور زیتون کا تیل لائے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کو یہ دعا دی: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، روزے دار لوگ تمھارے یہاں افطار کریں وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، اور نیک لوگ تمھارا کھانا کھائیں وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، اور فرشتے تمھارے لیے دعاءِ رحمت کریں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ دعائیہ کلمات ہیں، جس کے یہاں کھانا کھائے اس کے لیے یہ دعا کرنی چاہیے۔
ایک اور دعا یہ بھی ہے: أَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا، اے اللہ! جس نے ہمیں کھلایا توان کو کھلا اور جس نے ہمیں پلایا توان کو پلا۔ ایک دعا یہ بھی ہے: أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ، اے اللہ! توان کی روزی میں برکت دے، اوران کے گناہوں کو معاف فرما، اوران پر رحمت نازل فرما۔

۲۹ روزے سے متعلق چند مسائل

بھول سے کھانا پینا

عن أَبِي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبيِّ ﷺ قَالَ : إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ ، فَأَكَلَ ، أَوْ شَرِبَ ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ۔ (رياض الصالحين: ۱۲۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی بھول جائے کہ میرا روزہ ہے، اوراس نے بھول سے کچھ کھا پی لیا، تو اپنا روزہ پورا کرلے (مطلب یہ ہے کہ بھول سے کھانے پینے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹا) دراصل اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

نوٹ: اگر کسی کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ اس کا روزہ ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ بھول سے کھا رہا ہے تو اس کو یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟ تو اگر کسی کے متعلق آپ کا یہ خیال ہے کہ وہ روزے کی وجہ سے کمزور ہو چکا ہے، اس لیے یہ کچھ کھالے تو ہی اچھا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس صورت میں آپ یاد نہ دلائیے، بلکہ اس کو کھالینے دیجیے۔ بعد میں اس سے کہہ دو کہ آپ کا روزہ ہے۔ اور اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ اس کو روزے کی وجہ سے کوئی کمزوری نہیں آئے گی تو شروع ہی میں بتادیجیے تاکہ وہ کھانے سے بچا رہے۔

بحالت ِروزہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا

عن لَقِيط بن صَبِرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ : قُلْتُ : يَا رسول الله، أَخْبِرْنِى عَنِ الوُضُوءِ؟ قَالَ: أَسْبِغِ الوُضُوءَ ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ ، وَبَالِغْ فى الاسْتِنْشَاقِ ، إِلاَّ أَنْ تَكُونَ صَائِماً۔
(رياض الصالحين: ۱۲۴۳)

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نبی ِکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے متعلق بتلائیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: وضو پورے طور پر کرو، انگلیوں کا خلال بھی کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغے سے کام لو، مگر یہ اس وقت جب کہ تم روزے سے نہ ہو۔

اسباغ کے معنٰی ہیں وضو میں تمام اعضا کو آداب وسنن اور مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے پورے اطمینان سے اچھی طرح دھونا۔ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغے سے کام لینا یعنی جب ناک میں پانی چڑھاؤ تو اچھی طرح سانس سے اندر کھینچو تاکہ ناک کے بانسے اور نرم حصے تک پانی پہنچ جائے، مگر یہ اس وقت جب کہ روزہ نہ ہو، اس لیے کہ روزے کی حالت میں اگر اتنا زیادہ کھینچوگے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی لیے لکھا ہے کہ ویسے تو جنابت کے غسل میں غرغرہ کرنا چاہیے، لیکن روزے کی حالت میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آدمی اگر غسل کرے تو غرغرہ نہ کرے۔

بحالت ِجنابت روزہ شروع کرنا

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كَانَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ ۔(ریاض الصالحین: ۱۲۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فجر ایسی حالت میں پالیتی تھی کہ آپ کو غسل کی ضرورت ہوتی تھی (یعنی آپ اپنے اہل سے صحبت کیے ہوئے تھے) اس کے بعد آپ غسل کرتے تھے اور روزہ بھی رکھے ہوئے ہوتے تھے۔

صحبت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ رات کے آخری حصے میں تہجد سے فارغ ہونے کے بعد صحبت کرتے تھے اور وہی زیادہ نشاط کا وقت ہوا کرتا ہے۔ پھر لیٹ جاتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ صبحِ صادق ہوئی اور ابھی غسل کرنا ہے تو آپ غسل کرتے تھے اور آپ کا روزہ بھی رہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں غسل کی حاجت ہوگئی، یا رات کا غسل باقی تھا اور صبحِ صادق کے بعد وہ فرض غسل کیا تو اس کی وجہ سے روزے پر کوئی زد نہیں پڑے گی، روزہ اپنی جگہ صحیح ہو جائے گا۔

عن عائشة وأم سلمة رضی اللہ عنہما قالتا: كَانَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يُصْبِحُ جُنُباً مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، ثُمَّ يَصُومُ۔(ریاض الصالحین: ۱۲۴۵)

حضرت عائشہ اور حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر احتلام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے جنابت کی حالت میں صبح کرتے تھے، پھر روزہ بھی رکھتے تھے۔

بغیر احتلام کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کے نتیجے میں آپ ﷺ کو غسل کی ضرورت پیش آتی تھی اور صبح ہوجاتی تھی تو پھر آپ ﷺ غسل فرماتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ جس کو غسل کی حاجت ہو تو صبحِ صادق کے بعد غسل کرنے کی وجہ سے روزے پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے۔ روزہ اپنی جگہ پر صحیح ہوجائے گا۔

۳۰ کھجور، پانی سے افطار کی حکمت

عن سلمان بن عامر الضَّبِّيِّ الصحابي رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ، فَإِنَّهُ طَهُورٌ۔ (ریاض الصالحین: ۱۲۳۸)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور موجود نہ ہو تو پانی سے افطار کرے کہ پانی پاک کرنے والا ہے۔

بعض حضرات نے اس کی یہ حکمت بتلائی ہے کہ بھوکا رہنے کی وجہ سے آدمی کی بینائی ذرا کمزور سی ہونے لگتی ہے، اور میٹھے کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بینائی کو تیز کرتا ہے، اس لیے کھجور سے افطار کرنے کا حکم دیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عرب میں عام طور پر کھجور آسانی سے میسر ہوجاتی تھی اس لیے نبیِ کریم ﷺ نے کھجور سے افطار کرنے کا حکم دیا، اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی تو ہر ایک کو میسر ہوتا ہی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رطب، تمر، پانی

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ : كَانَ رسولُ الله ﷺ يُفطِرُ قبلَ أن يُصلِّي عَلَى رُطَبَاتٍ ، فَإنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ ، فَإنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.(رياض الصالحين:١٢٣٩)

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر تازہ کھجور نہیں ہوتی تھی تو پھر عام کھجور سے افطار فرماتے تھے۔ اور اگر کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما کر افطار فرما لیتے تھے۔

رطب یعنی تازہ کھجوریں جو نرم ہوتی ہیں۔ جب کھجوریں پکتی ہیں تو اندر سے بالکل نرم ہوتی ہیں، وہی رطب کہلاتی ہیں، اور ان کو اس وقت ڈبّے میں بند نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر اس وقت فوری طور پر ڈبّے میں بند کر دیں تو وہ خراب ہو جائیں گی، اس لیے ان کو کھلیان میں ڈال دیتے ہیں، جیسے ہمارے یہاں گیہوں کاٹ کر اس کی بالیاں کھلیان میں ڈالتے ہیں۔ پھر اس پر بیل چلا کر دانے اور بھوسے کو الگ کرتے ہیں۔ تو جیسے کسان لوگ کھلیان بناتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ تازہ کھجوروں کو اتارنے کے بعد کھلیان میں ڈالتے ہیں اور کچھ مدّت تک وہیں رہنے دیتے ہیں۔ وہاں پڑے پڑے وہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ اندر کی نرمی ختم ہو جاتی ہے اور عام طور پر حاجی لوگ وہی کھجوریں لاتے ہیں، اُس کو عربی میں تمر کہتے ہیں۔ اور شروع میں جو تازہ کھجوریں ہوتی ہیں وہ رطب کہلاتی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہرحال !اگر تازہ کھجور ہو تو عام کھجور کے مقابلے میں اسی کو ترجیح حاصل ہوگی، اور اگر تازہ کھجور نہیں ہے تو عام کھجور سے افطار کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے، یا پھر کھانے کی کوئی بھی چیز ہو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

نمک سے افطار

بعض عوام میں خدا جانے کیسے یہ مشہور ہو گیا کہ کھجور میسر نہ ہو تو نمک سے روزہ افطار کرنا چاہیے، جب کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایک سوال کے جواب میں فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں: نمک یا ادرک سے افطار کو سنت یا مستحب سمجھنا اور اس کو حکمِ شرعی تصور کرنا غلط اور بے اصل ہے۔ ابوداود شریف اور ترمذی شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور سے افطار کرنا سنت سے ثابت ہے اور اگر کھجور میسر نہ آئے تو خشک چھوارے سے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے۔ (فتاویٰ محمودیہ:10/210 مخرج، کراچی) نیز بہشتی زیور میں ہے کہ بعض حضرات نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ غلط عقیدہ ہے۔ (مسائلِ روزہ:179، نون الف)

❑❑❑❑

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب سوم: منتخب فتاویٰ

① روزہ اور سحر و افطار سے متعلق بعض ہدایات

کاروبار میں تکلیف سے روزہ نہ رکھنا

(سوال) زید کی عمر اس وقت بہتر سال کی ہے۔ پینتیس سال سے وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ روزہ رکھنے سے ضعف کا احساس ہوتا ہے اور شام کے وقت روزانہ کاروبار میں تکلیف ہوتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے، مگر کاروبار بند کرنا پڑتا ہے اور آرام کرنا پڑتا ہے۔ اس کا کام طبابت ہے، لہٰذا کاروبار بند کرنا بھی مناسب نہیں۔ علاوہ ازیں کاروبار بند کرنے سے روزی روٹی کا بھی سوال ہے۔ اب زید روزہ رکھے اور آرام کرے، یا روزہ نہ رکھ کر فدیہ ادا کرے اور فدیے کی مقدار کیا ہے؟

(جواب) صورتِ مسئولہ میں افطار کی اجازت نہیں ہے، بلکہ زید کو چاہیے کہ روزہ رکھ کر آرام کرے۔ إذا كان عنده ما يكفيه وعياله، لايحل له الفطر؛ لأنه يحرم عليه السوال من الناس، فالفطر اولی۔ (شامی ۲/ ۱۲۵)

اذان سن کر سحری ختم کرنا

(سوال) ہمارے یہاں سحری عام طور پر صبح صادق سے پہلے نہیں بلکہ اذان سن کر ختم کی جاتی ہے۔ اذان تک کھانا پینا، پان تمباکو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اِدھر اذان شروع ہوئی اور اُدھر لوگوں نے جلدی جلدی پان تمباکو تھوک دیا۔ کیا اس طرح روزہ ادا ہو جائے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب شرعاً روزے کا وقت صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ اس لیے صبح صادق کے شروع ہونے سے کچھ پہلے کھانا پینا بند کر کے روزہ شروع کر دیا جائے، تاکہ شرعاً روزہ درست ہو۔ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور اذان وقت کے داخل ہونے کے بعد یعنی صبح صادق ہو چکنے کے بعد دی جاتی ہے۔ اب اگر کھانے پینے کا سلسلہ اذان سن کر ختم کیا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ صبح صادق کے بعد کھانے پینے کی شکل میں ظاہر ہوگا اور یہ چیز روزے کی صحت کے منافی ہے۔ لہٰذا آپ کے یہاں جو رواج ہے اس کو اولین فرصت میں ختم کیا جائے۔

سحری وافطاری کا وقت

سوال ① سحری صبح صادق سے کتنے منٹ قبل کر سکتے ہیں؟ اگر کسی نے صبح صادق تک سحری کھائی تو روزہ ہوا کہ نہیں؟ ② غروبِ آفتاب کے بعد اذان اور افطار کتنے منٹ بعد کرنا چاہیے؟ اگر کسی نے غروبِ آفتاب کے فوراً بعد افطار کر لیا تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں؟ ③ وقتِ عشاء غروبِ آفتاب کے کتنے گھنٹے بعد شروع ہوتا ہے؟ زوال کے بعد وقتِ مکروہ کتنے منٹ تک رہتا ہے؟ ④ اور اذان کتنے منٹ بعد دے سکتے ہیں؟

جواب ① حقیقی صبح صادق جب شروع ہو اس سے پہلے تک سحر کھا سکتے ہیں۔ جہاں صبح صادق نمودار ہونا شروع ہوئی سحر کھانا درست نہیں۔ یہ تو اصل مسئلہ ہوا۔ لیکن عوام بلکہ اکثر خواص بھی حقیقی صبح صادق نہ کبھی دیکھتے ہیں اور نہ اس کی معرفت حاصل ہے، بلکہ عموماً آج کل تقویم پر مدار رکھا جاتا ہے جو حسابی چیز ہے۔ جس میں ایک دو یا زیادہ منٹ کا فرق بھی ہو سکتا ہے۔ اور تمام لوگوں کی گھڑیاں بھی ایک دم درست وقت پر نہیں ہوتیں، بلکہ ان میں بھی پانچ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

منٹ یا زائد کا فرق ہوسکتا ہے۔اس لیے اگر کوئی آدمی تقویم سے معلوم شدہ وقت کے مطابق سحری کرنا چاہتا ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس میں صبح صادق کا جو وقت ہے اس سے دس منٹ پہلے سحر کھانے کا سلسلہ بند کردے ② اگر کسی آدمی نے آفتاب کا آخری کنارہ ڈوبتے ہوئے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور اس مشاہدے کے نتیجے میں غروب کا علمِ قطعی اس کو حاصل ہوگیا، تو اس وقت وہ افطار بھی کرسکتا ہے اور اذانِ مغرب بھی دے سکتا ہے۔لیکن اگر وہ شخص خود مشاہدہ کرنے کے بجائے تقویم پر مدار رکھ رہا ہے تو وہاں بھی وجوہاتِ مندرجۂ بالا کی بنیاد پر پانچ منٹ احتیاط کرے ③ اس کے لیے کوئی متعین وقت نہیں ہے، مقام اور موسم کے لحاظ سے یہ فاصلہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے (کما في احسن الفتاوی ۲/۱۴۶) ④ تقویم میں لکھے ہوئے وقتِ استواءِ شمس کے پانچ منٹ بعد اذان دے سکتے ہیں۔

② روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے اور رکھنے نہ رکھنے سے متعلق بعض مسائل

روزے کی حالت میں عود بتی کا دھواں سونگھنا

سوال مسجد میں افطار سے قبل عود بتی سلگائی جاتی ہے، اس کی دھونی سے کیا کراہت ہے روزے میں؟

جواب بہشتی زیور میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ لکھا ہے کہ لوبان سلگائی، پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا، تو روزہ جاتا رہا۔صرف قضا واجب ہے۔اگر کوئی شخص قصداً خوش بو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا، تو-روزہ یاد ہونے کے باوجود دھوئیں کو داخل کرنا-خواہ کسی بھی صورت سے ہو، روزہ فاسد ہوجائے گا۔دھواں عنبر کا ہو یا اگربتی کا، یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا۔(مسائل روزہ، ص:۷۴)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہاتھ سے منی خارج کرنا مفسدِ صوم ہے یا نہیں

سوال رمضان کے روزے کی حالت میں شہوت کے ساتھ منی کو گرانا یا گرنا، اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اگر ٹوٹتا ہے تو اس کی قضا یا کفارہ دینا ضروری ہوگا یا نہیں؟ لیکن مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً نو یا دس سال سے اس گناہ میں مبتلا ہو تو اس کے لیے کیا کرے؟ توبہ کرنے سے معاف ہوگا یا اتنے سال کے روزے رکھنے پڑیں گے؟ اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا مسکینوں کو کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کے لیے بتائیے، تاکہ وہ شخص ان گناہوں کی وجہ سے اللہ سے ناراض نہ ہو پائے اور عبادت کرنا چھوڑ دے، برائے مہربانی جواب کارڈ پر جلد از جلد دیجیے۔

جواب ہاتھ سے منی خارج کرنا بہت سخت گناہ ہے، حدیث میں اس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۴۵)

روزے میں استھما پمپ لینا

سوال ایک صاحب مرضِ دمہ سے دوچار ہیں۔ ان کو برسوں سے اس مرض میں استھما کا پمپ لینا پڑتا ہے یعنی جب سانس پھولنے لگتی ہے اور سانس لینے میں دشواری اور تکلیف ہوتی ہے اور حالت اس قدر خراب ہوتی ہے کہ وہ کسی کام کے لائق نہیں رہتے، چار قدم چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس حال میں استھما کے پمپ سے ہی تنفس صحیح ہوتا ہے اور حالت قابو میں آتی ہے۔ اس پمپ کے لینے کا طریقہ یہ بتلایا کہ پمپ کو منھ کھول کر چلایا جاتا ہے، صرف ایک بار چلانا کافی ہے، اس سے ہوا نکل کر منہ میں جاتی ہے، اسے منھ میں لے کر منھ بند کر کے ناک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ذریعے سانس نکال دی جاتی ہے۔اس سے سانس کی نالی کی حالت درست ہوکر مرض میں تخفیف وراحت وقتی طور پر ہوجاتی ہے۔آیا اس سے روزے میں خرابی تونہیں آتی ؟ یہ دوا غالباً معدے یا دماغ میں نہیں پہنچتی۔

جواب استھما پمپ سے چلائی جانے والی دوا حلق کی راہ سے دماغ میں پہنچتی ہے، اس لیے اس سے روزہ تو فاسد ہو ہی جاوے گا۔(فتاوی دارالعلوم بحوالہ مسائل روزہ)

طہرِ متخلل والی عورت پر روزہ

سوال طہرِ متخلل کا کیا حکم ہے؟ بعض اوقات خصوصاً رمضان میں یہ صورت پیش آئے تو کیا کرے؟ مثلاً ایک دن یا پہلے دن حیض نظر آیا اور پھر دو تین دن نظر نہ آیا تو حائضہ اس صورت میں روزہ رکھے یا متشابہ للصائم کی طرح رہے۔اور اگر اس نے روزے کی نیت کرلی تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب اس صورت میں اگر بعد میں خون آیا ہے اور درمیان میں ایامِ عادت آگئے تو وہ حیض شمار ہوں گے،روزہ نہ رکھے۔حائضہ روزے دار سے مشابہت بھی اختیار نہیں کرسکتی، بلکہ کھانا کھائے البتہ سب کے سامنے نہ ہو۔

③روزے میں انجکشن وغیرہ کے مسائل

روزے کی حالت میں خون دینا

سوال روزے کی حالت میں اگر کسی کو خون دینے کی ضرورت پیش آجائے-ایک دو بوتل-تو دے سکتا ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب اگر جسم میں خون پہنچانے کا طریقہ وہی ہو جو انجکشن کے ذریعے دوائی پہنچانے کا ہے تو روزے کی حالت میں خون دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

خون دینے کے لیے روزہ توڑنا

سوال ہم بلڈ بینک میں ملازمت کرتے ہیں۔ ہسپتال میں کچھ مریضوں کو حالتِ اضطراری میں خون چڑھایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دو سوالات کے جوابات درکار ہیں؛ ① ڈاکٹری اصول کے تحت خالی پیٹ خون نہیں لیا جاتا ہے اور اس وجہ سے روزے دار کو کھانے کی ہی ہدایت دی جاتی ہے۔ چند لوگوں کے سوا زیادہ تر روزہ توڑ دیتے ہیں۔ ہم لوگ ایسی حالت میں اسلامی نقطۂ نظر سے گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ ② اگر ایسی حالت میں روزہ افطار کرنے کا جواز ہے تو اس کی کیا شکل ہوگی؟

جواب ① ② اس حالت میں شرعاً روزہ توڑنے کا جواز نہیں ہے۔ آپ اگر کسی کو روزہ توڑنے کے لیے کہیں گے تو آپ بھی گنہگار رہوں گے، ایسے لوگوں کا خون رات میں لیا جائے۔

انجکشن سے فسادِ روزہ کا شبہ

سوال انجکشن کے اثرات اگرچہ منافذِ اصلیہ کے ذریعے پیٹ تک نہیں پہنچتے لیکن بعض انجکشن سے قوت وتوانائی حاصل کی جاتی ہے۔ تو کیا روزے دار کے لیے اس کا استعمال درست ہوگا؟ اور کیا ایسا کرنے والے کا روزہ فاسد نہ ہو جائے گا؟

جواب کسی چیز کا بدن کے کسی حصے کے اندر داخل ہو جانا مطلقاً روزے کو فاسد نہیں کرتا، بلکہ اس کے لیے دو شرطیں ہیں: اول یہ کہ وہ چیز جوفِ معدہ میں یا دماغ میں پہنچ جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرے یہ کہ یہ پہنچنا بھی مخارقِ اصلیہ یعنی منفذِ اصلی کے راستے سے ہو۔ اگر کوئی چیز مخارقِ اصلیہ کے علاوہ کسی دوسرے کیمیائی طریقے سے جوفِ معدہ یا دماغ میں پہنچا دی جائے تو وہ بھی مفسدِ صوم نہیں۔ انجکشن کے ذریعے بلاشبہ دوا یا اس کا اثر پورے بدن کے ہر حصے میں پہنچ جاتا ہے، مگر یہ پہنچنا منفذِ اصلی کے راستے سے نہیں بلکہ عروق (رگوں) کے راستے سے ہے۔ یہ راستہ منفذِ اصلی نہیں، اسی لیے گرمی کے موسم میں کوئی شخص اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے تو پیاس کم ہو جاتی ہے کیوں کہ پانی کے اجزا مسامات کے راستے سے اندر جاتے ہیں، مگر اس کو کسی نے مفسدِ صوم نہیں قرار دیا۔ اس سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ گلوکوز وغیرہ کے انجکشن ایسے ہیں کہ ان کے ذریعے بدن کو غذا جیسی قوت پہنچ جاتی ہے، اس لیے ان کا حکم غذا کا سا ہونا چاہیے؟ جواب واضح ہے کہ قوت پہنچانا مطلقاً مفسدِ صوم نہیں، جیسے ٹھنڈک پہنچانا مفسدِ صوم نہیں، بلکہ منفذِ اصلی کے راستے سے کسی چیز کا جوفِ معدہ یا دماغ میں پہنچنا مفسد ہے۔ وہ انجکشن میں نہیں پایا جاتا، اگرچہ قوت اس سے پہنچ جائے۔ (آلات جدیدہ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۶، ۱۵۷)

انجکشن سے عدمِ نقضِ صوم پر اشکال

سوال: انجکشن سے صوم ٹوٹتا نہیں، مقیس علیہ کیا ہے؟ جوف میں وصولِ دوا نہیں اس لیے نقضِ صوم نہیں تو پاگل کتے کے کاٹنے سے انجکشن ناف میں لیتے ہیں تو وہاں غالباً وصول الدواء الی الجوف ہے، تو (کیا) اس وقت نقضِ صوم ہے؟

جواب: انجشکن کے ذریعے دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شرائین یا اوردہ میں اس کا سریان ہوتا ہے۔ جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں دوا نہیں پہنچتی اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فسادِ صوم کے لیے مفطر کا جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جوف یا عروق (شرائین واوردہ) کے جوف میں پہنچنا مفسدِ صوم نہیں۔(امداد الفتاویٰ ۲/۱۴۵)امداد الفتاویٰ جلد دوم ۱۴۵ تا ص:۱۴۷ نیز فتاویٰ محمودیہ ۱۴۳/۳ تا ۱۴۶ اور جلد ۸۷/۱۱ مطالعہ کرلیا جائے۔صرف اس وجہ سے کہ وہ انجکشن ناف میں لگایا جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ دوا جوفِ معدہ میں پہنچے۔پوری تحقیق کرلی جائے۔

④ کان میں پانی جانے، یا کھانے پینے کے بعد روزے کا حکم

روزے کی حالت میں کان میں پانی چلا جانا

سوال اگر صائم حالتِ صیام میں کان میں پانی ڈالے تو اس کا روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ اور نہ ٹوٹنا تو ظاہر ہے، شرح وقایہ کے حاشیے میں لکھا ہے، لیکن ارادةً ڈالے تو بعض جاہل لوگ روزہ ٹوٹ جائے گا بیان کرتے ہیں۔تو برائے کرم روزہ ٹوٹنے کی علت واضح کیجیے اور نہیں ٹوٹتا تو بھی علت بیان کریں، تاکہ جاہلوں کا جہل دور ہو جائے۔

جواب روزے کی حالت میں کان میں پانی چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، لیکن اگر کوئی آدمی قصداً کان میں پانی داخل کرے تو روزے کے فساد اور عدمِ فساد میں دونوں قول ہیں، اس لیے قضا کر لینے میں احتیاط ہے۔أو دخل الماء فی أذنه وإن كان بفعله علی المختار۔ (درالمختار) قال الشامی:(قوله: وإن كان بفعله) اختاره فی الهداية والتبيين وصححه فی المحيط، وفی الولوالجية: أنه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المختار، فصل فی الخانية بأنه إن دخل لا يفسد، وإن ادخله يفسد فی الصحيح؛ لأنه وصل إلى الجوف بفعله، فلا يعتبر فيه صلاح البدن، ومثله فی البزازية واستظهره فی الفتح والبرهان شرنبلالية ملخصا۔ (شامی ۲/۱۰۷)

نسیاناً کھانے کے بعد عمداً کھانا یا جماع کرنا

سوال: مسائلِ روزہ مکتبہ رضی، ص:۵۹ پر لکھا ہے- مسئلہ جانتے ہوئے بھول کر کھانا کھانے کے بعد عمداً جماع کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور عمداً محض کھانا کھانے کی صورت میں صرف قضا ہے- دریافت یہ ہے کہ جب دونوں صورتوں میں عمداً ہے تو پھر دونوں صورتوں میں کفارہ ہونا چاہیے، ایک میں کفارہ اور ایک میں قضا کیوں؟

جواب: صورتِ مسئولہ سے متعلق جو عبارتیں شامی، فتح القدیر وغیرہ میں ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورتوں میں (یعنی بھول کر کھا لینے کے بعد جان بوجھ کر کھانے اور جان بوجھ کر جماع کرنے سے) صرف قضا ہی واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔ وہ عبارتیں یہ ہیں: ومن أكل فی رمضان ناسيا وظن أن ذلك يفطره، فأكل بعد ذلك متعمدا عليه القضاء دون الكفارة؛ لأن الاشتباه استند إلى القياس، فتحقق الشبهة إلخ۔ (هدايه)(قوله ومن أكل فی رمضان ناسيا)أو جامع ناسيا وظن أنه أفطر فأكل أو جامع عامدا، لا كفارة عليه. (فتح القدير ۲/۳۲۵)أكل أو جامع ناسيا، أو احتلم أو أنزل بنظر،أو ذرعه القیء، فظن أنه أفطر فأكل عمدا للشبهة، ولو علم عدم فطره لزمته الكفارة؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

إلا فی مسئلة المتن، فلا کفارة مطلقا علی المذهب، لشبهة خلاف مالك، خلافا لهما کما فی المجمع وشروحه، فقيد الظن إنما هو لبيان الاتفاق. (در مختار) (قوله إلا فی مسئلة المتن) وهی مالو أكل و كذا لو جامع أو شرب؛ لأن علة عدم الكفارة خلاف مالك، وخلافه فی الأكل والشرب والجماع كما فی الزيلعی والهداية وغيرهما. (شامی ۲/۱۱۱) وإنما لم تجب الكفارة بإفطاره عمدا بعد أكله أو شربه أو جماعه ناسيا؛ لأنه ظن فی موضع الاشتباه بالنظير وهو الأكل عمدا؛ لأن الأكل مضاد للصوم ساهيا أو عامدا، فأورث شبهة، و كذا فيه شبهة اختلاف العلماء؛ فإن مالكا يقول بفساد صوم من أكل ناسيا وأطلقه؛ فشمل ما إذا علم بأنه لا يفطره، بأن بلغه الحديث أو الفتوىٰ، أولا وهو قول أبی حنيفة، وهو الصحيح. (بحر الرائق ۲/۳۱۵)

⑤ روزے کے کفارے سے متعلق بعض مسائل

کفارۂ صوم کے تسلسل میں حیض مانع نہیں

سوال: روزے کا کفارہ جو دو مہینے ہیں، اس میں عورتیں کس طرح عمل کریں؟ کیوں کہ وہ تو حیض کی وجہ سے مسلسل روزے نہیں رکھ سکتی ہیں، تو ان کے لیے کیا طریقہ ہے؟

جواب: حیض تسلسل سے مانع نہیں ہے، اس لیے اگر روزوں کے درمیان حیض شروع ہوجائے تو ایامِ حیض کے بعد روزہ رکھنا شروع کردے، البتہ اگر ایامِ حیض کے ختم ہونے کے بعد ایک دن بھی خالی رہا یعنی روزہ نہ رکھا، تو تسلسل باقی نہیں رہے گا اور ازسرِ نو روزہ رکھنا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پڑے گا۔(قوله: بخلاف الحيض) فإنه لا يقطع كفارة قتلها و إفطارها؛ لأنها لا تجد شهرين خاليين عنه الخ۔ (شامی ۲/ ۶۳۱)

کفارے میں گھر کے ملازم کو آزاد کرنا

سوال: اگر کسی نے روزہ فاسد کرلیا تو اس کو روزے کی قضا کرنا اور کفارہ ادا کرنا ضروری ہے؟ اب اس کو ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے؟ اس میں ایک صورت یہ ہے کہ اگر زید نے روزہ فاسد کرلیا اور کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس غلام تو ہے نہیں، البتہ اس کے گھر ایک کام کرنے والا نوکر جیسا کہ عام طور پر گھروں میں ہوتا ہے وہ ہے، تو اب وہ یہ چاہتا ہے کہ اس نوکر کو کام سے نکال دے اور ہر مہینے اس کو تنخواہ دیتا رہے (جتنی تنخواہ وہ پہلے اسے دیتا تھا)، تو اس صورت میں اس کا کفارہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: گھروں میں کام کرنے والا ملازم آزاد ہے، غلام نہیں ہے، اس لیے سوال میں مذکورہ طریقہ اختیار کرنے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ ہمارے دور میں غلام نادر الوجود ہے، اس لیے اب اداءِ کفارہ کی صورت یہ ہے کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ (شامی ۲/ ۱۱۹)

کفارے کے روزے قضا کی طرف سے

سوال: اگر بہت سے روزے توڑے ہیں تو کفارے کے علاوہ ان کی قضا بھی ضروری ہے یا کفارے سے قضا بھی پوری ہو جائے گی؟

جواب: کفارہ الگ ہے اور قضا الگ ہے۔ اگر کئی روزے توڑے ہوں تو ہر ایک کی قضا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الگ الگ ضروری ہے، کفارے کے روزے قضا کی طرف سے کافی نہیں ہیں۔

روزے نہ رکھنے سے کفارہ

سوال: ڈاکٹر صاحب نے مجھے دوا لکھ کر دی اور اس کا وقت دو مہینے تھا اور مسلسل استعمال کرتا تھا، اسی میں رمضان کے کچھ ایام آگئے، جس میں میں نے روزے نہ رکھے۔ کیا مجھے اس کی قضا کرنی پڑے گی- یعنی جیسے کوئی جان بوجھ کر روزہ چھوڑے ان کے لیے ایک غلام آزاد کرنا، دو مہینے کے روزے رکھنا یا ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا- تو کیا مجھے بھی ایسے ہی کرنا پڑے گا، یا خالص روزے رکھنا پڑے گا؟ یہ مجھے مشورہ دیں۔ اگر میں دوا رمضان کے بعد استعمال کرنا چاہتا تو وہ چل سکتا تھا، میں نے شروع کیا اور سامنے رمضان آکر کھڑا ہو گیا، جس میں میرے کچھ روزے (رہ) گئے۔ آپ شریعت کے مطابق مجھے بتائیے، تاکہ میں اس پر عمل کر کے آخرت کے گناہ سے بچ جاؤں۔

جواب: اگر آپ کو ایسی بیماری لاحق تھی جس میں شرعاً روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے، تب تو آپ پر گناہ نہیں ہے، البتہ جتنے روزے ماہِ رمضان کے آپ نے نہیں رکھے، اتنے روزوں کی صرف قضا آپ پر لازم ہے، یعنی دس روزے نہیں رکھے تھے تو اس کی جگہ بہ نیتِ قضا دس روزے رکھ لیجیے۔ اور اگر آپ کو ایسی کوئی بیماری لاحق نہیں تھی تو آپ نے ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھ کر بڑا گناہ کیا، جس کی توبہ ضروری ہے۔ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اس کوتاہی کی معافی مانگیں اور اس صورت میں بھی آپ پر صرف قضا ہی ہے، یعنی جتنے روزے نہیں رکھے اس کی جگہ بہ نیتِ قضا اتنے روزے رکھ لینا کافی ہے۔ آپ پر کفارہ (یعنی غلام آزاد کرنا، ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا وغیرہ) نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑥روزہ افطار کرنے سے متعلق بعض مسائل

مسجد میں افطار کرنا

سوال ہمارے یہاں مدھیہ پردیش میں عام رواج ہے کہ رمضان میں افطار کے وقت تمام لوگ اپنے اپنے گھر سے افطاری کا سامان بنا کر لاتے ہیں اور مسجد کے صحن میں یا جس مسجد میں جگہ نہ ہوتو جماعت خانے ہی میں تمام لوگ افطار کرتے ہیں، آیا یہ فعل کیسا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت ہے یا نہیں؟ اوران کو اس فعل سے روکا جائے یا نہیں؟ اور اگر روکا جائے تو کس طرح کہ عام رواج ہے؟ فتنہ کھڑا ہونے کا اندیشہ ہے۔

جواب رمضان المبارک میں روزے دار کو افطار کرانے پر خاص فضیلت وارد ہوئی ہے اگر لوگوں کا اپنے گھر سے افطاری کا سامان مسجد کے صحن میں لا کر افطار کرنے کا مقصد یہ ہو کہ کوئی مسافر یا غریب مسکین' جو اپنی افطاری کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ بھی شریک ہو جائے اور اس طرح روزے دار کو افطار کرانے کی فضیلت حاصل ہو جائے، تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ البتہ مسجد کے اندر- یعنی جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہے، جو شرعی مسجد کہلاتی ہے، وہاں- بیٹھ کر مقامی لوگوں کا جو معتکف بھی نہیں ہیں، افطار کرنا درست نہیں۔ جو حصہ مسجد سے خارج ہے، وہاں بیٹھ کر افطار کر سکتے ہیں۔ نیز اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ شور وشغب نہ ہو اور اس طرح افطاری لانے کو ضروری اور واجب نہ سمجھا جائے، بہ ایں طور کہ نہ لانے والے پر طعن وتشنیع ہو یا اس کو برا سمجھا جائے، اگر ایسا ہوگا تو پھر روکا جائے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

افطاری اور جماعت میں کتنا فصل ہو

سوال: ①مغرب کی نماز کس وقت ادا کی جائے؟ یعنی جماعت کب کھڑی ہو؟
②افطاری میں دس منٹ ضائع کرنا مناسب ہے یا وقت پر جماعت کھڑی ہونا افضل ہے؟
③متولی حضرات نے جو ۱۰ رمنٹ کا وقفہ دیا ہے افطاری کے لیے، کیا وہ درست ہے؟④کیا متولی حضرات مغرب کے وقت نماز باجماعت میں تبدیل کرسکتے ہیں؟ (من مانی)⑤کیا (جماعت) فرض نماز کے لیے ان لوگوں کا انتظار کرنا درست ہے جو گھر سے افطاری کر کے آتے ہیں؟⑥حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد بزرگانِ دین نے بھی افطاری کے لیے اتنا وقت لیا ہے یا روزے داروں کو دیا ہے، جس سے مغرب کی فرض نماز کو ۱۰ رمنٹ دیری سے پڑھیں؟ ایسی کوئی مثال یا مسئلہ ہو تو بتائیے⑦کیا مغرب کی اذان اور افطاری کے ۱۰ رمنٹ بعد مغرب کی نماز (جماعت) کھڑی ہوئی تو درست ہے؟

جواب ① تا ⑦: اذان و جماعت میں اتنا فصل کیا جائے کہ پابندِ جماعت افطار سے فارغ ہو کر کلّی وغیرہ کر لے اور شروع جماعت سے شریک ہو سکے۔ جو لوگ اپنے مکان پر افطار کرتے ہیں ان کو بھی چاہیے کہ افطار میں زیادہ وقت خرچ نہ کریں اور اپنے انتظار میں تمام حاضرینِ مسجد کو نہ روکے رہیں۔ آپس کی مصالحت سے وہاں کے اعتبار سے- پانچ دس منٹ- جیسا مناسب ہو تجویز کر لیں، اس میں نزاع نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۱۳۴)

افطاری پروگرام میں شرکت

سوال غیر مسلمین کے مرتب ہوئے روزہ افطاری پروگرام میں شریک ہونا کیسا ہے؟ جب کہ ان کی طرف سے کی گئی اس ضیافت میں دیگر مفاسد کے علاوہ حرام مال بھی ہو سکتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب جوافطاری کا پروگرام مفاسد پر مشتمل ہو اس میں شرکت کرنا درست نہیں، چاہے اس کا ترتیب دینے والا غیر مسلم ہو یا مسلمان۔

⑦ روزے کی حالت میں شہوانی افعال اور مسائل

بیوی کے ساتھ لپٹنے سے منی کا خروج

سوال رمضان المبارک کے مہینے میں، دن میں، روزے کی حالت میں، جوانی کے جوش میں زید اپنی بیوی سے صرف لپٹ کر پڑا رہا، جس کی وجہ سے منی خارج ہوگئی۔ (کیا) ایسی حالت میں روزہ ٹوٹ گیا؟ اگر ٹوٹ گیا تو کیا قضا وکفارہ دونوں واجب ہیں؟ اگر اس کا کفارہ ایک روزہ رکھا گیا، تو کفارہ ہوگا یا نہیں؟

جواب ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔ (عمدۃ الفقہ ۳/ ۲۸۲)

تین گھنٹے کے بعد لیس دار مادہ خارج ہوا

سوال رمضان ہی کے مہینے میں روزے کی حالت میں زید نے اپنی بیوی کو پیار کیا، چمٹایا، لیکن اس وقت منی خارج نہیں ہوئی بلکہ تقریباً تین گھنٹے بعد پیشاب کے ساتھ لیس دار مادہ خارج ہوا۔ وہ مذی تھی یا ودی یا منی یا جریان کا قطرہ، اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ (کیا) ایسی حالت میں غسل فرض ہوگیا؟ کیا ایسی حالت میں روزہ ٹوٹ گیا؟ اگر روزہ ٹوٹ گیا تو قضا رکھنی ہوگی یا کفارہ بھی دینا ہوگا؟ اس کا کفارہ کیا ہے؟ یہ بھی بتلا دیجیے۔

جواب اس سے روزہ نہیں ٹوٹا اور غسل بھی واجب نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روزے کی حالت میں پیار کی چند صورتیں

سوال ① اگر عورت نے روزے کی حالت میں مرد کے عضوِ خاص کو پکڑا یا پکڑ وایا، جس سے مرد کو منی نکل آئی، تو روزے کا کیا حکم ہے؟ مرد اور عورت دونوں کے روزوں کی وضاحت فرمائیں، آیا فقط قضا لازم ہے یا کفارہ بھی؟ ② اگر عورت نے روزے کی حالت میں مذکورہ کام کیا جس سے منی تو نہیں نکلی، نکلنے کے قریب تھی کہ مرد نے رد کردی، تو روزہ، غسل وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ ③ اگر خواب کی حالت میں منی نکلنے کے قریب ہو اور فوراً بیدار ہو کر روک دے، تو غسل کا کیا حکم ہے؟ ④ اگر مرد نے عورت کی شرم گاہ میں انگلی داخل کی، تو کیا حکم ہے؟ ⑤ روزے کی حالت میں عورت کے اور اعضا کو مس کرنا جس سے مذی نکلے یا نہ نکلے وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ پستان کو منھ سے چومنے کا کیا حکم ہے؟ روزہ مکروہ ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو تحریمی یا تنزیہی یا فاسد وغیرہ؟ تمام کا حکم وضاحت سے مرحمت فرمائیں۔

جواب ① اس صورت میں مرد کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں ہے، البتہ روزے میں یہ حرکت گناہ ہے۔ توبہ واستغفار دونوں پر لازم ہے۔ ② اگر منی نکلی ہی نہیں یعنی روکنے کی وجہ سے اس وقت نہیں نکلی اور بعد میں شہوت ٹھنڈی پڑ جانے کے بعد بھی نہیں نکلی تو روزہ فاسد نہیں ہوا ہے، اور اگر بعد میں نکلی تو فاسد ہو گیا اور قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔ ③ خواب کی حالت میں منی نکلنا جس کو احتلام کہتے ہیں، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ④ اگر وہ انگلی پانی یا تیل سے تر تھی تو عورت کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر قضا ہے کفارہ نہیں ہے اور اگر خشک انگلی داخل کی تو روزہ ٹوٹا نہیں ہے۔ ⑤ اگر عورت کا بوسہ لیا یا اس کے جسم کا مساس کیا اور اس سے منی نکل آئی تو روزہ فاسد ہو گیا، لیکن صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اور اگر ایسا کرنے سے منی نہیں نکلی تو روزہ فاسد نہیں ہوا، چاہے مذی نکلی ہو یا نہ نکلی ہو۔عورت کا جسم چھونا (جس کی ایک صورت پستان چومنے کی بھی ہے) اس صورت میں مکروہ ہے، جب انزال کا اندیشہ ہو۔

⑧ تراویح کے بعض بنیادی مسائل

تراویح کی جماعت کا ثبوت

سوال حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح جماعت سے نہیں پڑھی تو تراویح جماعت سے پڑھنا کیسے مشروع ہوئی؟ واضح فرمائیں۔

جواب تین رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جماعت سے پڑھی ہے، پھر وجوب کے اندیشے سے ترک فرمادیا۔ بعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہوا۔

ایک ہی مسجد میں متعدد تراویح

سوال جامع مسجد میں اعلان یہ ہوا کہ نیچے کی منزل میں سوا پارہ تراویح میں پڑھا جائے گا، دوسری منزل میں ساڑھے تین پارے تراویح میں دوسرے حافظ اسی وقت میں سنائیں گے۔ آیا ایک ہی وقت میں دو حافظ دو منازل میں علاحدہ علاحدہ قرآن شریف نمازِ تراویح میں سنا سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا ایک حافظ کے پیچھے ایک جماعت مسجد میں ہو رہی ہو تو اسی وقت میں مسجد کے صحن میں دوسرے حافظ کے پیچھے دوسری جماعت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب مسجد میں جماعت کا تعدد مکروہ ہے اور اس کا عموم جماعتِ تراویح کو بھی شامل ہے، لہٰذا یہ بھی مکروہ ہے۔ خواہ ایک ہی وقت میں تراویح کی متعدد جماعتیں ہوں یا مختلف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اوقات میں۔(احسن الفتاوی ۳/۵۲۶)

عشاء بعد تراویح کا اعلان

(سوال) ہمارے یہاں مسجد میں بہت پہلے سے ماہِ رمضان میں عشاء کی اذان سے قبل 'الصلاۃ سنۃ التراویح رحمکم اللہ الصلاۃ' تین دفع مؤذن لاؤڈ اسپیکر میں پکارتا ہے اور عشاء کی ادا فرض کے بعد یہی الفاظ پہلے مؤذن بآواز بلند پکارتا ہے، پھر لوگ تراوتح کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر بعد تراوتح کے 'الصلاۃ واجب الوتر رحمکم اللہ الصلوٰۃ' مؤذن پکارتا ہے، پھر لوگ وتر کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا ان الفاظ کا ثبوت احادیثِ نبوی سے ملتا ہے اور کیا یہ مسنون ہے یا بدعت محض ہے؟

(جواب) خیر القرون میں عرب وعجم میں کثیر تعداد میں جہلا اور نومسلم ہونے کے باوجود سلفِ صالحین سے ایسا اعلان ثابت نہیں، حالاں کہ وہ حضرات اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادت کی درستگی میں بڑے حریص تھے۔ فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے جیسے مسافر امام کو خصوصی تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع دے دے، چاہے نماز سے پہلے ہو یا بعد میں کہ 'میں مسافر ہوں'، کیوں کہ یہاں ضرورت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ مباح چیزوں کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابیوں کے سوا اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھنا تحریفِ دین ہے۔(ازالۃ الخفاء، ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ۱/۲۴۵، ۲۴۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح میں سامع

سوال نمازِ تراویح میں جو حافظ قرآن پاک سناتا ہے، اس کے پیچھے اگر سامع نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ آیا سامع کا ہونا شرعاً کیسا ہے؟

جواب اگر پڑھنے والے کا حفظ پختہ ہے، تو سامع ضروری نہیں۔ (احسن الفتاوی: ۳/۵۲۱)

تراویح میں نابالغ کی امامت

سوال ایک بچے کے ۲۲ / پارے ہو گئے ہیں، اور ۱۲ / سال کی عمر ہے، تیرھویں سال میں چل رہا ہے اور قد بہت چھوٹا ہے، یعنی گِڈّا ہے۔ یہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب تیرہ سال کا بچہ اگر اس کو احتلام وانزال نہیں ہوا ہے تو نابالغ ہے اور نابالغ کے پیچھے بالغ کی نماز درست نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ تراویح میں امامت نہیں کرا سکتا۔ البتہ اگر اس کو انزال ہو چکا ہے تو وہ بالغ ہے، اس صورت میں وہ تراویح میں بھی امام بن سکتا ہے۔

⑨ تراویح سے متعلق چند ضروری مسائل

مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ تراویح پڑھنا

سوال بہت سے لوگ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز اور تراویح دکان پر، کمپاؤنڈ میں، گیرج میں اور مکان کی چھت پر پڑھتے ہیں- مسجدوں کے ہوتے ہوئے- (کیا) یہ جائز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؟ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں آخری سانس تک مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کی ہے۔اس کو واضح فرمائیں۔

جواب تراویح کی نماز میدان میں یا مسجد کے علاوہ دوسری جگہ میں بھی باجماعت پڑھی جاسکتی ہے، البتہ عشاء کے فرض مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

چودہ سالہ حافظ کی اقتدا میں تراویح

سوال نمازِ عشاء شافعی مسلک والے شخص نے پڑھائی، تراویح چودہ سالہ حافظ نے پڑھائی اور وتر کی نماز پندرھواں سال شروع ہے ایسے حافظ نے پڑھائی۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب جس چودہ سالہ حافظ نے تراویح پڑھائی اگر وہ نابالغ تھا (یعنی علامتِ بلوغ اس میں ظاہر نہیں ہوئی تھی) تو وہ تراویح درست نہیں ہوئی، اور اگر اس میں کوئی علامتِ بلوغ ظاہر ہو چکی تھی (مثلاً انزال واحتلام ہوگیا تھا) تو تراویح درست ہوگئی۔

تراویح میں امام حنفی ہو یا شافعی؟

سوال حنفی مسلک کے مسلمان جس بستی میں ہیں وہاں پر تراویح کے لیے حنفی مسلک کا حافظ یا شافعی مسلک کا حافظ ان دونوں میں کون سا بہتر ہوگا؟

جواب جب حافظ حنفی میسر ہے تو اس کو بڑھایا جائے۔أن الإقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض أفضل من الإنفراد.إذلم یجد غیرہ؛ وإلا فالإقتداء بالموافق أفضل۔ (شامی ۱/۴۱۷)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا نابالغ بچہ تراویح میں لقمہ دے سکتا ہے

سوال جو بچہ ابھی نابالغ ہے لیکن حافظِ قرآن ہے، یہ بچہ اگر پاکی ناپاکی کا خیال رکھتے ہوئے امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہو کر امام کو تراویح میں لقمہ دے تو امام کی نماز میں خلل آئے گا، یعنی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب مراہق تراویح میں سامع کی ذمّے داری ادا کر سکتا ہے، بلکہ کوئی اور سامع نہ ہو تو اس کو پہلی صف میں بھی کھڑا کر سکتے ہیں۔

لقمہ دینے میں جلدی کرنا

سوال اکثر حفاظ تراویح کی نماز میں لقمہ دینے میں جلد بازی کرتے ہیں۔ کبھی تو امام پڑھتا ہے لقمہ دیتے ہیں، آیت پوری کرنے نہیں دیتے، مثلاً تیسرے پارے کی تلاوت حفاظ کر رہے ہیں ﴿یأیها الذین اٰمنوا أنفقوا مما رزقنكم من قبل أن یأتي یوم لا بیع فیه﴾ پڑھنے کے بہ جائے ﴿یأیها الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما كسبتم﴾ یہیں تک پڑھا، آیت پوری نہیں کی، فوراً لقمہ دیا۔ مطلب کہ امام کو سوچنے کا موقع نہیں دیتے۔ لہٰذا صحیح طریقہ لقمہ دینے کا جواب (میں) مرحمت فرمائیں۔

جواب جب امام نے ﴿یأیها الذین اٰمنوا أنفقوا مما رزقنكم﴾ پڑھنے کے بجائے ﴿من طیبٰت ما كسبتم﴾ پڑھا، تو یہ بات طے ہوگئی کہ امام غلط رخ پر پڑ گیا۔ اب وہ اپنی اس غلطی میں مزید آگے بڑھے اس سے بچانے کے لیے سامع لقمہ دے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس میں کیا حرج ہے؟ بہر حال! مسئولہ صورت میں لقمہ دینے والے نے جلد بازی سے کام لیا یہ کہنا درست نہیں۔ جہاں بھی امام کا غلط پڑھنا متعین ہو جائے، تراویح میں لقمہ دیا جاسکتا ہے، البتہ فرائض میں جس دوسری آیت کو پڑھ رہا ہے وہ صحیح ہے، تو عجلت سے کام نہ لے۔

⑩ تراویح میں پیش آنے والے بعض مسائل

تین رکعت پڑھادی

سوال تراویح کی دو کے بجائے امام نے تین رکعت پڑھی اور سجدۂ سہو کیا تو دوبارہ دو رکعت تو پڑھے گا لیکن وہ مقدارِ قرآن جو اس نے ان دو رکعتوں میں پڑھا ہے، کیا اسے دوبارہ پڑھنا پڑھے گا یا اس سے آگے پڑھے گا؟

جواب اگر دوسری رکعت پر قعدہ کیے بغیر تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا تھا اور تیسری پر قعدہ کرکے سلام پھیرا، تو تراویح کی وہ دو رکعت معتبر نہ ہوئی۔ اعادہ ضروری ہے۔ اور جو قرآن اس میں پڑھا گیا ہے اس کا لوٹانا بھی ضروری ہے۔ (بحوالہ ردالمحتار، فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۴۲۰)

اگر ایک ہی رکعت ہوئی

سوال تراویح میں غلطی سے دو رکعت کے بجائے ایک ہی رکعت ہوئی اور اس میں دو تین رکوع پڑھ لیے۔ پھر نماز نہ ہونے کی وجہ سے دو رکعتیں امام صاحب نے دوہرائیں، مگر ایک رکعت میں پڑھا ہوا قرآن دہرایا نہیں۔ تو کیا دوہرانا لازم ہے اور نہ دوہرانے کی صورت میں قرآن ناقص رہے گا؟

جواب صورتِ مسئولہ میں قرآن مجید کی وہ مقدار بھی لوٹانی پڑے گی، جو ایک رکعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں پڑھی تھی، ورنہ قرآن مجید ناقص رہے گا۔

تراویح علاحدہ، لیکن عشاء مسجد میں

(سوال) رمضان کی تراویح کے سلسلے میں فتاویٰ کی روشنی میں اتنی تو گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ محلے کی مسجد چھوڑ کر ایک دوسری جماعت الگ سے بنالی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ حفاظِ کرام کو قرآن سنانے کا موقع مل سکے۔ لیکن اس کے ساتھ مفتیانِ کرام یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ عشاء کی فرض نماز با جماعت مسجد ہی میں سب ادا کریں، اس کے بعد تراویح کی دوسری جماعت کرنے والے چاہیں تو مسجد سے الگ دوسری جگہ اپنی جماعت کرلیں۔ اس سلسلے میں آں جناب کی رائے معلوم ہو جاوے کہ واقعی عشاء کی نماز سب کو مسجد ہی میں پڑھنی ہوگی یا اس میں کوئی گنجائش بھی ہے کہ جہاں تراویح سنانا ہو وہاں عشاء پڑھی جاسکے۔

(جواب) عن عبداللہ قال: من سرہ ان یلقی اللہ تعالیٰ غدا مسلما فلیحافظ علی ھؤلاء الصلوات حیث ینادی بھن، فانّ اللہ شرع لنبیکم سنن الھدیٰ، وانھن من سنن الھدی، ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھٰذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم، ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم، وما من رجل یتطھر فیحسن الطھور ثم یعمد الی مسجد من ھذہ المساجد الا کتب اللہ لہ بکل خطوۃ یخطوھا حسنۃ، ویرفعہ بھا درجۃ، ویحط عنہ بھا سیئۃ۔ ولقد رأیتنا وما یتخلف عنھا الا منافق معلوم النفاق، ولقد کان الرجل یؤتی بھا یھادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف۔ (مسلم شریف مع فتح الملھم ۲/۲۲۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدی: ارادوا بالتاكيد الوجوب ...وقيل واجبة، وعليه العامة ای عامة مشائخنا، وبه جزم فی التحفة وغيرها، قال فی البحر: وهو الراجح عند اهل المذهب۔ (در مختار علی هامش الشامی)قوله قال فی البحر الخ،وقال فی النهر: هو اعدل الاقوال واقواها۔. (شامی ۱/۴۱۰)

قرونِ شہود لہا بالخیر بلکہ اس کے بعد بھی اسلافِ امت میں غیر مساجد میں بدون عذر اقامتِ جماعت بالخصوص علی سبیل العادۃ کی کوئی نظیر نہیں ملتی، صرف یقینی منافق اور شدید مریض ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں گذرا۔ غرض یہ کہ احادیثِ صحیحہ اور اسلافِ امت کے تعامل اور عباراتِ فقہاء رحمۃ اللہ علیہم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے، البتہ معذورین مستثنیٰ ہیں۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳) احقر کے نزدیک بھی گھر میں تراویح کی جماعت کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ عشاء کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑪ تراویح ضرور پڑھیں لیکن ان باتوں کا خیال رکھیں

مروجہ شبینہ

سوال شبینہ مائک پر پڑھنا جائز ہے؟ پڑھنے والا اور سننے والے دونوں بیٹھے رہتے ہیں۔

جواب مروجہ شبینہ میں بہت سی ایسی باتیں شامل ہو چکی ہیں، جن کی وجہ سے یہ ممنوع ہے۔

پانی پر دم کرنا یا کروانا

سوال اسی طرح ماہ رمضان میں ۲۳ر کی شب کو تراویح اور وتر سے فراغت کے بعد امام صاحب سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم کی تلاوت بآوازِ بلند لاؤڈ اسپیکر پر کرتے ہیں، پھر اختتام تلاوت کے بعد پانی پر امام صاحب دم کرتے ہیں اور سبھی لوگ اس کو تبرک سمجھ کر پینے کے لیے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کیا ان دونوں سورتوں کو ماہِ رمضان کی ۲۳ / شب کو پڑھنا درست ہے اور یہ طریقہ جو رائج ہے، مسنون ہے یا محض بدعت ہے؟ برائے کرم دونوں مسئلوں کا جواب دلائل کے ساتھ مفصل عنایت فرمائیں۔ نوٹ: امام صاحب کے انکار پر ذمے دارانِ مسجد امام صاحب کو زجر و توبیخ کرتے ہیں اور ان کو ان افعال کے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

جواب سوال میں مذکور طریقے پر سورۂ روم اور سورۂ عنکبوت کی جہراً تلاوت اور پانی پر دم کرنا (اور اس کو ضروری سمجھنا کہ امام صاحب کے انکار پر ان کو زجر و توبیخ کا نشانہ بنایا جاتا ہے) بے اصل ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ مجتہدین وسلفِ صالحین سے ثابت نہیں۔ اس کو ضروری سمجھ کر اس پر مداومت کرنا بدعت ہے، اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرأت کے بعد دعا

سوال ایک امام تراویح کی آخری رکعت میں روزانہ قرأت سے فراغت کے بعد نماز میں ہی دعا کرتا ہے۔منقول وغیر منقول۔تو کیا اس سے نماز میں کوئی نقصان آئے گا یا ایسا کر سکتے ہیں؟

جواب اگر غیر منقول کلامِ ناس کے مشابہ نہیں ہے تو نماز تو فاسد نہیں ہوگی،لیکن اس وقت دعا نہیں کرنا چاہیے۔

بہ اعتبارِ سُوَر قرآن پڑھنا

سوال ایک امام تراویح میں پارے کے حساب سے نہیں بلکہ سورتوں کے حساب سے تراویح پڑھاتا ہے۔تیسری تراویح میں سورۂ آل عمران،چوتھی میں سورۂ نساء۔مطلب چھوٹی ہو تو ایک کے ساتھ دوسری تیسری ملاتا ہے اور بڑی ہو تو ایک،روزانہ اوسط ایک سوا پارے کے قریب ہی ہوتا ہے۔تو اس بارے میں مفتیانِ کرام کی کیا رائے ہے؟

جواب ایسا کر سکتا ہے،بلکہ اقرب الی السنۃ ہے۔

تسبیحات اور تشہد ترک کرنا

سوال ایک شخص تقریباً دو سال سے رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتا ہے،لیکن پوری تراویح میں رکوع وسجود کی تسبیحات کبھی نہیں پڑھتا اور نہ ہی قعدے میں تشہد درود شریف پڑھتا ہے۔تھوڑی دیر خاموش بیٹھ کر سلام پھیر دیتا ہے۔تو کیا ایسی صورت میں تراویح ہوئی؟ اگر ہوئی تو کیا واجب الاعادہ ہے؟ اس کی تلافی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ مقتدیوں کی نماز کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا حکم ہے؟ ہر شخص پریشان ہے۔کوئی ایسا راستہ بتائیں کہ نجات بھی مل جائے اور رسوائی بھی نہ ہونے پائے۔

جواب رکوع سجدے کی تسبیحات تو سنت ہیں لیکن تشہد واجب تھا،جس کو قصداً چھوڑنے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے،البتہ وقت گذرنے کے بعد اب توبہ ہی ہے۔

⑫ تراویح سے متعلق چند ہدایات

قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا

سوال جہاں سعودی عرب میں تراویح میں امام صاحب قرآن پاک دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں،تو اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟ اور پیچھے پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب احناف کے نزدیک یہ نماز درست نہیں۔اس لیے حنفی مقتدی کو چاہیے کہ ایسے امام کی اقتدا نہ کرے۔

قرآن شریف دیکھ کر لقمہ دینا

سوال ایک عالم صاحب نے یہ بھی بتایا کہ حرم شریف میں تراویح کی نماز میں امام صاحب تو قرآن مجید حفظ پڑھتے ہیں لیکن سامع میں سے بعض حضرات قرآن مجید میں دیکھ کر لقمہ دیتے ہیں۔ اگر امام صاحب ان کا لقمہ صحیح ہونے کی بنا پر لے لیں تو اگر حنفی مقتدی (باوجود جاننے کے کہ قرآن مجید میں دیکھ کر لقمہ دیا جاتا ہے اور امام صاحب لے لیتے ہیں) نماز پڑھے،تو اس کی نماز ہوجائے گی؟ اور اگر حنفی مقتدی نہ جانے اس صورت میں اس کی پڑھی ہوئی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب اگر لقمہ دینے والے نے قرآن میں دیکھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ لقمہ قبول کیا اور یہ چیز حنفی مقتدی کو یقینی طور معلوم ہوئی، تب تو تراویح کی ان دو رکعتوں کا اعادہ کرے، ورنہ نماز ہوگئی۔ صرف احتمال کی وجہ سے اعادے کا حکم نہیں لگائیں گے۔

۲۸/ اور ۲۹/ کی تراویح میں کون سی سورتیں

سوال ۲۸/ اور ۲۹/ رمضان کی صلوٰۃ التراویح میں قرآنِ کریم کی کئی سورتوں کی تلاوت کرنا، بلکہ سورۃ الفیل سے سورۃ الناس تک کی تلاوت کرنا سنت ہے؟

جواب کوئی سورت متعین نہیں ہے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ **وقیل: یصلیها ویقرأ فیها ما شاء ذکره فی الذخیرة.** البتہ سورۂ فیل تا آخر کا پڑھنا مستحسن ہے۔ **وبعضهم سورة الفیل أی البداءة منها ثم یعیدها وهذا أحسن لئلا یشتغل قلبه بعدد الرکعات، قال فی الحلیة: وعلی هذا استقر عمل أئمة اکثر المساجد فی دیارنا۔ الخ** (شامی ۱/۵۲۳)

تراویح اور وتر کے درمیان دعا کرنا

سوال بعد التراویح قبل الوتر عربی ادعیہ کے ساتھ اردو ادعیہ بھی کر سکتے ہیں؟ اور فی زمانتا دو تین "ربنا" پڑھ کر دعا ختم کر دیتے ہیں تو کیا کچھ لمبی دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب جیسے فرائض کے بعد دعا ہوتی ہے، ایسے ہی اس میں بھی کیا جائے، اس لیے کہ دلیل دونوں کی ایک ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ختمِ قرآن کے بعد کیا پڑھنا افضل ہے؟

سوال: تراویح میں ختمِ قرآن کے بعد بقیہ ایامِ تراویح میں سورۂ رحمن پڑھنا- اس طرح کہ چند آیتیں ہر رکعت میں پڑھی جائیں- افضل ہے یا مکمل سورت ہر رکعت میں، مثلاً الم ترکیف سے آخر قرآن تک؟

جواب: ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے اور اگر ہر رکعت میں چند آیتیں پڑھ لیں، تو یہ بھی بلا کراہت جائز ہے۔(کبیری، ص ۴۹۳ و ۴۰۷)

⑬ خواتین اور نمازِ تراویح اور اُن کی جماعت

عورتوں پر بھی تراویح ہے

سوال: رمضان المبارک کے ماہ میں اکثر مقامات میں مستورات نمازِ تراویح سے محروم رہتی ہیں، لیکن ایک مولوی صاحب نے یہ حکم رمضان المبارک میں نافذ کیا تھا کہ عورتیں بعد صلوٰۃِ عشاء قبلِ وتر ۲۰/ رکعات نفل کی نیت سے ادا کرلیں، ان شاء اللہ تراویح کے قائم مقام ہوجائے گی۔ تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: نمازِ تراویح کی مسنونیت مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہے، اس لیے عورتوں کو بھی چاہیے کہ ماہِ رمضان المبارک میں اس کا اہتمام کریں۔ بہشتی زیور میں ہے- مسئلہ: رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے، اس کی بھی تاکید آئی ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشاء کی فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعات تراویح پڑھے، چاہے دو رکعت کی نیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باندھے، چاہے چار چار رکعت کی، مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے۔ جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔ (بہشتی زیور اختری ۲/ ۲۹)

عورتوں کے لیے تراویح اور اس کی جماعت

سوال: عورتوں کے لیے تراویح کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں ایک مفتی صاحب نے مسئلہ شائع کیا ہے کہ جمعہ وعیدین اور تراویح عورتوں کے لیے سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں، کیا یہ درست ہے؟ اگر کوئی بالغہ حافظہ ہو اور گھر میں عورتوں کی جماعت میں قرآن سنانا چاہے تو (کیا) اس کا جواز ہے؟ کیا اس کے لیے تداعی جائز ہے؟

جواب: تراویح جس طرح مَردوں کے لیے سنت ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی سنت ہے۔ درمختار میں ہے: التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً۔ (درمختار علی ھامش الشامی ۱/ ۵۲۰) تراویح صرف مَردوں کے لیے بتلانا روافض کا قول ہے۔ (قوله: إجماعاً) راجع إلى قول المتن سنة للرجال والنساء، وأشار إلى أنه لا اعتداد بقول الروافض أنها سنة الرجال فقط على ما في الدر والكافي الخ۔ (شامی ۱/ ۵۲۰) تنہا عورتوں کی جماعت (چاہے تراویح ہی کیوں نہ ہو) مکروہ ہے۔ ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح۔ (درمختار) (قوله: يكره تحريماً) صرح به في الفتح والبحر۔ (قوله: ولو في التراويح) أفاد أن الكراهة كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا أو نفلا۔ (شامی ۱/ ۴۱۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہاؤس کی تراویح میں عورتوں کی شرکت

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑے احاطے میں ایک بڑا ہاؤس ہے، جس میں ہماری برادری کے تقریباً ۵۰-۶۰ مکانات (فلیٹ) ہیں، جس میں ہم رمضان المبارک میں احاطے کی ایک کھلی جگہ میں تراویح ادا کرتے ہیں۔ جس کا ایک فایدہ تو یہ ہے کہ جو حضرات مسجد کے دور ہونے کی وجہ سے تراویح ترک کردیتے تھے، وہ لوگ ہاؤس میں ادا کرلیتے ہیں۔ قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ جس جگہ مرد تراویح پڑھتے ہیں، اس کے متصل میں ایک حجرہ ہے، جس میں ہاؤس کی خواتین بھی پردے کے اہتمام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شرکت کرتی ہیں، کیوں کہ مشاہدہ ہے کہ ۹۰ / فیصد خواتین گھر میں تراویح نہیں پڑھتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں شرعاً عورتوں کی تراویح میں شرکت اور ان کی تراویح کی نماز کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: عورتیں اگر اسی ہاؤس کی ہوں کہ ان کا حجرے میں تراویح کے لیے آنا خروج عن المکان نہ ہو تو ان کی یہ شرکت درست ہے، ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ عورتوں کے لیے جماعت میں شرکت کی ممانعت کی علت جو فقہاء نے بتلائی ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے گھروں سے نکلنے ہی میں فتنہ ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر علتِ ممانعت وکراہت یعنی خروج عن المکان - جو سببِ فتنہ ہے - نہیں پائی جاتی، تو حکم یعنی ممانعت وکراہت بھی نہیں۔ أما المرأة فلأنها مشغولة بخدمة الزوج، ممنوعة عن الخروج إلى محافل الرجال؛ لكون الخروج سببا للفتنة، ولهذا لا جماعة عليهن، ولاجمعة عليهن أيضاً۔ (بدائع الصنائع ۱/۲۵۸) ولا يباح للشواب منهن الخروج إلى الجماعات بدليل ماروى عن عمر انه نهى الشواب عن الخروج، ولان خروجهن إلى

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجماعة سبب للفتنة، والفتنة حرام، وما أدى إلى الحرام فهو حرام. (بدائع الصنائع ۱/۱۵۷) البتہ اگر ہاؤس کی عورتوں کی اس شرکت میں دوسری کوئی ایسی خرابی پائی جاتی ہو، جو علتِ ممانعت بن سکتی ہے، تو اس صورت میں ان کی یہ شرکت درست نہ ہوگی۔

⑭ ترویحے کی مروج دعاؤں سے متعلق وضاحت (پہلی قسط)

ترویحے کی دعائیں

(سوال) ماہِ رمضان المبارک کے موقع پر شہر مدراس اور جنوبی ہند کی اکثر مساجد میں نماز تراویح کی ہر دو اور چار رکعتوں کے درمیان کچھ دعائیں، تسبیحات اور صلوات کے نام سے پڑھنے کا رواج ہے، یہ تسبیحات اجتماعی طور پر بالجہر بلند آواز سے پڑھنے کا معمول ہے، ملاحظہ کیجیے، ان تسبیحات کو بعینہ آپ کے سامنے نقل کیا جاتا ہے: ① پہلے دوگانہ کے بعد اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ "فضل من الله ونعمة ومغفرة ورحمة وعافية وسلامة، لاإله إلا الله والله أكبر، الله أكبرولله الحمد۔ (برخواجۂ عالم صلوات اللهم صل وسلم وبارك عليه) ② پہلے ترویحے کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمدا عبده ورسوله، پھر دعا کے بعد اس کو ایک بار پڑھا جاتا ہے، البدر محمد مصطفى صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم، والله أكبر الله اكبر، ولله الحمد۔ (برخواجۂ عالم صلوات) ③ دوسرے ترویحے کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد، وبارك وسلم وصل على جميع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الأنبياء والمرسلين والملئكة المقربين وعلى كل ملك برحمتك يا ارحم الراحمين۔ پھر دعا کے بعد پڑھتے ھیں: خليفة رسول الله بالتحقيق خير البشر بعد الأنبياء بالتصديق أمير المومنين أبوبكر الصديق لا إله إلا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد۔ (برخواجۂ عالم......) ④ تیسرے ترویحے کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: سبحان الله والحمدلله ولا إله إلا الله والله أكبر ولاحول ولاقوة إلا بالله العلى العظيم۔ پھر دعا کے بعد پڑھتے ھیں: مزين المنبر والمحراب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لا إله إلا الله والله أكبر. الله أكبر ولله الحمد. (برخواجۂ عالم صلوات......) ⑤ چوتھے ترویحے کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: سبحان الله وبحمده سبحن الله العظيم وبحمده استغفر الله ربى من كل ذنب وخطيئة وأتوب إليه۔ پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: جامع القرآن كامل الحياء والايمان ذو النورين أمير المؤمنين عثمان بن عفان لا إله إلا الله والله أكبر. الله أكبر ولله الحمد. (برخواجۂ عالم صلوات......) ⑥ پانچویں ترویحے کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: استغفر الله، استغفر الله استغفر الله العلى العظيم الذى لااله الا هو الحى القيوم، غفار الذنوب، ستار العيوب، علام الغيوب، كشاف الكروب، يا مقلب القلوب والابصار وأتوب اليه"، پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: أسد الله الغالب مظهر العجائب والغرائب، امام المشارق والمغارب أمير المؤمنين على بن أبي طالب لا إله إلا الله والله أكبر. الله أكبر ولله الحمد۔ (برخواجۂ عالم صلوات......)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس سلسلے میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ① ان تسبیحات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ان تسبیحات کو تراویحات میں پڑھنا درست ہے؟ ② کیا قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتعاملِ سلف سے ان تسبیحات کا ثبوت ملتا ہے؟ ③ کیا صحابہ وتابعین اور تبعِ تابعین، فقہائے کرام اور ائمۂ مجتہدین کے مبارک زمانے میں ان تسبیحات کا رواج رہا؟ ④ اگر نہیں، تو یہ کس کی ایجاد ہے؟ اور اس کا رواج مسلمانوں کے درمیان کب سے شروع ہوا؟ ⑤ مصلیوں کو ان ہی تسبیحات کا پابند بنانا کیسا ہے؟ ⑥ کیا یہ تسبیحات تراویح کے لیے جزوِ لازم ہیں؟ ⑦ ان تسبیحات کو ترک کر دینے پر اعتراضات کرنا اور اختلافات پیدا کرنا اور اس رواج کو برقرار رکھنے پر اصرار کرنا شرعاً کیسا ہے؟ ⑧ ان تسبیحات کے بغیر تراویح کو ناقص ونامکمل سمجھنا کیسا ہے؟ ⑨ تراویح کے سلسلے میں قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کیا کوئی خاص دعا یا کوئی مخصوص تسبیح منقول ہے؟ ⑩ اگر قرآن وسنت سے کوئی تسبیح اور دعا منقول ہو تو اس کو کس طرح پڑھا جائے؟ کیا اجتماعی طور پر بلند آواز سے یا انفرادی طور پر الگ الگ آہستہ آواز سے؟ ان دونوں میں افضل اور اولیٰ طریقہ کون سا ہے؟ وضاحت بیان فرمائیں۔ ⑪ ہر چار رکعت (ترویحے) کے بعد دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا ہر ترویحے پر دعا ضروری ہے؟ یا آخر میں صرف ایک مرتبہ دعا کر لینا کافی ہے؟ گزارش ہے کہ مندرجۂ بالا سوالات کے سلسلے میں شرعی احکام کی وضاحت فرمائی جائے۔

جواب تراویح کے متعلق اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: یہ سب باتیں سنت کے مطابق نہیں ہیں، رسمی ورواجی ہیں، لہٰذا قابلِ ترک ہیں۔ دو رکعت پر ترویحہ نہیں ہے، البتہ چار رکعت کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ترویحہ ہے اور اس قدر بیٹھنے کا حکم ہے کہ نمازیوں پر بار نہ گذرے۔ اور اس میں اجتماعی ذکر اور دعا نہیں ہے، لوگ انفرادی طور پر جو چاہیں پڑھیں۔ چاہے تلاوت کریں یا نفل پڑھیں یا ذکر واذکار میں مشغول رہیں یا درود شریف پڑھتے رہیں یا خاموش بیٹھے رہیں۔ سب جائز ہے۔ ایک چیز کا سب کو پابند بنا دینا شریعت کی دی ہوئی آزادی پر پابندی لگانا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۳۹۰،۳۹۱)

⑮ ترویحے کی مروج دعاؤں سے متعلق وضاحت (آخری قسط)

اب آپ کے قائم فرمودہ سوالات کے جوابات بالترتیب عرض ہیں: ① ان تسبیحات کا کوئی ثبوت بوقتِ تراویح مخصوص طور پر قرآن وحدیث یا کتبِ فقہ سے نہیں، محض رسمی و رواجی ہیں ② جواب ا ر کے مطابق ③ نہیں ④ معلوم نہیں ⑤ درست نہیں ⑥ نہیں ⑦ ناجائز اور گناہ ہے ⑧ جہالت ہے ⑨ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی کے حوالے سے یہ تسبیح نقل فرمائی ہے: سبحان ذی الملك والملكوت، سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحی الذی ولا يموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لا اله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذبك من النار۔ (شامی ۱/ ۵۲۲) لیکن یہ بھی سنت یا واجب نہیں ہے ⑩ مذکورہ تسبیح قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ فقہا نے اس کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور اس کو بھی ہر نمازی انفرادی طور پر آہستہ آہستہ پڑھے، اجتماعی طور پر جہراً پڑھنا درست نہیں ہے۔ ہر نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ تسبیح پڑھے، تلاوت کرے، نفل پڑھے یا خاموش رہے۔ يخيرون بين تسبيح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقراءۃ وسکوت وصلوۃ فرادی. (درمختار علی امش الشامی ۱ / ۵۲۲) اجتماعی طور پر جہراً پڑھنے سے شریعت کا دیا ہوا اختیار اور آزادی مجروح ہوتی ہے ⑪ امام اور مقتدی کا مل کر ہر ترویحہ کے بعد دعا کرنا سنت کے مطابق نہیں۔ انفرادی طور پر جو دعا کرنا چاہے کرسکتا ہے، اس لیے ہر ترویحہ کے بعد اجتماعی دعا کو ضروری سمجھنا اور اس میں حصہ نہ لینے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱ / ۳۴۷)

حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ہر چار رکعت تراویح کے بعد استراحت مستحب ہے اور اس وقت اس کو اختیار ہے کہ چاہے تلاوت کرے، چاہے تسبیح وتہلیل، درود پڑھے، دعا کرے، چاہے نوافل پڑھے۔ لیکن دعا کا التزام کرنا اور مجموعی حیثیت سے دعا پر اصرار کرنا، تارک پر ملامت کیا جانا منع ہے، کیوں کہ شریعت میں اس کا ثبوت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲ / ۳۶۱) البتہ تراویح کی بیس رکعات پر دعا مانگنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲ / ۳۶۲) لیکن اس کو بھی ضروری نہ سمجھے اور نہ مانگنے والے پر ملامت نہ کرے۔

مروّجہ دعائے ترویحہ اور اسے دیوارِ قبلہ پر لٹکانا

(سوال) بہت سی مساجد میں آج کل نمازِ تراویح کے ترویحے کی مشہور دعا: "**سبحان الملك القدوس إلخ**" بڑے بڑے حروف میں لکھ کر نمازیوں کے سامنے قبلے والی دیوار پر چسپاں کی جاتی ہے۔ جہاں تک بندے کی نظر سے یہ مسئلہ گذرا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی نے نماز میں مکتوب کو پڑھ لیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، نیز ایک قول شاید یہ بھی ہے کہ اگر پڑھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں صرف اس کا معنی سمجھ لیا تو بھی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔لہٰذا ان حالات میں اس دعا کو سامنے رکھنا کیسا ہے؟ نیز اس دعا کی کیا حیثیت ہے؟ آج کل سلفیوں کی طرف سے 'نمازِ نبوی' ایک کتاب آئی ہے، اس میں لکھا ہے کہ یہ دعا کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں ملتی اور ہمارے علمانے جہاں پر اس کو لکھا ہے وہ بھی صرف شامی کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔لہٰذا اس دعا کو کتنی اہمیت دی جائے؟ اس کے برخلاف تراویح کے ترویحے میں کون سے اعمال قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اس سے بھی مطلع فرمائیں۔

جواب فقہانے یہ لکھا ہے کہ تراویح کے ترویحے میں یعنی چار رکعات کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا نفل پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا کچھ نہ پڑھے۔تراویح میں چار رکعات کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت یا حدیث میں نہیں ملتا، البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ترویحے کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔بہر حال! اس ذکر کو اس انداز سے دیوارِ قبلہ پر لٹکانا کہ دورانِ نماز نمازیوں کی نظر اس پر پڑے، مناسب نہیں۔لیکن اگر کسی نے یہ پڑھ بھی لیا، تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

⑯ تراویح کی تعدادِ رکعات اور اس میں ختمِ قرآن کی حیثیت

تراویح میں ختمِ قرآن کی شرعی حیثیت

سوال: تراویح میں قرآن سنناافضل ہے یا کہ الم ترکیف سے تراویح افضل ہے؟

جواب صحیح مذہب اور قولِ اصح یہ ہے کہ تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا سنتِ مؤکدہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔قوم کی کاہلی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔اور دو ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین ختم کرنا افضل ہے۔ جہاں فقہا نے ایک ختم کو سنت لکھا ہے اس سے ظاہراً سنتِ مؤکدہ مراد ہے، الخ۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۳۰۰) والختم مرة سنة مؤكدة.(نهاية شرح هدايه ۱۳۱/۱) (از فتاویٰ رحیمیہ ۴۰۵،۴۰۶)والتفصيل هناك فارجع إليها.

تراویح میں بیس رکعات کا ثبوت

(سوال) کیا تراویح ۸/رکعت ہے یا ۲۰/رکعت؟ غیر مقلدین حضرات احناف کی کتابوں سے ۸/رکعت کا ثبوت نکالتے ہیں، جیسا کہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی کی تقریر 'عرف الشذی' ۲۲۹ میں لکھا ہے: ولامناص من تسليم أن تراويحه عليه السلام كانت ثمانية ركعات۔ اور ۳۳۰: وأما النبي فصح عنه ثمان ركعات.② 'مراقی الفلاح شرح نور الایضاح' میں فاضل ابوالاخلاص شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: صلاته بالجماعة سنة كفاية. لما ثبت أنه ﷺ صلى بالجماعة أحدى عشرة ركعة بالوتر۔③ اور فاضل طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درمختار کی شرح ۱/۲۹۶ میں لکھتے ہیں: لأن النبي ﷺ لم يصلها عشرين؛ بل ثمانيا. ولم يواظب على ذلك۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'المصابیح' طبع ہند کے ۴۳ میں لکھا ہے: الحاصل أن العشرين لم يثبت من فعله الخ۔ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 'ماثبت بالسنة' ۸۸: 'لیکن محدثین نے لکھا ہے کہ بیس والی روایت ضعیف ہے، صحیح تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی گیارہ ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات: 'فتحصل من هذا كله أن التراويح في الأصل إحدى عشرة ركعة'۔ الخ۔ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح درمختار: 'وقد ثبت أن ذلك كان أحدى عشرة ركعة بالوتر، كما ثبت في الصحيح من حديث عائشة'۔ 'منية المصلي' کی شرح 'کبیری' کے ۳۹۳ مطبوعہ لاہور میں لکھا ہے: 'أنه عليه الصلوٰة والسلام قام بهم في رمضان فصلى ثمان ركعات وأوتر'۔ الخ' ۳۹۴: فانها صلى بهم ثمان ركعات واوتر الخ۔ ابن ماجہ: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت آٹھ رکعت والی، امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ 'فتح القدير شرح هدايه' ۲۰۵ میں ۸/ رکعت کا ثبوت ہے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جو یزید ابن رومان سے منقول ہے، تو کیا یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا؟ کیا سند منقطع ہے؟ کیا یہ طریقہ جس طریقے پر یہ نماز پڑھتے ہیں، جب کہ عبدالحق بنارسی نے یہ جماعت بنائی، اس سے پہلے کوئی اس طریقے سے نماز پڑھتا تھا؟ جیسا کہ احناف کی کتابیں، شوافع کی کتابیں شاہد ہیں۔

جواب 'مراقی الفلاح' میں ہے: وهي عشرون ركعة بإجماع الصحابة۔ (اور تراویح کی بیس رکعتیں ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے)۔ (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ۲۲۵) اس کی مزید تفصیل دیکھنا چاہیں تو فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ۲۸۲ سے لے کر ۳۴۳ کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں غیر مقلدین حضرات کے اس فریب کی مکمل پردہ دری کی ہے۔ ان تمام کتابوں سے بلکہ فقہ حنفی کی دیگر معتبر کتابوں سے اور مستند علمائے احناف کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حوالے سے اس کا بیس رکعات ہونا تفصیل سے ثابت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت کے ثبوت کے سلسلے میں فخر المحدثین حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہم کی کتاب 'رکعاتِ تراویح' کا مطالعہ فرمائیں۔ اس مختصر فتوے میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

رمضان کی ستائیسویں میں ختمِ قرآن

سوال ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں قرآن پاک کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ضروری نہیں البتہ افضل ومستحب ہے۔ (مسائلِ تراویح بحوالہ فتاوی محمودیہ ۲/ ۳۵۵)

⑰ اعتکاف سے متعلق چند بنیادی مسائل

بقعۂ مدخولہ میں اعتکاف

سوال مسجد (جماعت خانے) کی دیوار منہدم کر کے وسیع کر دی گئی تو بقعۂ مدخولہ کا کیا حکم ہے؟ آیا وہاں اعتکاف درست ہے یا نہ؟

جواب توسیع کا مقصد ظاہر ہے کہ رقبۂ مسجد میں اضافہ کرنا ہے، گویا بقعۂ مدخولہ کو مسجد میں شامل کرنے کی نیت موجود ہے اور جب بقعۂ مدخولہ بھی حصۂ مسجد بن گیا تو اس میں اعتکاف درست ہونے میں کیا تردد ہوسکتا ہے۔

ہال میں اعتکاف کرنا

سوال ہمارے گاؤں کی جامع مسجد جو تقریباً چھ سال قبل شہید کر دی گئی تھی، وہ آج تک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زیرِ تعمیر ہے۔اسی وقت سے پانچوں وقت کی نمازیں وہیں پر باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور دیگر ایک ہال کے اندر بھی نماز اسی وقت سے باجماعت ہوتی ہے، جہاں اکثر نمازی ہوتے ہیں۔ اب رمضان کے اخیری عشرے کا اعتکاف ہال کے اندر ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری نہیں ہے تو ہال کے اندر اعتکاف کرنے والوں کے ثواب میں مسجد میں اعتکاف کرنے والوں کے بالمقابل کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟ نوٹ: گذشتہ چھ سالوں سے جامع مسجد اور ہال دونوں کے اندر اعتکاف کرنے کے لیے لوگوں کو بٹھایا جاتا ہے۔مسجد کی مکمل تعمیر کے بعد ہال میں جماعت بالکل بند کردی جائے گی۔تراویح دونوں جگہ پر برابر جاری ہے۔

جواب ہال مسجدِ شرعی نہیں ہے، اس لیے اس میں اعتکاف نہ ضروری ہے، نہ ہی درست۔جو لوگ مسجد میں اعتکاف کررہے ہیں ان کا اعتکاف درست ہے اور وہ مستحقِ اجرِ اعتکاف بھی ہیں اور وہاں اعتکاف ہونا بھی چاہیے۔

مکتب میں اعتکاف

سوال دارالعلوم کی ایک شاخ ہے، جہاں پر بچے بچیاں دونوں پڑھتے ہیں اور پانچ وقت کی نماز پابندی سے ہوتی ہے،تو کیا اس مکتب میں اعتکاف کرنا جائز ہے؟

جواب اعتکاف کے لیے مسجدِ شرعی ہونا ضروری ہے، اس لیے مکتب میں چاہے پنج وقتہ جماعت ہوتی ہو،تب بھی اعتکاف درست نہیں ہے۔

مسجد میں ٹھہرنے کی نیت اور اعتکاف کا ثواب

سوال ایک شخص نمازِ ظہر میں آیا اور اسے یقین ہے کہ میں بیس منٹ تک مسجد میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہوں گا۔ چناں چہ اسی ارادے سے مسجد میں داخل ہوا، مگر اعتکاف کا استحضار یا اس کی نیت نہیں کی۔ تو اس کا اتنی دیر مسجد میں ٹھہرے رہنا، جب کہ دخول کے وقت ہی سے اتنی مقدار ٹھہرنے کا ارادہ ہے، اعتکاف کے لیے کافی ہوگا یا نہیں؟

جواب: اعتکاف کے لیے اعتکاف کی نیت بھی شرط ہے۔ صورتِ مسئولہ میں نیتِ اعتکاف نہ ہونے کی وجہ سے اعتکاف کا تحقق نہیں ہوا۔ **وهو اللبث في المسجد مع الصوم ونية الاعتكاف. اما اللبث فركنه؛ لأنه ينبئ عنه. وشرطه النية والمسجد** الخ۔ (تبیین الحقائق ۱/۳۴۸)

اعتکاف کے دوران حیض جاری ہونا

سوال: عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے گی لیکن اگر اپنے گھر ہی کی مسجد میں بیٹھے بیٹھے حائضہ ہوگئی تو کیا کرے؟ وہاں سے اٹھ جائے اور بقیہ دنوں میں قضا کرے یا کیا؟

جواب: حیض آجانے سے اعتکاف نہیں رہے گا۔ اگر نفل اعتکاف تھا تو وہ ختم ہوگیا اور اگر مسنون تھا تو ایک دن کی قضا کرلے۔

سنتِ مؤکدہ اعتکاف کی نیت وقضا

سوال: سنتِ مؤکدہ اعتکاف کی نیت ایک ساتھ دس دن کی کرے یا پھر ایک ایک دن کی نیت کرلے۔ ایک ایک دن کی نیت کرنے کی صورت میں وہ سنتِ مؤکدہ اعتکاف رہے گا یا نفل؟ اور کسی وجہ سے سنتِ مؤکدہ اعتکاف فاسد ہوجائے تو فضائل اعمال میں ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سنت اعتکاف اور نفل اعتکاف کی قضا نہیں ہے۔ مگر کچھ سال پہلے سنا تھا کہ جس دن فاسد ہوا اس دن کی قضا کرنی ہوگی، تو کیا یہ صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب ایک ساتھ پورے عشرے کی نیت کرے تب ہی سنتِ مؤکدہ اعتکاف ادا ہوگا، ایک ایک دن کی نیت سے نہیں۔ جس دن اعتکاف فاسد ہوا، اس دن کی قضا کرنی چاہیے۔

⑱ اعتکاف کے متعلق چند ضروری مسائل

اعتکاف کے چند مسائل

سوال ① رمضان میں اعتکاف کی حالت میں نہانے کی حاجت ہوگئی- ٹھنڈے پانی سے نہانے میں طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہے- تو معتکف مسجد کے صحن میں پانی گرم کرنے تک ٹھہر سکتا ہے؟ ② معتکف نے مسجد سے باہر کسی سے بات کرلی، یا سلام کا جواب دیا، تو کیا اعتکاف فاسد ہوگیا؟ ③ معتکف اپنے کپڑے دھوسکتا ہے یا نہیں؟ ④ معتکف جمعے کا غسل کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب ① دوسرے کو پانی گرم کرنے کے لیے کہہ دے اور وہاں تک خود تیمم کرکے مسجد میں ٹھہرا رہے ② چلتے چلتے بات کرلی تو اعتکاف نہیں ٹوٹا، اگر اس غرض سے ٹھہر گیا تو ٹوٹ جاوے گا ③ کپڑا ناپاک ہوگیا ہو تو دھوکر پاک کرسکتا ہے ④ غسلِ جمعہ کے لیے مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا البتہ جمعے سے قبل ضرورتِ شرعیہ وطبعیہ کے لیے باہر گیا تو واپسی میں غسلِ جمعہ کرسکتا ہے۔ جلدی غسل سے فارغ ہوکر مسجد آجائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غسل، بیڑی یا جنازے میں شرکت کے لیے نکلنا

سوال ①اعتکاف کی حالت میں غسل کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ استنجا کے بہانے سے جا کر غسل کر کے آئے، درست ہے یا نہیں؟ ②یہ نیت کر کے اعتکاف کرے کہ اگر کوئی رشتے دار کا انتقال ہو تو میں جنازے میں شریک ہوں گا- وہ رشتے دار اسی گاؤں میں یا دوسری جگہ رہتا ہو- تو جا سکتا ہے یا نہیں؟ ③بیڑی، سگریٹ پینے کے لیے جانے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب ①حالتِ اعتکاف میں فرض غسل کے لیے نکل سکتا ہے۔ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کرنے کے واسطے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ اگر چلا گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ غسلِ جمعہ کرنے کے لیے بھی معتکف کو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، البتہ غسلِ جمعہ سے قبل ضرورتِ طبعیہ مثلاً پیشاب، پاخانے کے لیے باہر گیا تو واپسی میں غسل کر سکتا ہے، لیکن جلدی غسل سے فارغ ہو کر مسجد میں آ جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۰/۲۸۱) ②اس نیت سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور جنازے میں شرکت کے لیے جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جاوے گا، البتہ نذر کے اعتکاف میں بوقتِ نذر یہ استثنا کیا ہو تو معتبر ہوگا۔ لو شرط وقت النذر أن یخرج لعیادة مریض وصلاة جنازة وحضور مجلس علم جاز. (درمختار مع رد المحتار ۲/۴۴۸) ③اگر مجبور ہو جائے اور نہیں پینے کی صورت میں طبیعت خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو نکل سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۰/۲۳۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح کے لیے مسجد سے باہر جانا

سوال فتاوی محمودیہ ۱۰ / ۱۶۰ میں لکھا ہے- معتکف کو خارج از مسجد تراویح کی نماز کے لیے جانا جائز نہیں ہے- زید معتکف ہے اور تراویح کے لیے خارج از مسجد آتا ہے (جو کہ مسجد کا صحن بھی نہیں ہے)، ایسی صورت میں زید کا اعتکاف فاسد ہوا یا نہیں؟ اس کی قضا کرنی پڑے گی یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں زید کا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ اگر اعتکاف مسنون ہے تو اس دن کی قضا روزے سمیت لازم ہے، البتہ احتیاطاً رمضان کے بعد دس دن روزے سمیت قضا کرے تو بہتر ہے۔

دورانِ اعتکاف مریضوں کو دیکھنا/ ووٹ دینے یا افسر کی طلب پر جانا

سوال فتاویٰ محمودیہ ۱۲ / ۱۵۰، مسائل اعتکاف میں نمبر ۵۴ یہ ہے حکیم صاحب معتکف ہیں، لیکن مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹے کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخے لکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نے فسادِ اعتکاف کا حکم لگایا ہے، جب کہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶ / ۵۰۱ خیر الفتاویٰ ۴ / ۱۴۵ میں عدمِ فساد مرقوم ہے۔ آپ کے نزدیک جو صحیح ہو تحریر فرمائیں۔ اسی طرح معتکف کا ووٹ کے لیے اور حاکم وافسر کے طلب پر مسجد سے نکلنا مفسد ہے یا نہیں؟

جواب حکیم صاحب کے دورانِ اعتکاف مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹے کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخہ لکھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہونا چاہیے، اس سلسلے میں فتاویٰ دارالعلوم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور خیر الفتاویٰ کے جوابات ہی صحیح اور درست ہیں۔ ووٹ دینے کے لیے اور اسی طرح حاکم اور افسر کے طلب کرنے پر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

⑲ اعتکاف سے متعلق چند کوتاہیاں

اعتکاف میں ایک امام کی بے احتیاطیاں

سوال: ہماری مسجد میں امام صاحب ہیں جو خود کو عالم کہلواتے ہیں۔ امسال اعتکاف میں بیٹھے ہیں اور ساتھ میں امامت بھی کرتے ہیں، مگر اعتکاف برائے نام ہے اور مسجد کے صحن میں بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ باتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ طبیعت چلی جس وقت لوگ چلے گئے برائے نام عبادت میں لگ جاتے ہیں اور رات میں جس طرح ایک معتکف کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہونا چاہیے تو وہ بھی برائے نام ہے اور سحری کے وقت سحری سے فارغ ہونے کے بعد سگریٹ سلگا کر مسجد کے صحن میں نوش فرماتے ہیں۔ باقی اب زیادہ کیا لکھا جائے؟ کیا ایک معتکف کو اس طرح کی حرکتیں کرنا مناسب ہے؟ اور کیا ان تمام باتوں سے اعتکاف قائم رہتا ہے؟ آپ اس کا مناسب جواب دیں، اسلام کی روشنی میں دیں، عین نوازش ہوگی۔ جو جگہ مسجد میں معتکف کے لیے قائم کی گئی، وہاں برائے نام رہتے ہیں، باقی وقت مسجد کے صحن میں گذارتے ہیں۔

جواب: اعتکاف کی حالت میں آدمی کو ذکر، تلاوت، دعا وغیرہ امور میں مشغول رہنا چاہیے۔ بلا ضرورت دنیوی باتیں کرنا بغیر اعتکاف کے بھی مسجد میں مکروہ ہے اور اعتکاف کی حالت میں اور زیادہ برا ہے۔ مسجد کا صحن اگر داخلِ مسجد ہے تو وہاں بیٹھنے سے اعتکاف فاسد نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوگا اور وہاں سگریٹ پینا جائز نہیں ہے۔ جو جگہ معتکف کے لیے مسجد میں متعین کی جاتی ہے اسی میں رہنا ضروری نہیں ہے، اس کے علاوہ مسجد کے دیگر حصوں میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔

معتکف کے لیے مسجد میں ریڈیو لانا

سوال ایک آدمی کو حرم شریف کی تراویح ریڈیو سے سننے کا بھی بہت شوق ہے اور اعتکاف بھی کرنا چاہتا ہے، تو کیا وہ مسجد میں ریڈیو سے سن سکتا ہے؟

جواب مسجد کی عظمت وحرمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس میں ریڈیو لایا ہی نہ جائے۔

وضو کے دوران صابن کا استعمال اور حجامت بنوانا

سوال ① معتکف کیا وضو کے لیے جائے تو حوض پر بیٹھ کر صابن سے منہ ہاتھ دھو سکتا ہے؟ اور سر میں بد بو آتی ہے تو کیا سر بھی صابن سے دھو سکتا ہے یا نہیں؟ ② اور حجام کے پاس حجامت بنوا سکتا ہے؟ حجام کو مزدوری دینے پر حجامت بنائے تو کیا جائز ہے؟ کیوں کہ سورت سے ایک کتابچہ آیا ہے جو نثار بھائی واگ بکری والوں نے چھپوایا ہے اس میں لکھا ہے کہ- حجام مسجد کے باہر رہے اور معتکف مسجد میں- اس صورت میں جائز ہے۔ اور مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی کی کتاب میں لکھا ہے: جائز ہے۔ اس میں کچھ تفصیل نہیں، لہٰذا آپ واضح فرمائیں حجامت کس صورت میں بنائیں؟ کیوں کہ ہمارے یہاں ہر سال نائی کو بلا کر جماعت خانے میں بال کٹواتے ہیں اور مزدوری بھی دیتے ہیں۔ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب ① وضو کے لیے نکلنے کی صورت میں وضو کے درمیان صابون کا استعمال بھی کر سکتا ہے ② اگر حجام اجرت لے کر حجامت بناتا ہے تو اس کے لیے مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنانا جائز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہے۔ اجرت لے کر مسجد میں قرآن مجید پڑھانا جائز نہیں ہے تو حجامت بنانا کیوں کر جائز ہوگا؟ البتہ اگر کوئی آدمی بلا اجرت لیے معتکف کی حجامت بنا دے تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ مسجد میں بال وغیرہ نہ پڑیں۔

بیڑی پینے سے روکنے پر اعتکاف چھوڑ دینا

سوال: موضع پونہ، ہمارے محلے کی مسجد میں ماہِ رمضان شریف کے آخری عشرے میں بہت سے حضرات اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اس درمیان مسجد کے امام صاحب نے کہا کہ اعتکاف کرنے والے بیت الخلا وغیرہ جگہوں میں جا کر بیڑی سگریٹ وغیرہ ہرگز نہیں پی سکتے، جس کے نتیجے میں جماعت والوں نے دو سال سے اعتکاف کرنا ہی چھوڑ دیا۔ تو بیڑی وغیرہ پینے میں شرعی کیا حکم ہے؟ اور اعتکاف ترک کردینے سے گنہگار کون ہوں گے؟ رہبری فرما کر کرم فرمائیں، بڑی عنایت ہوگی۔

جواب: بیڑی بلا ضرورت پینا مکروہ ہے، بضرورت درست ہے اور کراہت بھی بدبو کی وجہ سے ہے اور درجۂ حرام میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵ / ۱۱۲) یہ تو بیڑی پینے کا مطلق حکم ہوا، چاہے معتکف ہو یا غیر معتکف۔ اب اگر کوئی معتکف آدمی بیڑی پینے کا عادی ہے تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اعتکاف کرنے سے پہلے ہی بیڑی چھوڑنے کی کوشش کرے۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو تعداد اور مقدار کم کردے اور اگر کچھ پینی ہی پڑے تو جس وقت استنجا اور طہارت کے لیے نکلے، اس وقت بیڑی کی حاجت پوری کرے۔ خاص بیڑی پینے کے لیے نہ نکلے۔ مگر جب مجبور ہو جائے اور طبیعت خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے لیے بھی نکل سکتا ہے کہ ایسی اضطراری حالت کے وقت یہ طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مخل ومفسدِ اعتکاف نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۵ / ۲۰۲) معلوم ہوا کہ اعتکاف کرنے والا مذکورہ بالا طریقے سے بیڑی پی سکتا ہے، اس لیے امام صاحب نے مطلق ممانعت کا جو حکم بتلایا وہ درست نہیں ہے اور اسی کے نتیجے میں اس مسجد میں عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کی سنت جو سنتِ کفایہ ہے چھوڑی جارہی ہے، جس کا ذریعہ امام صاحب بنے، اس لیے وہ اس گناہ کا ذریعہ بننے پر گنہگار ہوئے اور سنتِ کفایہ چھوڑنے کا جو گناہ ہے اس میں امام صاحب کے ساتھ تمام محلّے والے بھی داخل ہیں۔ آئندہ کے لیے توبہ واستغفار کرکے دوبارہ اس سنت کو جاری کریں۔

⑳ تراویح میں ختمِ قرآن پر دیا جانے والا ہدیہ اور معاوضہ

ختمِ قرآن پر شیرینی اور ہدیہ

سوال: اکثر ہر سال تراویح کے لیے حفاظ حضرات کو متعین کرتے ہیں پھر ۲۷ / کے نام سے لوگوں سے چندہ جمع کیا جاتا ہے اور پھر اسی جمع کردہ رقم میں سے حافظ صاحب، مؤذن صاحب اور ہمیشہ کے دائمی پیش امام کو دینے دلانے کے بعد اسی رقم میں سے شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے۔ آیا یہ فعل کیسا ہے؟ درست ہے یا نہیں؟

جواب: چندہ دینے کے لیے لوگوں کو مجبور کرنا جائز نہیں نیز شیرینی ضروری نہیں۔ لوگوں نے اس کو ضروری سمجھ لیا ہے اور بڑی پابندی کے ساتھ اس پر عمل کیا جارہا ہے۔ مسجدوں میں بچوں کا اجتماع اور شور وغل وغیرہ خرابیوں کے پیشِ نظر شیرینی کے دستور کو موقوف کردینا ہی بہتر ہے۔ کوئی شخص اپنے طور پر (چندے سے نہیں اور نہ ہی کسی دباؤ سے) ختمِ قرآن کی خوشی میں کبھی کبھی شیرینی تقسیم کرے اور مسجد کے ادب واحترام کا خیال رکھا جائے تو درست ہے۔ حافظ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صاحب کو جو دیا جاتا ہے اگر پہلے سے معاملہ طے کر کے دیا جاتا ہے تو تراویح پر اس طرح اجرت کا لینا دینا ناجائز ہے۔ لینے والا اور دینے والے دونوں گنہ گار ہوتے ہیں۔ اور اگر پہلے سے طے نہیں کیا گیا ہے تب بھی چوں کہ لوگوں میں دستور یہ ہو گیا ہے کہ ہدیے کے نام سے حافظ صاحب کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کیا جاتا ہے اور حافظ صاحب بھی اس کے متوقع ہوتے ہیں، چناں چہ ایک مرتبہ پیسے نہ دیے جائیں تو دوسری دفع نہیں آئیں گے، تو یہ ہدیہ کہاں رہا؟ یہ بھی معاوضے اور اجرت کے حکم میں ہو کر ناجائز ہی کہلائے گا۔ (ماخوذ از فتاوی رحیمیہ)

جبراً ہدیہ

سوال: تراویح پڑھانے پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے، اسی طرح سے ہدیہ بھی صحیح نہیں ہے۔ تراویح پڑھانے والے نے کہہ دیا کہ میں ہدیہ قبول نہ کروں گا، لیکن جب تراویح ختم ہو گئی اور مسجد والے جبراً ہدیہ دیوے، تو اس کو لے کر اپنی ضروریات میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ کوئی شرعی اکراہ نہیں ہے، اس کو قبول نہ کرے، اپنے ہاتھ میں نہ لے۔

دیا جانے والا معاوضہ اور اس کے حیلے

سوال: ہمارے یہاں (کولھاپور) میں اکثر و بیش تر دوسری جگہوں سے حافظ تراویح پڑھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے کوئی اجرت وغیرہ مقرر نہیں کرتے، البتہ مسجد کے ذمّے داران حضرات کی طرف سے دوسرے عشرے سے ستائیسویں شب تک چندے کے نام سے ان کے چندے کا اعلان ہوتا ہے اور یہ اعلان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسلسل ستائیسویں تک جاری رہتا ہے اور یہ جمع شدہ چندہ حافظ صاحب، امام صاحب، مؤذن صاحب تینوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تو اس سلسلے میں ہمارے وہاں ایک قاری صاحب (عالم ہیں یا نہیں وہ معلوم نہیں) نے یہ اعلان کروایا کہ ان حافظوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، تو کیا یہ صحیح ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟ اور ان کے لیے چندہ جمع کرنا کیسا ہے؟ اور اگر صحیح نہیں، تو پھر ان کو پیسے دینے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب اصل حکم تو یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، مگر متأخرین نے بقاءِ دین کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تعلیمِ قرآن، امامت، اذان وغیرہ چند چیزوں پر اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا ہے، جواز کا حکم ان ہی میں منحصر رہے گا، تراویح مستثنیٰ کردہ چیزوں میں نہیں ہے، اس لیے اصل مذہب کی بنیاد پر تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہی رہے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۴۲۲) بے شک تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں، اس سے اچھا یہ ہے کہ الم تر کیف سے تراویح پڑھی جائے۔ لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے مگر اس زمانے میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفع نہیں آئیں گے۔ تو اب للہ کہاں رہا؟ اصل مسئلہ یہی ہے مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئیں، جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں۔ قابلِ عمل حل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمے ایک یا دو نماز سپرد کر دی جائے، تو مذکورہ حیلے سے تنخواہ لینا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائز ہوگا کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔(از فتاوی رحیمیہ ۱/ ۳۴۹) البتہ یہ ضروری ہے کہ اس صورت میں تنخواہ کی مقدار متعین کردی جائے تاکہ امامت کی اجرت مجہول نہ رہے۔ باقی تراویح میں قرآن خوانی پر اجرت طے کردی گئی ہو، تب بھی ناجائز ہے اور اگر بغیر طے کیے دی جاتی ہے تو اس میں دو گناہ ہیں؛ ایک قرآن پر اجرت کا گناہ اور دوسرا جہالتِ اجرت کا گناہ۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۴) اور اس طرح سننے اور سنانے والے سب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور ایسے قاری کی امامت مکروہِ تحریمی ہے۔(احسن الفتاوی ۳/ ۵۱۵) فرائض میں فاسق کی امامت کا یہ حکم ہے کہ اگر صالح امام میسر نہ ہو یا فاسق امام کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھ لی جائے، ترکِ جماعت جائز نہیں۔ مگر تراویح کا حکم یہ ہے کہ کسی حال میں بھی فاسق کی اقتدا میں جائز نہیں۔ اگر صالح حافظ نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لی جائے۔ اگر محلّے کی مسجد میں ایسا حافظ تراویح پڑھائے تو فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے تراویح الگ مکان میں پڑھیں۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۵)

(۲۱) تراویح پر اگر معاوضہ لے لیا ہو تو اُسے بھی واپس کردے

تراویح میں قرآن سنانے سے پہلے اجرت

(سوال) رمضان شریف میں تراویح میں قرآن شریف سنانے کی اجرت لینا دینا دونوں میں از روئے شرع واقوالِ مفتیانِ اصلاً حرمت کا فتویٰ ہے، کیا کوئی صورت جو کہ 'اعطاء اجرۃ وأخذہ' پر بین دال ہو (حلتِ اجرت پر) ہے؟ جو کچھ بعض فقہانے حلت کا فتویٰ دیا ہے وہ تاویلات سے خالی نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ 'المعروف کالمشروط ضابطے کو فقہا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے معتبر مانا ہے۔ چناں چہ فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت قطب الاقطاب نے 'المعروف کالمشروط' کہہ کر حرام کا فتویٰ دیا۔ لہٰذا 'الآخذ والمعطی کلاهما آثمان' نیز 'اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به' ان دونوں عبارتوں سے اعطاء واخذ فعلِ اثم ہے۔ دوسری عبارت 'قراءت قرآن کرو اس کے ذریعے حاصل شدہ آمدنی کو نہ کھاؤ' ان دونوں عبارتوں میں لینا دینا دونوں حرام معلوم ہوتا ہے، لیکن بالفرض کسی نے لے لیا ہے تو اس رقم کو استعمال کرنا جائز ہے یا کچھ اور حکم ہے؟ ایک صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے واللہ اعلم درست ہے یا غلط؟ لہٰذا وہ صورت یہ ہے کہ حافظ صاحب کو متعین اجرت اور 'المعروف کالمشروط' کے خلاف قرآن سنانے سے قبل ہی مثلاً ۲۸/ ۲۹ شعبان کو کچھ رقم من جانب متولیانِ مسجد یا ذمّے داران کی طرف سے بطور ایک ماہ اور آمد ورفت کے اخراجات دیا جائے۔ اب آئندہ پورا ماہ قرآن سنانے پر نہ جبر ہو نہ اکراہ ہو۔ وہ چاہے دس دن میں ختم کرے یا پورے ماہ میں ختم کرے۔ ختم کی تخصیص نہ ہو تو اس صورت میں یہ اخراجات کا لینا دینا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ إن كان خطأ فهو مني ومن الشيطن، وإن كان صوابا فمن الله الرحمن۔

جواب اجرت کبھی عمل سے پہلے بھی دی جاتی ہے اس لیے آپ نے جو صورت تحریر فرمائی ہے وہ بھی اجرت ہی میں شمار ہوگی اور 'المعروف کالمشروط' والا فقہی قاعدہ یہاں بھی جاری ہوتا ہے۔ جب فقہا نے تراویح میں قرآن سنانے پر اجرت کو ناجائز قرار دیا ہے تو حفاظ حضرات کو اس کے لینے پر کیوں اصرار ہے؟ ان کو تو چاہیے کہ اس حکمِ شرعی پر پورے طور پر کاربند ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن کی نعمت ودولت سے مالا مال کیا اس کا تقاضہ یہی ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ کسی نے لے لیا ہو تو واپس کر دے۔

تراویح پڑھانے کے معاوضے کا مصرف

سوال زید نے ایک گاؤں میں تراویح پڑھائی۔ اجرت لینے کا ارادہ بالکل نہیں تھا، اس کے باوجود بھی گاؤں والوں نے ایک ایک آدمی کے پاس سے وصول کر کے ۱۲۰۰/روپیے اجرت دی۔ زید نے وہ رقم ابھی تک استعمال نہیں کی، آیا وہ کسی غریب کو یا تعمیرِ مسجد میں دے سکتے ہیں؟ مذکورہ بالا مصرف کے علاوہ اور کون سا مصرف ہو سکتا ہے؟

جواب چوں کہ تراویح پڑھانے والے کو لوگ ہدیے کے نام سے بھی تراویح پڑھانے کی وجہ سے دیتے ہیں، جو در حقیقت ہدیہ نہیں بلکہ معاوضہ ہے اور تراویح میں قرآن پاک سنانے پر اجرت و معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، اس لیے زید کو چاہیے کہ یہ رقم اس کے دینے والے ہی کو واپس کرے، کسی غریب کو دینے یا تعمیرِ مسجد میں لگانے سے اس کا ذمہ بری نہیں ہوگا، بلکہ ایسی رقم تعمیرِ مسجد میں لگانا حرام ہے۔

تراویح کی اجرت لوٹانے کا طریقہ

سوال کوئی حافظِ قرآن رمضان میں تراویح سنائے اور اس تراویح سنانے پر اجرت لے لیکن بعد میں اس کو اپنی اس حماقت پر افسوس ہوا اور وہ اس کی تلافی چاہتا ہے۔ کوئی حافظ تراویح سنائے اور ایک بھی نماز اپنے ذمّے نہ لے اور وہ خود بھی کوئی نماز نہ پڑھائے اور فرض کرو کہ وہ اس حال میں پہنچا کہ تراویح سنانے کو وہاں پر کوئی امام نہ تھا اور اس نے مہینے بھر امامت بھی کی لیکن اس کا دل تراویح کی اجرت میں اٹکا رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پہنچنے کے بعد متولی نے یا ذمّے دار لوگوں نے اس کو کرایہ بھی دیا تراویح سنانے پر، چاہے وہ حق دار تھا یا نہ تھا لیکن اس نے کرایہ لے لیا۔ مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ تراویح یا کرایے کا پیسہ واپس کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں یہ پیسہ واپس کرنا بہت مشکل ہے کیوں کہ جو چندہ حافظ صاحب کے لیے جمع کیا جاتا ہے تو ہر انسان اپنی حیثیت کے مطابق چندہ لکھاتا ہے یا دے دیتا ہے۔ تو اس صورت میں ہر انسان کو تلاش کرنا یا روپے واپس کرنا بہت مشکل ہے۔ اس صورت میں اگر جتنے سال تک تراویح سنایا ہے ان سب لوگوں کا پیسہ واپس کرنا ہے تو اس گاؤں کی مسجد میں ادا کرنا پڑے گا یا کسی ایک مسجد یا جو اس پیسے کا مصرف ہو وہاں ادا کرنا پڑے گا؟ یا جتنے سال تک تراویح سنایا ہے ان تمام تراویح کا پیسہ مکمل حساب کر کے کسی ایک جگہ جو اس کا مصرف ہو وہاں ادا کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اس پیسے کو واپس کرنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہے کہ نہیں؟ اور کس طریقے سے؟ اور اس پیسے کو واپس کرتے وقت نیت کیا کرنی ہوگی؟

جواب لوگوں نے آپس میں چندہ کر کے وہ رقم آپ کے حوالے کی تھی، اس کے لیے کسی ایک آدمی کو درمیان میں واسطہ بنایا ہوگا، جیسا کہ دستور ہے کہ عموماً مسجد کا متولی یا اَور کوئی ذمّے دار آدمی لوگوں سے جمع کرتا ہے اور وہ تراویح پڑھانے والے کو دیتا ہے۔ اب آپ جب وہ رقم لوٹائیں تو اس کے ہاتھ میں دے دیں، آپ کا ذمہ بری ہو جاوے گا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

㉒ زکوٰۃ کے بعض بنیادی مسائل

کیا ہر رقم پر سال گزرنا ضروری ہے؟

سوال: بھینسوں کے کاروبار میں سال بھر کا کل منافع ایک لاکھ ہوا مگر بعض رقم پر سال گذرا ہے اور بعض پر نہیں گذرا، کیوں کہ منافع ہر ماہ تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے۔ تو زکوٰۃ کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟

جواب: منافع کی مقدار نصاب تک پہنچنے سے سال کی ابتدا شمار ہوگی، اِس کے بعد اُس کی جنس کا جتنا اضافہ ہوا ہے اُس کو بھی اصل نصاب کے ساتھ ملا لیا جاوے گا اور سال پورا ہونے پر سب مال (اصل نصاب اور بعد کے اضافے) پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ والمستفاد ولو بهبة أو إرث وسط الحول يضم إلى نصاب من جنسه، فيزكيه بحول الأصل. (در مختار) (قوله: إلى نصاب) قيد به؛ لأنه لو كان النصاب ناقصا و كمل بالمستفاد فإن الحول ينعقد عليه عند الكمال. (شامی ۲/۲۵)

سونے، کپڑے اور نقد روپیوں میں زکوٰۃ

سوال: میرا عنقریب نکاح ہونے والا ہے جس میں میرے والد صاحب نے مجھے سات تولہ سونا اور بیس جوڑے کپڑے دیے ہیں اور میرے پاس میری ملکیت کے نقد تین ہزار روپے ہیں۔ تو ان چیزوں پر سال گزرنے سے مجھ پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: میرے والد صاحب نے مجھے سونے اور کپڑوں کا مالک بنا دیا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب بیس جوڑے کپڑے پہننے کے لیے ہیں اس لیے ان پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ سات تولہ سونا اور نقد تین ہزار روپیوں پر جب سال پورا ہوگا، زکوۃ واجب ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اب سونے کے مالک آپ بن چکے ہیں، اس لیے اس کی زکوۃ بھی آپ ہی پر واجب ہوگی۔

سونے کے ساتھ روپیہ بھی ہو تو؟

سوال کچھ سونا ہے مثلاً دو تولہ۔ چاندی نہیں ہے اور روپیہ دو سو ہے، تو اس پر زکوۃ ہے؟ مطلب کہ کچھ سونا ہے کچھ روپیہ ہے تو دونوں نصاب کے لیے ملائے، اگر ساڑھے باون تولہ کے برابر ہو جائے تو صاحبِ نصاب ہوگا یا نہیں؟

جواب جی ہاں! اگر سونے کے ساتھ روپیہ بھی موجود ہو تو دونوں کو ملا کر نصاب مکمل کیا جاوے گا، اور زکوۃ واجب ہوگی۔

رانگ ملے ہوئے سونے کی زکوۃ

سوال زیور بنتا ہے تو اس میں رانگا ملاتے ہیں۔ ۱۰/تولہ کے زیور میں ایک تولہ رانگا ملایا ہو تو زکوۃ ۹/تولہ کی دینی پڑے گی یا دس تولہ کی؟

جواب اس صورت میں زکوۃ دس تولہ کی واجب ہوگی، وہ ملاوٹ بھی سونے کے حکم میں ہے۔
وغالب الفضة والذهب فضة وذهب۔ (درمختار ۲/۳۴)

زیورات میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال ہمارے گھروں میں عورتوں کے پاس جو زیورات ہیں اس میں زیور بناتے وقت تھوڑا بہت پیتل جوہری ضرور ملاتا ہے۔ اس زیور کو اگر ہم فروخت کریں تو خالص سونے کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو قیمت ہے وہ نہیں ملتی اس سے کم ملتی ہے۔ اس زیورات کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت انفع للفقراء کو مدنظر رکھتے ہوئے خالص سونے کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا ملاوٹ والے سونے کا؟

جواب: بازار میں خالص سونے کا دام الگ ہے اور زیورات والے سونے کا دام الگ ہے۔ زیورات کی زکوٰۃ بصورت قیمت ادا کی جارہی ہو تو اس کا جو دام ہوگا وہ شمار ہوگا البتہ اگر زیورات کی زکوٰۃ سونے کی صورت میں ادا کی جارہی ہو تو وزن کا اعتبار ہوگا چاہے وہ خالص سونا ہو یا ملاوٹ والا۔

مالِ مستفاد پر زکوٰۃ کا ایک مسئلہ

سوال: ① میں نے اپنی ایک دکان فروخت کی، کیوں کہ اس رقم سے مجھے دوسری دکان خریدنی ہے۔ جو دکان فروخت کی، اس کی رقم مجھے رمضان مہینے کے (پندرہ دن) پہلے ملی۔ ابھی دوسری دکان کا سودا طے نہیں ہوا اس لیے رقم میرے پاس ہے۔ اب مجھے یہ جاننا ہے کہ اس رقم پر مجھے زکوۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ ② دوسرا یہ کہ اگر زکوۃ ادا کرنا واجب ہے تو اس زکوۃ کی رقم سے میں ہمارے ایک رشتے دار جو غریب ہیں، ان کے رہنے کا گھر چھپرا اور مٹی کا ہے، اُنھیں گھر کی تکلیف ہے، تو کیا اس زکوۃ کی رقم سے میں ان کو گھر بنا کر دے سکتی ہوں؟

جواب: ① اگر آپ کے پاس موجود نصاب کا سال ماہِ رمضان المبارک کے شروع میں پورا ہو رہا ہے، تو اس کے ساتھ اس پر بھی زکوۃ فرض ہوجائے گی ② آپ زکوۃ کی رقم اُنھیں دے دیں، وہ ازخود اپنا مکان بنالیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نصاب کے برابر مقروض ہو تو زکوۃ؟

سوال صاحبِ نصاب پر مالِ نصاب کے بقدر قرضہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۲۳ زکوٰۃ سے متعلق بعض عام مگر ضروری مسائل

سوال ① حوائجِ اصلیہ (زکوٰۃ کے باب میں) کیا ہیں؟ فی زمانا کون سی چیزیں حوائجِ اصلیہ میں داخل ہوں گی؟ عام فہم زبان میں سمجھائیں ② ایک آدمی نوکری کرتا ہے، اس کو مثلاً ۵/ ہزار روپیہ وظیفہ (Salary) ملتا ہے، اس میں سے تقریباً ۴/ ہزار روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ ایک ہزار یا کبھی اس سے کم روپے بچتے ہیں۔ پورا سال اسی طرح ہوتا ہے۔ اس شخص کے پاس ایک تولہ سونا بھی ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟ ③ ایک شخص کے پاس صرف پانچ سو (۵۰۰) روپے ہیں اور دو تولہ سونا ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟ ④ ایک شخص کی دُکان ہے تو مالِ تجارت پر وہ زکوٰۃ کس حساب سے دے گا، خرید کی قیمت پر یا فروخت کی قیمت پر؟ اگر فروخت کی قیمت ہو تو اگر یہ شخص ایک ہی چیز تیس روپے میں بیچتا ہے، بعینہ وہی کبھی ۷۰/ روپے میں بیچتا ہے، مطلب کوئی قیمت فکس نہیں ہے، تو زکوٰۃ کیسے دے گا؟ ⑤ تاجر کے پاس جو نقد روپے ہوتے ہیں اس میں روزانہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی لاکھ، کبھی دس ہزار، کبھی ہزار، کبھی سو۔ تو وہ زکوٰۃ کے لیے حساب کیسے لگائے گا؟ ⑥ چاندی ۲۹/ ہزار روپے کلو ہو تو کتنے روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟ ⑦ ایک شخص ظاہراً تندرست جوان ہے، ایسے شخص کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟ ⑧ بہت سے بھیک مانگنے والے صاحبِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نصاب ہوتے ہیں یا غیر مسلم ہوتے ہیں، بظاہر ان کی یہ حالت زکوٰۃ دینے والے کو پتہ نہیں ہوتی تو، کیا ان کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوگی یا نہیں؟⑨ ایک شخص ہے (مرد ہو یا عورت) اس کے پاس بڑا گھر ہے، سامانِ راحت ہیں، اس کے بچے کماتے ہیں اور اس کو پالتے ہیں، بظاہر خود یہ شخص کچھ نہیں کر رہا ہے، تو اس کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟⑩ ایک آدمی نے ۱۰۰/ روپے کے حساب سے ۵۰۰/ شیئرز (حصص) لیے تھے، ایک سال کے بعد اس کی قیمت ۳۰/ روپے ہوگئی تو اس پر زکوٰۃ کس حساب سے واجب ہوگی؟

جواب ① حوائجِ اصلیہ میں وہ اشیا داخل ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان کو ہلاکت کا خطرہ ہو۔ مثلاً ضروری نفقہ، رہائشی مکانات، اخراجات، آلاتِ جنگ اور سردی گرمی کے وہ کپڑے جن کی اپنے موسم کے اعتبار سے ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ نیز وہ اشیا جن کے بارے میں انسان ہر وقت صحیح معنی میں متفکر رہتا ہے، مثلاً واجب الادا قرض، پیشہ اور کاریگری کے اوزار وآلات اور گھر کے ضروری اثاث وسامان اور سواری کے جانور اور علما کے لیے دینی کتابیں۔ یہ سب حوائجِ اصلیہ میں شامل ہیں۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس نقد رقم موجود ہے لیکن اس پر قرض بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

حضرات فقہاءِ کرام کی بیان کردہ جزئیات سے اتنی بات تو ظاہر ہے کہ حاجتِ اصلیہ کی کوئی ایسی تحدید نہیں جس میں کمی زیادتی کی گنجائش نہ ہو بلکہ وسعت ہے، البتہ لفظ 'حاجت' اور 'اصلی' کے مفہوم کو باقی رکھتے ہوئے اس کے دایرے میں جائز حد تک نمائش سے بچتے ہوئے توسع کی گنجائش ہے۔ مثلاً کچے مکان کی جگہ پختہ مکان، نل کی جگہ پر ٹنکی، سواری کے جانور کی جگہ پر موٹر سائیکل اور جیپ کار، تیر کمان کی جگہ رائفل اور بندوق وغیرہ۔ آلاتِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صنعت وحرفت میں دست کاری کی جگہ مشینیں۔ اسی طرح ضروریاتِ زندگی میں بڑے مکانات میں لفٹ، ٹیلیفون، فریج، کولر، موسم کے اعتبار سے ہیٹر، اے سی، پنکھا۔ اسی طرح نوکر چاکر یا لونڈی، ڈرائیور وغیرہ جو موٹر چلا سکے، اگر گھرانہ خوش حال ہو۔ اسی طرح بچوں کی پڑھائی یا تربیت کا سامان۔ الغرض اس طرح کی جدید چیزیں جو روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی میں داخل ہیں اور جن کی اصل تصریحات فقہ میں بنیادی حیثیت سے موجود ہیں، وہ سب حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔ البتہ ٹی وی، وی سی آر جیسی فحش اور ناجائز چیزیں حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں۔ (ملخص از جدید فقہی مباحث ۶ / ۲۹۲، ۲۹۶ ادارۃ القرآن، وایضاح النوادر حصہ دوم ۳۳، ۳۴ وامداد الفتاوی ۲ / ۴۲) اولاد کا نکاح حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے کیوں کہ اگر وہ بالغ ہیں تو نکاح کی ذمّے داری اولاد پر ہے اور نابالغ ہیں تو نکاح ضروری نہیں۔ باپ پر صرف نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ مبوب ومرتب ۹ / ۳۴۳) نیز ذاتی مکان کا ہونا بھی حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے، زندگی بسر کرنے کے لیے کرایے کا مکان بھی کافی ہے اور مکان کے لیے جمع کردہ رقم پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ۳ / ۱۱۵، ۱۱۶ سے ماخوذ) ⑵ اس کے پاس نقد روپیہ جو بھی موجود ہو اور ایک تولہ سونے کی بازار میں جو قیمت ہے وہ دونوں ملا کر ۶۱۲۔۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی ⑶ اگر پانچ سو روپے اور ساتھ میں دو تولہ سونے کی قیمت ملا کر ۶۱۲۔۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی ⑷ زکوٰۃ کی ادائیگی میں قیمتِ فروخت کا اعتبار رہوگا، زکوٰۃ دیتے وقت بازار میں اس مال کی جو قیمت ہوگی وہ معتبر ہے ⑸ جس تاریخ کو زکوٰۃ کا سال پورا ہو رہا ہے اس روز جو نقد اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے پاس موجود ہے، اس کو حساب میں جوڑ لے ⑥ چاندی کا نصاب ۵۔ ۳۵ ۔ ۶۱۲ گرام ہے، ایک گرام چاندی کی جو قیمت ہو اس کو اس میں ضرب دے دیا جائے، صورتِ مسئولہ میں 15.17758 روپے ہوتے ہیں ⑦ اگر اس کے پاس چاندی کے نصاب کی قیمت کے بقدر حوائجِ اصلیہ سے زائد مال موجود نہ ہو، تو اس کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی ⑧ زکوٰۃ دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ تحقیق کر لے، ظاہری قرائن سے مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں اس کا صاحبِ نصاب ہونا معلوم ہوا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر بعد میں اس کا غیر مسلم ہونا معلوم ہوا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے ⑨ اگر اس کی ملکیت میں حوائجِ اصلیہ کے علاوہ اتنا مال موجود ہو جس کی قیمت ۵۔ ۳۵ ۔ ۶۱۲ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہے، اگر چہ وہ مال تجارت کا نہ ہو، تو ایسے آدمی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ⑩ زکوٰۃ کا سال جس روز ختم ہو رہا ہے اس روز شیئرز کی جو قیمت ہوگی اس کے مطابق حساب لگائے۔

شادی کے زیورات پر زکوۃ

سوال کسی صاحبِ نصاب نے اپنی بیٹی کے لیے زیور کا ایک سیٹ ۵/تولہ کا خرید کر رکھا ہے، اس کی شادی پر اس کو دیں گے۔ تو اس ۵/تولہ پر زکوۃ ہوگی؟

جواب جی ہاں! اس آدمی پر اس کی زکوۃ واجب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۴ کسی مقصد کے تحت جمع شدہ مال وغیرہ پر زکوٰۃ

ضرورت کے لیے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

سوال ایک شخص کے پاس کئی ہزار روپیے جمع ہیں اُس پر سال بھی گذر چکا ہے، مگر اُس کے پاس نہ مکان ہے اور نہ ہی گھریلو سامان۔ ابھی شادی بھی نہیں کی، اِن ہی ضروریات کے لیے روپیہ جمع کر رکھا ہے۔ اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب اس پر زکوٰۃ فرض ہے البتہ اگر سال پورا ہونے سے قبل تعمیرِ مکان کا سامان یا گھریلو استعمال کی اشیا وغیرہ خرید لے، تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۲۹۱ بحوالہ شامی ۲/ ۷)

حج کے لیے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

سوال ایک شخص رمضان میں زکوٰۃ نکالتا ہے، اِس سال حج میں جانے کا ارادہ ہے لہٰذا حج کو جانے کے لیے پیشگی رقم جمع کرائی ہے، اب اِس کی روانگی شعبان میں متوقع ہے، لہٰذا جو رقم جمع کی گئی ہے اُس کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

جواب آمد و رفت کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کے لیے جو رقم دی گئی ہے اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اِس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اُس کو واپس ملے گی اُس میں سے یکم رمضان المبارک تک جتنی رقم بچے گی اُس پر زکوٰۃ فرض ہے، جو خرچ ہوگئی اُس پر نہیں۔

(احسن الفتاوی ۴/ ۲۶۴ بحوالہ شامی ۱/ ۷)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ٹریکٹر، سلائی مشین اور حج کے لیے جمع شدہ رقم پر زکوۃ

سوال: کسی کے پاس ٹریکٹر ہے جس سے گھر پر کھیتی کا کام بھی کرتا ہے اور باہر بھی جاتا ہے اور کماتا ہے۔ سرکاری کام بھی کرتا ہے، جس سے آمدنی بھی آتی ہے۔ تو کیا ٹریکٹر میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی آمدنی میں زکوٰۃ ہے کہ نہیں؟ اور ایک آدمی سلائی کا یا بھرت کا کام کرتا ہے اور پانچ ہزار کی مشین ہے تو اس میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ ایک آدمی مال جمع کرتا ہے اور قیمت زیادہ ہونے پر بیچتا ہے تو اس مال پر کبھی کبھی سال بھی گذر جاتا ہے تو اس پر زکوۃ ہے؟ اور حاجی نے حج کے لیے پیسے جمع کیے، پچاس ہزار پڑے ہیں، سال پورا گذر گیا، لیکن نیت حج کی ہے تو ان پیسوں میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ یا پیسے تو تھے مگر سال پورا نہ ہوا تھا، دس مہینے ہوئے تھے کہ حج کے ٹکٹ اور خرچے کے لیے بھر دیے، پھر سال پورا ہوا تو اب زکوۃ ہے یا نہیں؟ اگر زکوۃ ہے تو جو پیسے واپس مکّے میں ملنے والے ہیں ان کی ہے یا پورے پیسوں کی زکوۃ ہے؟

جواب: ٹریکٹر مالِ نامی نہیں ہے اس لیے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ اس کی آمدنی اگر بقدرِ نصاب ہے اور حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونے کے ساتھ اس پر سال گذر گیا تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ بھرت کا کام کرنے والے کی مشین میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ جس مال کو وہ جمع کر رہا ہے وہ اگر خریدتا ہے اور اسی لیے کہ قیمت زیادہ ہونے پر بیچنا مقصود ہے تو اس مال پر سال گذرنے سے زکوۃ واجب ہوگی۔ حج کے لیے جو رقم جمع کی گئی ہے اس پر سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال ختم ہونے سے پہلے اس رقم سے ٹکٹ وغیرہ خرید لیا تو اب اس رقم پر زکوۃ نہیں ہے، البتہ جو رقم واپس مکہ مکرمہ میں ملے گی، اس میں سال ختم ہو چکا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روزانہ پس انداز رقم کی زکوۃ

سوال بکر روزانہ پچاس روپیہ جمع کرتا ہے، ایک برس بعد اٹھارہ ہزار جمع ہوں گے۔ اس کی زکوۃ کس طرح دی جائے؟ کیوں کہ اٹھارہ ہزار کو ایک سال کامل نہیں گذرا۔

جواب اگر پہلے سے اس کے پاس سونا، چاندی یا دوسری نقد رقم کی شکل میں مقدارِ نصاب موجود ہے تو اس اصل نصاب پر سال گذرنے سے اس زائد جمع شدہ کی زکوۃ بھی واجب ہوجائے گی، اس کے ساتھ اس کی زکوۃ بھی ادا کرے۔اور اگر اس کے پاس پہلے سے کوئی نصاب سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں موجود نہیں ہے تو روزانہ پس انداز ہونے والے یہ پچاس روپے کی مجموعی تعداد چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت کے بقدر ہوجائے، اس دن سے سال کی ابتدا ہوگی۔ وہ جب مکمل ہوجائے تو مکمل ہونے کے دن جتنی بھی رقم ہوگی (یعنی بعد میں اس میں جو اضافہ ہوا، اس کو بھی داخل کرلیا جائے) سب کی زکوۃ ادا کرے۔

بچوں کے نام سے بینک میں جمع رقم کی زکوۃ

سوال بچوں کے نام بینک میں کھاتے کھولے ہیں، ہر ماہ اس میں کچھ رقم پابندی سے جمع ہوتی ہے، اس پر مجھے زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں؟

جواب اگر وہ رقم بچوں کی ہے اور ان کی نیت سے ہی جمع کراتے ہیں تو اس رقم کی زکوۃ آپ پر واجب نہیں، اس لیے کہ وہ آپ کی ملک نہیں رہی بلکہ بچوں کی ملک ہوگئی۔اور اگر آپ کی نیت بچوں کو دینے کی نہیں بلکہ صرف قانونی بچاؤ کی غرض سے ان کے نام پر جمع کرائی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے تو وہ رقم آپ کی ہی ہے۔ اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو اس کی زکوۃ بھی آپ پر واجب ہوگی۔ پہلی صورت میں بچے خود چوں کہ نابالغ ہیں اس لیے ان پر زکوۃ واجب نہیں، ہاں بالغ ہوجانے کی صورت میں اگر ان کی ملک میں بقدرِ نصاب مال ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔

㉕ پرووِیڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کے بعض مسائل

سوال ① سرکاری ملازم کے پرووِیڈنٹ فنڈ کے نام سے جو پیسے سرکاری تجوری میں جمع ہوتے ہیں، اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ (پرووِیڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم اپنے اختیار سے جب چاہے نکال نہیں سکتا) ② پرووِیڈنٹ فنڈ دو قسم کا ہوتا ہے: ایک فرضیات، دوسرا مرضیات۔ فرضیات فنڈ تنخواہ پر ۸/ سے ۱۰/ فی صد تک ہوتا ہے، وہ جمع کرنا ہر ملازم پر ضروری ہوتا ہے۔ دوسرا مرضیات فنڈ یعنی اپنی مرضی سے ہر ماہ جتنی چاہے رقم اس فنڈ میں جمع کروائے، تو وہ رقم بھی اسی پرووِیڈنٹ میں جمع ہوجاتی ہے اور اس کو بھی ملازم اپنی مرضی سے جب چاہے نکال نہیں سکتا۔ اس فرضیات فنڈ کے علاوہ مزید جمع کی گئی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ ③ پرووِیڈنٹ فنڈ کی جمع کی ہوئی رقم پر دو قسم سے سود ملتا ہے: ۱) ملازم اگر سرکاری ہے تو اس کو ہر سال کی جمع رقم پر ۱۰/ سے ۱۲/ فی صد سود جمع کیا جاتا ہے۔ ۲) اور اگر ملازم غیر سرکاری یعنی کسی فیکٹری یا پرائیویٹ کمپنی کا ہے، تو جتنی رقم فنڈ میں ملازم کی ہے، اتنی ہی رقم کمپنی اپنی طرف سے ملازم کے فنڈ میں جمع کرائے گی اور دونوں رقمیں مل کر جمع ہوئی رقم پر سرکار سے چھ فی صد سود جمع کرے گی۔ ان دونوں صورتوں میں سود کی جمع رقم ملازمت ختم ہونے سے ملازم کے قبضے میں آتی ہے۔ ایسی سود کی رقم حرام یا حلال؟ ④ پرووِیڈنٹ فنڈ کی جمع رقم جو سرکاری ملازم کو ملازمت کے ۱۵-۲۰ سال پورے ہونے پر اور ملازمت کے ختم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونے پر نقد ملتی ہے، تو تب یہ نقدی رقم ملنے پر رقم کی زکوۃ ادا کرنی ضروری ہے یا نہیں؟
⑤بہت سے ملازمین انکم ٹیکس معاف ہوجانے یا گھٹانے کی غرض سے مجبوراً پروویڈنٹ فنڈ میں زیادہ رقم جمع کرادیتے ہیں، اوراس زیادہ رقم پر بھی سود ملتا ہے اوررقم بھی اچھی خاصی جمع ہوجاتی ہے، تو ایسی مجبوری سے جمع کی گئی رقم جو انکم ٹیکس کو بچانے کے لیے جمع کرائی ہے، اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟⑥انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے پروویڈنٹ فنڈ میں زیادہ رقم جمع کرنے کے بعد بھی اگر انکم ٹیکس سے راحت نہیں ہوتی، تو بیمہ پالیسی خریدنی پڑتی ہے، اور بیمہ (انشورنس) میں رقمیں بھرنی ہوتی ہے، ایسی مجبوری میں انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے بیموں میں ڈالی گئی رقم پر بھی سود اور دیگر منافع حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں سودی کاروبار کی لعنت کا مصداق ہوگا یا نہیں؟⑦کوئی سرکاری ملازم جس کے پاس اپنے خود کا مکان نہیں ہے وہ اپنے پروویڈنٹ فنڈ یا بیمہ پالیسی سے لون لے کر مکان بنانا یا خریدنا چاہتا ہے، ایسی لون کی ادائیگی کے ہفتے کی رقم ہر مہینے متعین ہوتی ہے جو ۱۵-۲۰ سال تک ادا کرتا رہتا ہے، اور ایسے مہینوں کی رقم پر بھی انکم ٹیکس میں راحت ملتی ہے۔ تو کیا ایسے ملازم کو جس کا اپنا مکان نہیں، لون لے کر اپنا مکان بنانا یا خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب ①،②تنخواہ سے جو رقم پروویڈنٹ فنڈ میں کاٹی جاتی ہے اور اس پر ماہ بہ ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے، پھر مجموعے پر جو رقم سالانہ (بہ نام سود یا انٹرسٹ) ملازم کے حساب میں جمع کرتا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ان میں سے کسی رقم پر سالہائے گذشتہ کی زکوۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں! وصول ہونے کے بعد سے ضابطے کے مطابق اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ مگر صاحبینؒ کے نزدیک یہ رقم وصول ہونے کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی واجب ہوگی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی دے دے تو افضل اور بہتر ہے، نہ دے تو گناہ نہیں، کیوں کہ فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری، زکوۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم اپنی ذمّے داری پر کسی دوسرے شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں منتقل نہ کروادی ہو۔ اگر ایسا کیا یعنی اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنی ذمّے داری پر کسی شخص یا بینک بیمہ کمپنی یا کسی اَور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوادی، تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضے میں لے لی ہو۔ کیوں کہ اس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم منتقل ہوئی وہ اس ملازم کی وکیل ہوگئی اور وکیل کا قبضہ شرعاً مؤکل کے قبضے کے حکم میں ہے۔ لہٰذا جب سے یہ رقم اس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگئی اس وقت سے اس پر زکوۃ کے احکام جاری ہوجائیں گے اور ہر سال کی زکوۃ ضابطے کے مطابق واجب ہوتی رہے گی۔ (ضمیمہ پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ اور سود کا مسئلہ ص: ۲۶، ۲۷) ③ جبری پروویڈنٹ فنڈ میں ملازم کی تنخواہ سے جو رقم ماہ بہ ماہ کاٹی جاتی ہے اور اس پر ہر ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے، پھر مجموعے پر جو رقم سالانہ بہ نام سود جمع کرتا ہے، شرعاً ان تینوں رقموں کا حکم ایک ہے اور وہ یہ کہ یہ سب رقمیں درحقیقت تنخواہ ہی کا حصہ ہیں، اگرچہ سود یا کسی اور نام سے دی جائے۔ لہٰذا ملازم کو ان کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ ان میں سے کوئی رقم بھی شرعاً سود نہیں البتہ پروویڈنٹ فنڈ میں رقم اگر اپنے اختیار سے کٹوائی جائے تو اس پر جو رقم محکمہ بہ نام سود دے گا، اس سے اجتناب کیا جاوے کیوں کہ اس میں تشبہ بالربا بھی ہے اور سود خوری کا ذریعہ بنالینے کا خطرہ بھی۔ اس لیے خواہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وصول ہی نہ کرے یا وصول کر کے صدقہ کر دے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ پروویڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم نے اپنی طرف سے کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں نہ دلوائی ہو، بلکہ محکمے نے اپنے تصرف میں رکھی ہو، یا کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کو دی ہو تو اپنے طور سے اپنی ذمّے داری پر دی ہو اور اگر ملازم نے اپنی ذمّے داری پر یہ رقم کسی شخص یا بینک یا بیمہ کمپنی یا کسی اَور مستقل کمیٹی مثلاً ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوا دی، تو یہ ایسا ہے جیسے خود وصول کر کے اس کی تحویل میں دی ہو۔ اب اگر بینک یا کمپنی وغیرہ اس رقم پر کچھ سود دیں تو یہ شرعاً بھی سود ہی ہوگا، جس کا لینا ملازم کے لیے قطعاً حرام ہے۔ فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری۔ (ایضاً ص: ۲۶،۲۵) ④ جواب نمبر ۱، ۲ دیکھ لیں ⑤ جواب نمبر ۱، ۲ دیکھ لیں ⑥ اس نے انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے جو بیمہ پالیسی خریدی اپنے اختیار سے خریدی ہے، اس لیے سودی معاملے کی وعیدیں اس پر لاگو ہوں گی ⑦ پروویڈنٹ فنڈ کی رقم اس کا حق ہے، اس کو مکان بنانے کے لیے بہ طور قرض لے سکتا ہے۔

㉖ عورت کے زیورات پر زکوٰۃ سے متعلق بعض مسائل

زیور کی زکوٰۃ کون اور کس طرح ادا کرے

(سوال) (الف) عورت کے زیور کا مالک شوہر ہے؟ ساس سسر یا خود عورت؟ (ب) عورت کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے، مگر اس کے پاس رقم نہیں ہے جو بطور زکوٰۃ نکال سکے۔ اگر اس کے زیور کا مالک شوہر ہے اور اس کے پاس بھی کھا پی کر کچھ نہیں بچتا ہے، ایسی صورت میں زیور بیچ کر زکوٰۃ دے یا پھر کیا کرے؟ زیور کا کچھ حصہ بیچ کر زکوٰۃ ادا کرنے کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے عورت تیار نہیں ہے یا پھر قرض لے؟ (ج) عورت کے پاس ساڑھے پانچ تولہ صرف چاندی ہے، گھر میں کھا پی کر کچھ بچتا نہیں ہے، شوہر کے پاس ۵، ۶ ہزار روپے بینک بیلنس ہے۔ گھر میں ہر وقت کوئی نہ کوئی بیمار رہتا ہے۔ کب کیا ضرورت پڑ جائے اس کے حساب سے ۵، ۶ ہزار ہمیشہ یہ شوہر رکھتا ہے، اور موجودہ زمانے میں ۵، ۶ ہزار روپے اس مہنگائی کے زمانے میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جب کہ چاندی کے حساب سے ۵ / ہزار کا مالک صاحب نصاب ہو جاتا ہے، سونے اور چاندی کے نصاب میں بڑی ناانصافی معلوم ہوتی ہے؟ ایسی صورت میں کس طرح زکوۃ ادا کرے؟ (د) خالد کے دو لڑکے زید اور سعید دونوں کی بیویاں ہیں، دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں، زکوۃ کے لیے دونوں بیویوں کے زیورات اکٹھا کر کے نصاب مانا جائے گا یا نصاب کے لیے دونوں کا زیور الگ الگ حکم رکھتا ہے؟ بہت سے لوگ جن کی دو تین بہوئیں ہیں، ہر ایک ایک کو الگ الگ زیور کا مالک بناتے ہیں، اس صورت میں کسی تنہا بیوی کا زیور نصاب کو نہیں پہنچتا، شرعاً کیسا ہے؟ (ھ) جنید اور خالد دو بھائی ہیں، خالد کے تین لڑکے ہیں اور یہ تینوں نوکری کرتے ہیں۔ خالد اپنے تینوں لڑکوں کی عورتوں کا اور اپنی بیوی کا ملا کر نصاب لگاتے ہیں اور پھر زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ جنید اپنی عورت کا زیور خالد اور ان کی اولاد کے ساتھ نہیں ملاتے، وہ کہتے ہیں کہ ہماری بیوی کے زیور نصاب تک نہیں پہنچتے، اس لیے نہ میں زکوۃ نکالوں گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ مل کر نصاب میں شامل ہوں گا۔ شرعاً کیسا ہے؟ جب کہ خالد اور جنید ایک ساتھ رہتے ہیں، کھانا پینا رہنا سہنا سب ایک ساتھ ہے۔ (و) جنید اور خالد دونوں بھائی ہیں، خالد کے تین لڑکے ہیں، تینوں شادی شدہ ہیں، کوئی عورت صاحبِ نصاب ہے اور کوئی نہیں، تو زکوۃ خالد پر واجب ہوگی جو گھر کے مالک ہیں یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جس عورت کا زیور نصاب کو پہنچ رہا ہے اس کے نام ہوگی؟ اور اگر تینوں لڑکے اور تینوں عورتیں صاحبِ نصاب ہیں اور جنید بھی صاحب نصاب، تو سب پر قربانی لازم ہوگی یا گھر کے مالک ہونے کی صورت میں صرف خالد پر یا خالد، جنید لڑکوں کے باپ اور چچا دونوں پر واجب ہوگی؟

جواب (الف) عورت کے زیور کی مالکہ عورت ہی ہے البتہ اگر وہ زیور اس کو چڑھاوے میں دیا گیا ہے تو اس میں عرف کا اعتبار ہوگا (ب) زیور جس کی بھی ملکیت میں ہو اس پر اس کی زکوۃ واجب ہے، اگر اس کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نقد رقم موجود نہیں تو خود زیور کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں نکالے، بلکہ اصل حکم تو یہی ہے کہ جس مال میں زکوۃ واجب ہو اسی مال کا چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دیا جائے، لیکن اگر کوئی آدمی اس مال کے چالیسویں حصے کے بجائے اتنی قیمت زکوۃ کے طور پر دے دے تو بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔ زکوۃ ایک فریضہ ہے، اس کا ادا نہ کرنے والا فاسق ہے اور مستحقِ عذاب وعقاب، اگر قرض لے کر زکوۃ ادا کرے تب بھی ادا ہوجاتی ہے (ج) عورت کے پاس چاندی کا نصاب ہے، اس کی زکوۃ اس پر واجب ہے، مرد کے پاس نصاب کے بقدر روپے ہیں، ان کی زکوۃ اس پر واجب ہے۔ شریعتِ مطہرہ کی مقرر فرمودہ مقدار ونصاب پر ناانصافی کا اطلاق ایک مومن کی شان نہیں، اس سے توبہ ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ایمان کی حفاظت فرمائے (د) زیور اگر بہوؤں کی ملک ہے اور ہر ایک بہو کا زیور الگ سے مقدارِ نصاب نہیں ہے تو کسی پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور اگر وہ خسر کی ملکیت ہے اور دونوں ملا کر بقدرِ نصاب ہیں تو خسر پر زکوۃ واجب ہے (ہ) کھانا پینا ایک ساتھ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام اشیا کی ملکیت میں شرکت ہے، اس کے باوجود بہت سی اشیا میں ہر ایک کی مستقل ملکیت ہوتی ہے، زکوۃ میں ملکیت کا اعتبار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتا ہے جیسا کہ اوپر (د) میں بتلادیا گیا ہے (و) زکوۃ کی تفصیل اوپر آچکی ہے، جن جن حضرات کے پاس نصاب کے بقدر مال موجود ہے اور وہ ضروریات وحوائجِ اصلیہ سے زائد ہے تو چاہے وہ سونا چاندی نہ ہو اور اس پر سال بھی نہ گزرا ہو ان سب پر قربانی واجب ہے، صرف گھر کے ذمّے دار پر نہیں۔

عورت کے پاس نقد موجود نہ ہو تو زکوۃ کیسے؟

سوال ایک شوہر نے اپنی شادی کے وقت اپنی بیوی کو سونے کے زیورات ہدیے میں دیے۔ وہ آدمی مالدار ہے یا اس کی آمدنی کم ہے، اب زکوۃ نکالنے کے وقت شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں نے تجھے ہدیہ دیا، تو جانے تیرا کام جانے۔ اور اس عورت کے پاس پیسہ نہیں ہے اور نہ وہ کام کرتی ہے۔ کیا اس کو کام کرنا پڑے گا تاکہ وہ اپنی زکوۃ دے سکے؟

جواب جو زیورات عورت کو دیے گئے ہیں اگر وہ مقدارِ نصاب ہیں یا ان کے ساتھ نقد ملاکر نصاب پورا ہوجاتا ہے تو ان کی زکوۃ عورت پر واجب ہے۔ عورت کے پاس نقد موجود نہ ہو تو خود ان زیورات میں سے چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکالے، اس کے لیے کام کرنے کی ضرورت نہیں۔

شوہر مقروض ہو تو بھی بیوی کے مملوک زیور پر زکوۃ

سوال سید بشیر کے اوپر تقریباً دو لاکھ روپیہ کا قرض ہے، جب کہ اُس کی بیوی کے پاس ساڑھے آٹھ تولہ سونے کے زیورات ہیں۔ زیورات کی مالک بیوی ہی ہے، تو کیا شوہر کے مقروض ہونے کی وجہ سے اِن زیورات پر زکوۃ آئے گی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب چوں کہ ساڑھے آٹھ تولہ سونے کے زیورات کی مالک بیوی ہے اور اُس پر کوئی قرضہ بھی نہیں ہے۔ اِس لیے اُس پر اِن زیورات کی زکوۃ فرض ہے، اگر اُس کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے کوئی رقم موجود نہ ہو تو اس زیور کا چالیسواں حصہ نکال کر بطورِ زکوۃ غربا میں تقسیم کر دے۔

⑳ کتنا اور کس طرح کا قرض زکوٰۃ میں مانع ہوتا ہے؟

مانعِ زکوۃ قرض

سوال کتنا قرضہ ہو کہ جس کی بنا پر آدمی پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی ہر آدمی پر کچھ تو کچھ قرضہ ہوتا ہی ہے۔

جواب آدمی کے پاس زکوۃ واجب ہونے والا جو مال ہے، اس کی مجموعی مقدار میں سے اس کا جتنا بھی قرضہ ہے وضع (کم) کیا جائے، اس کے بعد جو مال بچ گیا وہ مقدارِ نصاب یا زیادہ ہے، تو اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔

قرضِ حسنہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

سوال جو روپیہ کسی کو قرضِ حسنہ دیا، اُس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب وصول ہونے کے بعد اُس روپے کی زکوٰۃ دی جائے گی، اگر وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۶ / ۴۵ بحوالہ شامی ۲ / ۱۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرض کی زکوۃ قرض دینے والے پر یا لینے والے پر؟

سوال زید نے بکر کو ایک لاکھ روپیہ قرض دیا۔ بکر نے یہ رقم اپنی ضرورت پر خرچ کردی، اور چار سال تک قرض دہندہ کو لوٹا نہیں سکا، کیا زید کی اِس رقم پر جو کہ اُس کے پاس نقد کی صورت میں نہ تو زید کے پاس موجود ہے نہ بکر کے پاس؛ کیا اِس صورت میں اُس رقم پر زکوۃ واجب ہے؟ اور اگر ہے تو اُس کی ادائیگی کی ذمّے داری کس پر ہے؟ زید پر یا بکر پر؟

جواب زید نے جو رقم بکر کو بطورِ قرض دی ہے اُس کی زکوۃ زید پر واجب ہے، چاہے تو ابھی دے دے اور چاہے تو قرض وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی ادا کردے۔

سونا ادھار خریدنے پر زکوٰۃ

سوال زید نے بکر کے پاس سے کچھ سونا یعنی بقدرِ نصاب یا اس سے زائد ادھار لیا۔ سونا تو زید کی ملکیت میں آچکا ہے، تو اب حولانِ حول کے بعد زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟ آیا زید پر یا بکر پر؟ اور کیا یہ خرید وفروخت بھی صحیح ہے یا نہیں؟ اور صحیح نہ ہونے کی صورت میں زید کیا کرے؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

جواب یہ خرید وفروخت اگر روپیوں کے عوض ہوئی ہے تو درست ہے اور جب وہ سونا زید کی ملکیت میں آچکا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی زید پر ہی واجب ہوگی، البتہ اگر زید مقروض ہے اور قرض کی ادائیگی کے لیے نقد رقم نہیں ہے تو اتنی مقدار اس سونے کی قیمت میں سے کم کی جاوے گی اور بقیہ سونے پر شریعتِ مطہرہ کے مقرر فرمودہ قانون کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۸۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قسط وار وصولی کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال: ایک آدمی نے ایک زمین بیچی۔ جس آدمی کو زمین دی وہ قسط وار اس کی قیمت ادا کرتا ہے۔ جس آدمی نے زمین بیچی ہے اس نے ایک دن مقرر کر رکھا ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے، (صاحبِ نصاب آدمی ہے) اب جب وہ دن آیا تو اس کی زمین کی کل قیمت کی وصولیابی نہیں ہوئی تھی، جب زکوٰۃ ادا کرے گا تو صرف اتنے حصے کی ادا کرے گا جو وصول ہو چکا، یا ابھی جو رقم آنی باقی ہے اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

جواب: جو رقم ابھی تک وصول نہیں ہوئی ہے اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت واجب نہیں ہے، بلکہ جب وہ وصول ہوگی اس وقت گذشتہ تمام مدت کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ وتجب عند قبض أربعين درهما من الدين القوي، كقرض، وبدل مال تجارة، فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم، وعند قبض مأتين منه لغيرها أي من بدل مال لغير تجارة، وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة و نحوهما مما هو مشغول بحوائجه الأصلية، كطعام وشراب واملاك ويعتبر مامضى من الحول قبل القبض في الأصح۔ (در مختار)

سکیورٹی ڈپازٹ پر زکوٰۃ نہیں

سوال: شہر بمبئی میں کرایے پر گھر لینے کی صورت میں کرایے کے ساتھ ڈپازٹ لینے کا رواج عام ہے اور اب تو بغیر ڈپازٹ کے گھر ملنا دشوار ہو گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیوہ عورت ہے جس کے پاس ذاتی ملکیت کا مکان بھی نہیں ہے، وہ خود ڈپازٹ مع کرایہ دے کر رہتی ہے، نیز گھر میں کوئی کمانے والا بھی نہیں ہے، خود محنت کر کے کرایہ ادا کرتی ہے اور گھر کا گزران چلاتی ہے۔ تو کیا اِس کی ڈپازٹ کی رقم پر زکوٰۃ آئے گی؟ کیوں کہ اگر وہ ڈپازٹ کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے گی تو ایک وقت آئے گا کہ ڈپازٹ کی رقم ختم ہو جائے گی اور وہ بالکل بے گھر ہو جائے گی۔ تو کیا اِس کی ڈپازٹ کی رقم ضرورتِ اصلیہ میں داخل ہوگی؟

جواب ڈپازٹ کی رقم بحکمِ رہن ہے اور رہن کی زکوٰۃ نہ راہن پر واجب ہے نہ مرتہن پر۔ وہ واپس کر دی جائے گی، تب بھی رہن (گذشتہ ایام) کی زکوٰۃ مالک کے ذمّے واجب نہ ہوگی۔ (از فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۱۲۰، ۱۲۱) 'اسلامک فقہ اکیڈمی کے اہم فقہی فیصلوں' میں ہے:
کرایے دار کی طرف سے مالکِ دکان ومکان وغیرہ کو پیشگی دی گئی ضمانت کی رقم (Security Deposit) پر زکوٰۃ کرایے دار کے ذمّے واجب نہیں ہوگی۔ (ص:۴۷)

۲۸ تجارت وکاروبار اور زکوٰۃ کے چند مسائل

تجارتی زمین پر زکوۃ ہے

سوال زید نے ایک زمین اس نیت سے خریدی کہ اس پر مکانات تعمیر کر کے فروخت کریں گے۔ چند سال تک وہ زمین خالی پڑی رہی، تو ان سالوں میں اس زمین کی زکوۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

جواب چوں کہ وہ زمین بھی مالِ تجارت کا ایک حصہ ہے، اس لیے جن سالوں میں وہ خالی پڑی رہی، ان سالوں کی بھی زکوۃ زید پر واجب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوٹل کے خام مال میں زکوٰۃ

سوال ہوٹل کے کاروبار میں ہر وقت ہوٹل چلانے کے لیے دس ہزار روپے کا خام مال، مثلاً آٹا، تیل، شکر وغیرہ رکھنا پڑتا ہے، جو حولانِ حول کے وقت بھی ہوتا ہے، تو کیا اِس اسٹاک مال پر زکوٰۃ ہوگی؟ اگر واجب ہوگی تو اجتماعی منافع میں سے سب کی اجازت سے ادا کرنے پر ادا ہو جائے گی؟ یا ہر حصے دار کو اپنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب خام مال وہی ہے جو فروخت ہوتا ہے، اِس لیے مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے اُس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن یہ حکم ہر اُس شریک کے لیے ہے جو صاحبِ نصابِ شرعی ہو۔ جن شرکا پر واجب ہے اُن کی اجازت سے اُن کی زکوٰۃ دیگر شریک نے ادا کر دی، تو وہ درست ہو جائے گی۔

زکوۃ میں کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا

سوال ایک دُکان دار ہے، وہ اپنے مال کی زکوۃ مال ہی سے نکالنا چاہتا ہے، مثلاً جوتے کی دکان ہے، تو خرید قیمت سے نکالے یا فروخت قیمت سے؟

جواب سال پورا ہونے پر جس قدر مال موجود ہو، اس وقت اس کی جتنی قیمت ہو اس کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔ (فتاوی محمودیہ ۳/ ۴۹) قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۲۹۹) اگر خود اس مالِ تجارت کا چالیسواں حصہ بطورِ زکوۃ دے دیا جائے تو کوئی دغدغہ نہیں رہے گا، مثلاً چالیس (جوڑی) جوتوں میں سے ایک (جوڑی) جوتا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرکت والے کاروبار میں زکوۃ

(سوال) ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو دکان کھلوائی ہے۔ رقم ایک بھائی کی ہے اور چلاتا دوسرا بھائی ہے۔ نفع برابر کا ہے۔ اُس کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ جب کہ یہ کاروبار شرکت میں ہے۔

(جواب) پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ جب کسی کاروبار کے لیے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اِس کو 'مضاربت' کہتے ہیں اور ہمارے یہاں عام طور سے اِس کو 'شرکت' کہہ دیا جاتا ہے۔ اِس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اُس کا منافع۔ اصل رقم کی زکوۃ اُس کے مالک کے ذمّے ہے اور اُس کے ذمّے منافع کے اُس حصے کی زکوۃ بھی واجب ہے جو اُسے ملے گا، اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اُس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اُس پر سال بھی گزر جائے تو اپنے حصے کی زکوۃ اُس پر بھی ہوگی۔ جو قِطعہ زمین کا دکان کے لیے خریدا ہے اُس پر زکوۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳/ ۳۵۰)

بیچنے کی نیت سے خریدی ہوئی زمین پر زکوۃ

(سوال) ایک شخص نے زمین اس نیت سے خریدی کہ اچھی قیمت آنے پر سات آٹھ سال کے بعد فروخت کردوں گا، تو کیا اس زمین پر زکوۃ آئے گی؟ ہمارے یہاں مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک تم نے مارکیٹ میں اسے نہیں رکھا یا کسی وکیل وغیرہ کو نہیں کہا تب تک زکوۃ فرض نہ ہوئی، تو کیا ان مفتی صاحب کا یہ کہنا درست ہے؟

(جواب) اس زمین کا بیچنے کے ارادے سے خریدنا اسی کا نام شرعاً تجارت ہے، اس لیے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مشترکہ منافع میں تصرف اور زکوۃ

سوال زید ایک مشترک ہوٹل کا ذمے دار ہے۔ سالانہ اس کو پچیس ہزار کی رقم منافع میں حاصل ہوتی ہے، جس میں وہ صرف بیس ہزار کی رقم اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ بعض مرتبہ ذمہ دار شرکاء کو اس کی اطلاع کرتا ہے اور بعض مرتبہ بلا اطلاع ہی ایسا کرتا ہے، نیز اطلاع دینے پر شرکا بعض مرتبہ دل سے اجازت دیتے ہیں اور بعض مرتبہ مصلحتاً دل نہ چاہتے ہوئے اجازت دیتے ہیں یا محض خاموشی سے کام لیتے ہیں، ان تمام صورتوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز ان سب صورتوں میں اس رقم کی زکوۃ کس پر واجب ہوگی؟ اور کس طرح ادا کی جائے گی؟

جواب اگر شرکا کی اجازت سے تصرف کیا ہے تو درست اور اس سے حاصل شدہ منافع بھی حلال ہے، ورنہ نہیں۔ (فان فعل ضمن) بالمخالفة (وكان ذلك الشراء له)۔ (قوله الشراء له) وله ربحه وعليه خسرانه ولكن يتصدق بالربح عندهما وعند ابي يوسف يطيب له اصله المودع اذا تصرف فيها وربح۔ اتقانی۔ (شامی ۴/ ۵۴۲) جو اجازت دل سے نہیں دی گئی ہے وہ معتبر نہیں ہے۔ قال رسول الله ﷺ الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرء الا بطيب نفس منه۔ (مشکوٰۃ: ۲۵۵) جب دل سے نہ دی گئی اجازت کا یہ حال ہے، تو خاموشی کی صورت میں کیسے جائز ہوگا؟ رہی زکوۃ، تو وہ بقدرِ حصص نفع ہر ایک شریک پر واجب ہوگی، بہ شرط یہ کہ دیگر شرائط اس میں موجود ہوں۔ فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض۔ (در مختار) جب وہ رقم ان کے پاس آجاوے اس وقت زکوۃ ادا کریں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

㉙ مدارس اور زکوٰۃ سے متعلق بعض مسائل

سُفرا کو زکوۃ دینے سے قبل اطمینان کرلیں

(سوال) بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے یہاں سالانہ زکوۃ کی رقم بہت زیادہ ہوتی ہے، ہم لوگ بہت سارے مدارس کے سفیروں (چندہ کرنے والوں) کو سالانہ خرچ کے اعتبار سے مختلف (۵۰۰، ۴۰۰، ۲۰۰) روپے دیتے ہیں، لیکن بہت سے ہمارے (پڑوسی) اعتراض کرتے ہیں کہ بہت سوں کو دینے سے کیا فائدہ؟ بلکہ کم کو زیادہ رقم عطا کرو تا کہ ان کا فائدہ ہو، حالاں کہ اس زمانے میں سفرا پر اعتبار کم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ مشورے سے مطلع فرمائیں۔

(جواب) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اپنے گمان کے مطابق مستحق اور مصرفِ زکوۃ سمجھ کر زکوۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا غلام یا کافر تھا، تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، دوبارہ دینی چاہیے، کیوں کہ غلام کی ملکیت تو آقا ہی کی ملکیت ہوتی ہے، وہ اس کی ملک سے نکلا ہی نہیں، اس لیے زکوۃ ادا نہیں ہوئی اور کافر زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر بعد میں یہ ثابت ہو کہ جس کو زکوۃ دی گئی ہے وہ مال دار یا سید ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے، تو زکوۃ کے اعادے کی ضرورت نہیں کیوں کہ رقمِ زکوۃ اس کی ملک سے نکل کر محلِ ثواب میں پہنچ چکی ہے اور تعینِ مصرف میں جو غلطی کسی اندھیرے یا مغالطے کی وجہ سے ہوگئی، وہ معاف ہے۔ (درمختار) (معارف القرآن ۴/ ۴۱۳)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ میں ہے: زکوۃ ادا کرتے وقت اگر گمان غالب تھا کہ یہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے، تو زکوۃ ادا ہوگئی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ۳/ ۳۹۸) اس لیے سُفرا کے متعلق جب تک ان کے صحیح ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہو، ان کو زکوۃ نہ دی جائے۔ رہا مشورہ دینے والوں کا آپ حضرات کو یہ مشورہ دینا- کہ مختلف جگہ پر تھوڑا تھوڑا دینے کے بجائے ایک جگہ پر زیادہ دیا جائے- یہ ان کی ایک سوچ ہے، اگر آپ کو ان کا یہ مشورہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے تو عمل کر سکتے ہیں، کوئی ضروری نہیں۔ ویسے بھی آپ تنہا ان کو زکوۃ کی رقم نہیں دے رہے ہیں بلکہ اور حضرات بھی دیتے ہیں، اور اسی طرح وہ بھی تنہا آپ سے زکوۃ وصول نہیں کر رہے ہیں بلکہ اور لوگوں کے پاس بھی جاتے ہیں۔

زکوۃ کا استعمال کس نوع کے طلبہ کے لیے

(سوال) زید کہتا ہے کہ بیت المال (زکوۃ) کا روپیہ مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے وہی لڑکے کھا سکتے ہیں جو بالکل نادار اور مفلس ہوں، اور جن کے والدین نہ ہو۔ اور جن کے والدین زندہ ہیں اور وہ حیثیت والے ہیں اور وہ لوگ اب لڑکوں کو تعلیم کے لیے مدرسے میں داخل کر دیں تو ان لڑکوں کے لیے زکوۃ کا پیسہ کھانا بالکل ناجائز اور حرام ہے، اور ان کے والدین کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد کو زکوۃ کا پیسہ کھلاویں۔ لہٰذا ان کے والدین سے ان لڑکوں کی فیس طعام وصول کی جائے گی، اگر فیس ادا نہ کرے گا تو گویا وہ اپنے لڑکوں کو ناجائز پیسہ کھلا رہا ہے جو گناہ کا سبب ہے، اور اس کے بالمقابل عمر کہتا ہے کہ مدرسے میں داخل ہونے والے ہر لڑکے کے لیے بلا کراہت مدرسے کا کھانا پینا بالکل جائز ہے، کوئی گناہ والی بات نہیں ہے، کیوں کہ مدرسے میں آنے کے بعد سب بچے برابر ہیں، چاہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غریب کا لڑکا ہو یا لاکھ پتی کروڑ پتی کا لڑکا ہو۔سب کھا سکتے ہیں۔ہاں اگر ان کے والدین بخوشی بچوں کا خرچہ دینا چاہیں تو ایک سے لاکھ تک مدرسے میں دے سکتے ہیں، مدرسہ ان کے اوپر زبردستی نہیں کرے گا کہ آپ کو اپنے بچوں کی فیس ادا کرنی ہوگی، نہیں تو آپ کے بچوں کے لیے مدرسے میں کھانا وغیرہ بالکل ناجائز ہے۔اب ان میں کون سی بات درست ہے؟

جواب جو طالبِ علم بالغ ہونے کے ساتھ خود صاحبِ نصاب نہیں ہے، تو اس کے لیے زکوۃ لینا درست ہے، چاہے اس کا باپ غنی ہو اور صاحبِ نصاب کیوں نہ ہو، البتہ اگر وہ طالبِ علم بالغ نہیں ہے بلکہ نابالغ ہے اور اس کا باپ غنی اور صاحبِ نصاب ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:ولا إلى طفله (أي الغنى) بخلاف ولده الكبير وأبيه وامرأته الفقراء وطفل الغنية، فيجوز لانتفاء المانع۔(درمختار ۲/۷۲)اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:(قوله:ولا إلى طفله) أي الغنى فيصرف إلى البالغ لو ذكرا صحيحا۔ قسهتاني۔ فأفاد أن المراد بالطفل غير بالغ ذكرا كان أو أنثى، في عيال أبيه أو لا، على الأصح؛ لما أنه يعد غنيا بغناه۔ نهر۔ (قوله: بخلاف ولده الكبير) أي البالغ كما مر الخ۔.

(شامی ۲/۷۲)

نابالغ بچوں کے ذریعے تملیکِ زکوۃ

سوال نابالغ بچوں کی تملیک کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ان کی تملیک کا اعتبار ہے؟

جواب نابالغ بچوں کا باپ اگر غنی (صاحبِ نصاب) ہے تو ان کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور اگر ان کے باپ فقرا ومساکین ہیں تو ان کو مالک بنانے سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(درمختار شامی ۲/ ۷۲)لیکن اس کے بعد وہ رقم ان نابالغ بچوں سے فیس کے طور پر تو وصول کی جاسکتی ہے لیکن ان کی طرف سے بطورِ عطیہ مدرسے میں جمع نہیں کی جاسکتی، اس لیے کہ نابالغ بچّے کا یہ تصرف درست نہیں۔(کما ھو مصرح فی کتاب الحجر والمأذون من الفقہ)

زکوۃ کی رقم سے تعمیراتی کام

سوال: زکوۃ کی رقم سے بیرونی طلبہ کے لیے دارالاقامہ کی تعمیر درست ہے یا غیر درست؟

جواب: زکوۃ کی رقم براہِ راست بغیر تملیکِ شرعی، دارالاقامہ یا کسی اَور تعمیراتی کام میں استعمال کرنا درست نہیں۔(شامی ۲/ ۶۸)

(۳۰) زکوٰۃ کے مصرف سے متعلق چند مسائل

سوال: (۱) اگر کوئی شخص صاحبِ نصاب ہو اور فی الحال گھر خرچ میں تنگی ہے، تو کیا اس کو زکوۃ کا پیسہ دے سکتے ہیں؟ (۲) صاحبِ نصاب کسے کہتے ہیں؟ اگر اس پر تفصیلی خلاصہ کر دیتے تو زکاۃ کی رقم ادا کرنے میں عافیت ہوتی (۳) کسی کو کاروبار کرنے کے لیے بھی دے سکتے ہیں تو کتنی رقم دے سکتے ہیں؟ (۴) ایک گھرانہ ایسا ہے جس کے گھر کے آدمی دین سے دور ہیں اور سٹہ کھیلتے ہیں، گھر کے خرچ کے لیے اسے زکاۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۵) وطن میں ایک مدرسہ ہے، جس میں ۷۰ طلبا صرف عربی تعلیم حاصل کر کے گھر چلے جاتے ہیں، وہاں پر کھانے یا رہنے کا کسی قسم کا نظم نہیں ہے، تو کیا وہاں کے مدرس کو یا اَور اخراجات کے لیے زکاۃ کا پیسہ دے سکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب ① جو آدمی صاحبِ نصاب ہو، اس کو زکوۃ کی رقم نہیں دی جا سکتی ② جس کے پاس ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو، اس کو شریعت میں مال دار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو تو سوداگری کا اسباب تو نہیں، لیکن ضرورت سے زائد ہے، وہ بھی مال دار ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوۃ واجب نہیں۔ اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے، یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں، اس کو غریب کہتے ہیں، ایسے لوگوں کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور گھر گرھستی جو اکثر کام میں رہتی ہے، یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں، اس کے ہونے سے مال دار نہیں ہوتا، چاہے جتنی قیمت کی ہو، اس لیے اس کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ کسی کے پاس پانچ مکان ہیں جن کو کرایے پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتا ہے، لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوۃ واجب (مثلاً چاندی، سونا، سامانِ تجارت)، تو ایسے شخص کو بھی زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ (بہشتی زیور ۳/۳۱) ③ جو صاحبِ نصاب نہ ہو اس کو زکوۃ کی رقم کاروبار کرنے کے لیے مالک بنا کر دے سکتے ہیں۔ اتنی رقم دے کہ وہ صاحبِ نصاب نہ بن جائے ④ دے سکتے ہیں ⑤ وہ مدرس اگر صاحبِ نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوۃ کی رقم ادائیگی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زکوۃ کے لیے مالک بنا کر دی جاسکتی ہے، تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی۔ مدرسے کے اخراجات کے لیے دینا درست نہیں ہے۔

کیا مقروض مستحق زکوۃ ہے؟

سوال اگر کسی کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے تو وہ آدمی رکشا ٹیکسی یا چھوٹی موٹی دُکان یا بنا بنا ہوا گھر ادھار خریدے، یا کسی کے پاس سے وہ رقم لے کر خریدے، پھر وہ مقروض ہوجائے تو زکوۃ کی رقم کا مالک بنادے اور وہ اپنا قرض پورا کردے تو یہ شرعاً کیسا ہے؟

جواب مقروض کا قرض ادا کرنے کے لیے رقمِ زکوۃ اس کو دی جاسکتی ہے۔

مقدّمے کے لیے زکوۃ دینا

سوال ایک شخص مقدمے کے لیے زکوۃ کی رقم طلب کرتا ہے، حالاں کہ نہ اس نے کبھی زکوۃ لی اور نہ دی ہے۔ اگر وہ کسی سے مقدمے کے لیے زکوۃ طلب کرتا ہے تو زکوۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور زکوۃ دینے والے کے ذمّے سے زکوۃ ساقط ہوگی اور وہ بری الذمہ ہوجائے گا؟

جواب اگر اس کے پاس اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد اتنا مال نہیں ہے جس کی قیمت ۶۱۳ (چھ سو تیرہ) گرام چاندی کے برابر ہو تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں اور اس صورت میں اس کو دینے سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔

مدرسے کے طلبہ کو زکوٰۃ دینا

سوال مدرسے میں جو رقم بطورِ زکوۃ کے دی جاتی ہے، اس کے حیلے کے لیے غریب طلبا کو دینا ہی ضروری ہے یا مالدار کو بھی دے کر کے حیلہ کر سکتے ہیں؟ نیز جو رقم للہ دی گئی ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس رقم کے ذریعے سے مدرسے کی بلڈنگ وغیرہ باندھ سکتے ہیں یا بلڈنگ کے لیے مستقل چندہ کرنا ضروری ہے؟

جواب وہ رقم جس طالبِ علم کو دی جارہی ہے اس کا مستحقِ زکوٰۃ ہونا ضروری ہے، اب اگر وہ طالبِ علم بالغ ہے تو اتنا کافی ہے کہ خود اس کی ملکیت میں بقدرِ نصاب کچھ نہ ہو، چاہے اس کا باپ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ طالبِ علم نابالغ ہے تو اس صورت میں اگر اس کا باپ مالدار (مالکِ نصاب) ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ ولا إلی طفله بخلاف ولده الکبیر۔ (درمختار) (قوله ولا إلی طفله) أي الغني، فیصرف إلی البالغ ولو ذکرا صحیحا، قهستاني۔ فأفاد أن المراد بالطفل غیر البالغ ذکرا کان أو انثیٰ في عیال أبیه أولا علی الاصح۔ (شامی ۲/۷۲)

□□□□

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب چہارم: رؤیت ہلال

ثبوتِ ہلال میں گذشتہ ماہ کا اعتبار

(سوال) ذی الحجہ کے ۲۹/ چاند کی کہیں سے بھی اطلاع نہیں تھی لیکن ذیقعدہ کے ۲۹/ چاند کی اطلاع موصول ہوگئی۔ تو اِس حساب سے ذیقعدہ کے ۳۰/ دن منگل کو پورے ہو جاتے تھے، جس کی بنا پر چند جگہ عید الاضحیٰ بدھ ۵/ اگست ۱۹۸۷ء کو منائی گئی۔ تو کیا ثبوتِ ہلال میں گذشتہ مہینے کا اعتبار کیا جائے گا؟ براہ کرم اِس مسئلے کو ضرور واضح فرمائیں۔

(جواب) اگر شوال کی رویتِ ہلال بطریقِ موجب حاصل ہوئی اور اُس کے حساب سے ذوالقعدہ کے تیس دن پورے کیے ہیں تو عید کر سکتے ہیں۔ فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب كما مر.

(درمختار علی ھامش الشامی: ۲/ ۱۰۵)

ثبوتِ ہلال میں شہادت کا محل ہونا ضروری ہے

(سوال) سعودی عربیہ میں قرانِ شمس وقمر سے پہلے اور قرانِ شمس وقمر کے وقت یا قرانِ شمس وقمر کے چند گھنٹوں ہی کے بعد رویتِ ہلال کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آیا اُسے معتبر مانا جائے گا یا نہیں؟ وہاں کے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہم آبزرویٹی رصدگاہوں کا کوئی اعتبار نہیں کرتے ہیں، ہم صرف رویتِ ہلال کا اعتبار کرتے ہیں۔ تو اب شریعتِ اسلامیہ کا اِس بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا چاند کی رویت کو بھی آبروزیٹی کی کسوٹی پر پرکھا جانا ضروری ہے یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صرف دین دار مسلمانوں کی رویت کا اعتبار کر کے اُسے قبول کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ سعودیہ کے علمائے کرام قبول فرماتے ہیں؟ حالاں کہ وہ رویت قرانِ شمس وقمر سے قبل یا متصل یا چند ہی گھنٹے بعد ہو۔

اِس بارے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں، ہم انگلینڈ میں -جہاں کبھی بھی چاند نظر نہیں آتا ہے- مجبورِ محض ہیں۔ ملک میں سعودیہ کے چاند پر فیصلہ کرنا چاہتے تھے، مگر ایک عالمِ دین نے یہ بات کہہ کر کہ سعودیہ میں قرانِ شمس وقمر سے پہلے یا متصل یا چند ہی گھنٹوں کے بعد رویتِ ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے، جو غلط ہے، ہمارے فیصلے کو ٹھکرا دیا۔ اِس لیے آں جناب کی طرف رجوع ہو کر دریافت کرتے ہیں، اِس سے قبل آں جناب کی خدمت میں سعودیہ کے علمائے کرام کے فیصلوں کی نوعیت کا رسالہ ارسال کیا جا چکا ہے۔

جواب چاند کا نکلنا سب مقامات پر بیک وقت نہیں ہے، بلکہ اِس میں قدرت کا پیدا کیا ہوا اختلاف ہے۔ کہیں ایک دن پہلے طلوع ہوتا ہے، کہیں دو دن پہلے۔ اگر شرعی اصول کے مطابق ایک ملک میں چاند کی رویت ثابت ہو جائے اور دو عادل شاہد بذریعۂ ہوائی جہاز ایسے ملک میں آکر شہادت دیں جہاں اُس روز اٹھائیس تاریخ ہو، تو شاہدوں کے عادل وثقہ ہونے کے باوجود اُن کی شہادت قابلِ سماعت نہیں ہوگی۔ شہادت کے لیے محل ہونا ضروری ہے۔ اُس کا محل یوم الشک ہے یعنی ۲۹ر تاریخ، اور ۲۸ تاریخ کو تو شہادت لی بھی نہیں جائے گی، نہ شاہد کا ذب قرار دیا جائے گا۔ اگر چار آدمی عادل معتبر کسی شخص کے متعلق گواہی دیں کہ ہم نے اِس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ شخص مجبوب ہے یعنی اُس کے پاس آلہ ہی موجود نہیں بلکہ مقطوع ہے، تو اِن شاہدوں کی وجہ سے اُس شخص کو سنگسار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں کیا جائے گا، نہ شاہدوں کے حدِ قذف جاری ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۱۳۹، ۱۴۰)
صورتِ مسئولہ میں حکومتِ سعودیہ کا یہ فیصلہ ۲۹ تاریخ کو شہادتِ رویت کی بنیاد پر ہے تو محلِ شہادت موجود ہے اِس لیے قابلِ قبول ہے، ورنہ نہیں۔

سعودیہ کا فیصلہ مسلکِ حنفی کی نظر میں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مندرجۂ ذیل ہلال کے بارے میں؟ ① سعودی عربیہ میں ہمیشہ سب سے پہلے چاند کی رویت ہوتی ہے، کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا ② پوری دنیا سے ہمیشہ ایک دن پہلے رویتِ ہلال ہوتی ہے، ہندوپاک سے اکثر دو دن اور ہمیشہ ایک دن قبل رویت کا اعلان ہوتا ہے ③ سعودیہ سے مغربی ملک مراکش میں باقاعدہ چاند دیکھنے کا انتظام ہے، اور اس کے لیے وزارۃ الاوقاف بھی ہے۔ وہاں سے بھی سعودیہ ہمیشہ ایک روز قبل رویت کا اعلان کرتا ہے اور امسال جمادی الاولیٰ میں دو روز مؤخر تھا ④ سعودیہ کی رویت کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہاں چاند دیکھ کر فیصلہ نہیں کرتے، بلکہ قرانِ شمس وقمر (نیومون) ہوتے ہی رویت مان لی جاتی ہے ⑤ وہاں رویت کا فیصلہ ہمیشہ شہادت پر ہوتا ہے کبھی عمومی رویت نہیں ہوتی ⑥ نیومون (قرانِ شمس وقمر) کے فوراً بعد یا چار چھے گھنٹے اور کبھی تو نیومون سے پہلے سے ہی رویت ہو جاتی ہے۔ (اوقات نیومون کی فہرست سے اس کا مکمل ثبوت ہوتا ہے) ⑦ کئی شہادتیں موجود ہیں کہ صبح مشرق میں چاند نظر آیا اور اسی شام کو سعودیہ نے رویت کا اعلان کیا ⑧ سورج گہن میں لگا ہوا ہے اور اسی وقت سعودیہ نے رویت کا اعلان کر دیا، حالاں کہ یہ ناممکن ہے (ثبوت کے لیے سورج گہن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور تاریخ سعودیہ کی فوٹو کاپی پیش خدمت ہے) ⑨ سعودیہ کی رویت کے مطابق کبھی چودھویں، پندرھویں تاریخ کو بدر نہیں ہوتا بلکہ پندرھویں اور سولھویں کو بدر ہوتا ہے۔ (ہر مشاہدہ کرنے والے کو اس کا بخوبی علم ہے) ⑩ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں رویتِ ہلال کمیٹی ہے اور دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں تو کیا: (الف) یہ رویت صحیح ہے؟ اور اس سے ہم برطانیہ والے رویت کی اطلاع لے سکتے ہیں؟ (ب) اطلاع لینے کا شرعی معتبر طریقہ کیا ہے؟ رمضان وشعبان بہت قریب ہے، اس لیے جلد جواب مرحمت فرمائیں۔ ہم لوگوں کی تراویح اور روزے اور عیدین کا اہم مسئلہ ہے۔

جواب جب چاند کی رویت عام نہ ہو سکے، صرف دو چار آدمیوں نے دیکھا ہو تو یہ صورتِ حال اگر ایسی فضا میں ہو کہ مطلع صاف ہو، چاند دیکھنے سے کوئی بادل یا دھواں غبار وغیرہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں صرف دو تین آدمیوں کی رویت اور شہادت شرعاً قابلِ اعتماد نہ ہوگی، جب تک مسلمانوں کی بڑی جماعت اپنے دیکھنے کی شہادت نہ دے، چاند کی رویت تسلیم نہ کی جائے گی۔ جو دیکھنے کی شہادت دے رہے ہیں اس کو ان کا مغالطہ یا جھوٹ قرار دیا جائے۔ ہاں اگر مطلع صاف نہیں تھا، غبار آلود تھا۔ دھواں، بادل وغیرہ افق پر ایسا تھا جو چاند دیکھنے میں مانع ہوسکتا ہے۔ ایسی حالت میں رمضان کے لیے ایک ثقہ کی اور عیدین وغیرہ کے لیے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۳۹۹، ۴۴۰)

یہ وہ طریق کار ہے جو رویتِ ہلال کے فیصلہ کے لیے احناف کے نزدیک ضروری ہے۔ حکومتِ سعودیہ میں رویتِ ہلال کا فیصلہ جس انداز سے ہو رہا ہے وہ اہلِ علم کے درمیان موضوعِ نزاع ہے۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سلسلے میں جو رائے قائم فرمائی ہے وہ ایک موزون اور صائب رائے ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ’حکومت سعودیہ میں رویتِ ہلال کا فیصلہ مسلکِ حنفیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ بداہت کے بھی خلاف ہوتا ہے، اس لیے وہ پاکستان کے لیے حجت نہیں‘۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۴۱۶)

جب وہ فیصلہ مسلکِ حنفی کے خلاف ہونے کی وجہ سے پاکستان کے لیے حجت نہیں تو برطانیہ میں مقیم احناف کے لیے کیسے حجت ہوگا؟

② برطانیہ کے حالات کے پیشِ نظر اہلِ برطانیہ کے لیے جو طریق کار مفتیِ گجرات حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم (رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے: ’اپنے نزدیک کے ممالک- جہاں پر طلوع وغیرہ میں زیادہ تفاوت نہ ہو اور انتیسویں کا چاند نظر آتا ہو- ایسے ملک سے رابطہ اور تعلق رکھنا چاہیے اور یہ زیادہ مناسب ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہو کہ ہلالِ رمضان کے بارے میں وہاں کے تین چار دین دار اور معتمد آدمیوں کے فون کی خبر پر جب تم ان کی آواز اچھی طرح پہچان سکو اور تمھیں چاند نظر آنے کا یقین پیدا ہو جائے تو رمضان کا فیصلہ کر دو۔ لیکن ہلالِ عید کے لیے شہادت شرط ہے، اس کے لیے ایسا انتظام کیا جائے کہ وہاں کے دو دین دار معتمد آدمی خود چاند دیکھ کر بذریعۂ طیارہ (ہوائی جہاز) آ کر شہادت دیں، یا یہاں سے دو دین دار معتمد آدمی جا کر خود چاند دیکھنے والوں کی گواہی لیں یا وہاں کے مفتی، قاضی، خطیب یا ہلال کمیٹی کے صدر معتمد علیہ کا سندی فرمان لے آئیں، جس کو یہاں کے معتمد علماء قبول کرلیں تو اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳/۷۷، ۷۸) اس سلسلے میں مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۱۸۲ تا ۱۸۶، جواہر الفقہ ۱/ ۴۰۰ تا ۴۰۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوربین سے رویتِ ہلال

سوال: دوربین سے چاند دیکھنا کیسا ہے؟ ممکن ہے آنکھوں سے نظر نہ آئے اور دُوربین سے نظر آجائے، تو کیا دوربین سے نظر آنے کے بعد رمضان کا فرض روزہ رکھا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ 'صوموا الرویته' کے خلاف نہ ہوگا؟

جواب: اس مسئلے پر تفصیلی کلام حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ حدیث پاک 'صوموا الرویته' الخ پیش کر کے تحریر فرماتے ہیں: 'جس کا حاصل یہ ہے کہ ریاضی کی تدقیقات اور ہیئت ونجوم کے حسابات میں جائے بغیر ہر شہر کے آدمی سادہ طور پر اپنی اپنی جگہ پر چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔ چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے مہینہ ختم کرلیں۔ چاند دیکھنے کے لیے اہتمام بھی صرف اتنا کہ کسی ایسی جگہ جہاں مطلعِ قمر میں کوئی چیز حائل نہ ہو، کھڑے ہو کر دیکھ لیں، اس سے زیادہ اہتمام کو پسند نہیں فرمایا'۔ (آلات جدیدہ ۱۷۳) آگے فرماتے ہیں: 'عہدِ رسالت اور خلافتِ راشدہ اور قرونِ خیر کے اس تعامل کی بناء پر ہمارے نزدیک کسی طرح مستحسن اور پسندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اڑ کر (یا دوربین کے ذریعے) چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے'۔ (۱۷۴)

اپنے ایک دوسرے رسالے 'رویتِ ہلال' میں تحریر فرماتے ہیں: 'حاصل اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہوا کہ تمام احکامِ شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں، ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ مدارِ احکام چاند کا افق پر وجود نہیں بلکہ رویت ہے۔ اگر چاند افق پر موجود ہو، مگر کسی وجہ سے قابلِ رویت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں وجود کا اعتبار نہ کیا جاوے گا۔ (۱۶-۱۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب یہ بات کہ دوربین کے ذریعے چاند دیکھا گیا تو اس کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ چاند اس قدر تھا کہ بغیر دوربین کے دیکھنے والے بھی اگر اہتمام وتوجہ سے کام لیتے تو انھیں نظر آجاتا، تو اس صورت میں دوربین سے دیکھا گیا بھی معتبر ہوگا، ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ بعض وہ دوربین جو آفتاب کی شعاع کو انسانی نگاہ کے درمیان حائل نہیں ہونے دیتی، ان کے ذریعے تو چاند کسی بھی تاریخ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (ماخوذ از رویت ہلال ۱۳)

چناں چہ ہوائی جہاز سے متعلق اسی قسم کی ایک صورت کے متعلق حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اتفاقی طور پر کوئی ہوائی جہاز کا مسافر چاند دیکھ لے اور آکر شہادت دے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے، کیوں کہ اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ نیچے کی ہوا میں گرد وغبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہ پر ہوا صاف ہونے کی وجہ سے نظر آجائے۔ کما قال الشامي: وقد یری الهلال من أعلی الأماکن مالا یری من الأسفل فلا یکون تفرده بالرویة خلاف الظاهر۔ (۲/۱۲۷) شرط یہ ہے کہ ہوائی پرواز اتنی اونچی نہ ہو کہ جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں، کیوں کہ شرعاً رویت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ سکیں۔ اس لیے اگر بیس تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے، تو اس بستی کے لیے وہ رویت معتبر نہیں، جس سے عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ (آلات جدیدہ: ۱۷۴، ۱۷۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

غائبانہ خبروں اور ہوائی جہاز سے رویتِ ہلال

سوال ① ہمارے یہاں (بوتسوانہ) میں ۲۹/شعبان اور ۲۹ / رمضان کو رویت نہ ہوسکی، نیز ہمارے پڑوسی ممالک مثلاً جنوبی افریقہ، زامبیا، زمبابوے وغیرہ میں بھی رویت نہ ہوئی۔ البتہ ملاوی جو ہمارے ملک سے تقریباً ہزار سے ڈیڑھ ہزار میل دور ہے، وہاں رویت ہوئی، اور ہمیں معتبر ذریعے سے خبر ملی تو ہم ملاوی کی خبر سے عیدالفطر کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اس سے مطلع فرمائیں۔ ② ہوائی جہاز کے ذریعہ فضا میں جا کر رمضان اور عید کے چاند کو تلاش کرسکتے ہیں یا نہیں؟ ③ زمین پر رویت نہ ہوسکی، البتہ دو معتبر حضرات نے ہوائی جہاز کے ذریعے فضا میں جا کر رویت کی، تو اس رویت کی وجہ سے عید اور رمضان کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اس سے مطلع فرمائیں۔ ④ مطلع ہمارے یہاں صاف تھا اور رویت نہ ہوسکی، تو ہم رویت کے سلسلے میں دوسرے شہروں اور ملکوں میں تحقیق کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ① ہلالِ رمضان کے علاوہ عید، بقرعید یا کسی دوسرے مہینے کے لیے ثبوتِ ہلال باقاعدہ شہادت کے بغیر نہیں ہوسکتا، اور شہادت کے لیے حاضر ہونا لازمی ہے۔ غائبانہ خبروں کے ذریعے شہادت ادا نہیں ہوسکتی، خواہ وہ قدیم طرز کے آلات خبر رسانی خط وغیرہ ہوں یا جدید طرز کے ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ۔ (رویتِ ہلال ص ۵۰ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) اس لیے محض ملاوی کی خبر پر آپ حضرات کے لیے عیدالفطر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ② ③ رویتِ ہلال کے لیے شریعتِ مطہرہ نے جس طریقے کی نشان دہی فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوائی جہاز میں اڑ کر چاند تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس قسم کا اہتمام شرعاً

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مطلوب نہیں۔اس کے باوجود اگر کچھ لوگوں نے اس طرح چاند دیکھ کر اگر اس کی شہادت دی،توشریعتِ مطہرہ کے مقرر فرمودہ ضابطۂ شہادت اور ثبوتِ رویت کے قانون کا لحاظ کرتے ہوئے اس شہادت پر عمل ہوسکتا ہے۔(ماخوذ از قدیم نظام الفتاویٰ ۱/۲۲۸،۲۲۹)④ یہ طریقہ بھی شرعاً مطلوب نہیں ہے۔

چاند کی شہادت کو فلکی حسابات کی بنیاد پر رد کرنا

(سوال) عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں برطانیہ میں رمضان ۱۴۳۱ھ کے موقع پر ۲۹ ویں شعبان ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۰ اگست ۲۰۱۰ء منگل کی شام 'برمنگھم' شہر کے تین حضرات نے رمضان کا چاند دیکھا، جن کی گواہیاں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کے وفد نے 'بر منگھم' جاکر گواہوں سے روبرو مل کرلیں۔ان گواہوں کی خصوصیات میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبِ ترتیب ہیں، جب کہ ایک گواہ عالمِ دین، دوسرا حافظِ قرآن ہے اور تیسرے گواہ تبلیغی جماعت میں عرصے سے دعوت کے کام میں جڑے ہوئے ہیں۔ان تینوں حضرات کی گواہی چاند کمیٹی کے وفد نے ان سے مل کر سنی اور تحریری دستخط بھی لیے،جس کی تفصیل ساتھ میں روانہ کردہ گواہی کے کاغذات میں موجود ہے۔ یادرہے کہ اس سے قبل بھی چاند کمیٹی کے اعلانات کے پچھلے پچیس سالہ ۲۹/ ویں دن کے تسلسل کی شام کو برطانیہ میں-جو کہ بہت چھوٹا ملک ہے، بہ شمول دارالعلوم بری کے ۸/ نیز دارالعلوم لیسٹر کے ۳/ طلباء-بیس مواقع پر چاند کی رویت وشہادت ہوئی ہے جن تمام کا ریکارڈ ہماری ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔ بہرحال بعض حضرات نے اس گواہی کو یہ کہہ کر تسلیم نہیں کیا کہ یہ شہادت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مفروضہ فلکیاتی نیومون تھیوری کے حسابات کے خلاف ہونے کی وجہ سے مشکوک و متہم ہے، کیوں کہ فلکیاتی حساب کے مطابق اس چاند کے دکھائی دینے کے امکانات اس وقت بالکل نہ تھے۔ اس کے علاوہ چاند کمیٹی نے گواہوں سے جو گواہی لی وہ رمضان شروع ہونے کے ایک ہفتے بعد لی، وغیرہ۔ حالاں کہ نصوص وفتاویٰ کے مطابق مذکورہ وجوہ کی بنیاد پر اس شام رمضان کی 'عدمِ فرضیت' کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔

یاد رہے کہ چاند کمیٹی نے مذکورہ شہادت کے بعد اپنے اعلانات میں 'فقہاء و مفتیانِ کرام کے ثبوتِ ہلال کے مسئلے میں فلکیات کے عمل دخل کی تردید میں جو فتاویٰ آپ حضرات کے ہیں (جو ہماری ویب سائٹ پر الگ سے و کتب میں بھی ہیں) انھیں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس چھوٹ جانے والے روزے کی قضاء کے لیے بھی عوام کو مطلع کیا، مگر بعض لوگ مفروضہ نیومون تھیوری کے حسابات جو (۴۳۱ ق م کیمیتون فلسفی کی سوچ ونظریہ ہے اور جو) اسلام کی آمد سے پہلے ۳۵۸ء کے یہودی ربائی حالیل دوم نے دینِ موسوی میں تحریف کر کے جسے دخیل بنایا تھا، اسے شہادتِ ہلال کے لیے 'کسوٹی' مانتے ہیں اور دلیلاً آیتِ شریفہ ﴿الشمس والقمر بحسبان﴾ پیش کرتے ہیں۔ اس طرح انھوں نے مذکورہ شہادت کو رد کر کے روزے کی قضاء کرنے کا بھی انکار کر دیا! اس طرح نعوذ باللہ ماقبل اسلام اور ماقبل مسیح کی فلسفیانہ تھیوری کو نصوص کے خلاف استعمال کیا، جسے آپ ﷺ نے حدیثِ امّی سے رد کر دیا تھا! اب وہ عوام جن کا روزہ شہادت کی بنیاد پر چھوٹ گیا ہے وہ گومگو کی حالت میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ 'ہمارا روزہ قضاء نہ کرنے کا وبال ان لوگوں پر ہوگا جنھوں نے اس کی قضاء کے لیے منع کیا ہے'! اس تفصیل کے ضمن میں ذیل کے سوالات کے جوابات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درکار ہیں: ① کیا برمنگھم کے مذکورہ گواہوں کی شہادت کو چاند کے فلکی حسابات اور اس کی نیومون تھیوری کی کسوٹی کی بنیاد پر رد کرنا جائز ہے؟ ② جن لوگوں کا روزہ مذکورہ شہادت کی بنیاد پر چھوٹ گیا ہے اس کی قضا وہ یہ سمجھ کر نہ کریں کہ 'اس کا وبال ہم پر نہیں ہوگا بلکہ جنھوں نے منع کیا ہے ان پر ہوگا'، تو کیا ان کا یہ عذر شرعاً قابلِ حجت ہے؟ یا پھر ان پر قضاء ضروری ہے؟ **بینوا و توجروا** بقلم: مولوی یعقوب احمد مفتاحی (ناظم حزب العلماء یوکے و مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ)

جواب ① فلکی حساب کی بنیاد پر شرعی شہادت کو رد کرنا جائز نہیں۔ ہر دور میں فقہاء نے رمضان و عیدین کا دار و مدار رؤیتِ ہلال پر رکھا ہے۔ تدقیقاتِ فلسفیہ اور قواعدِ ریاضیہ یا آلاتِ رصدیہ اور حساب پر نہیں رکھا۔ جن لوگوں نے فلکی حساب کو معیار بنا کر آیتِ کریمہ ﴿الشمس والقمر بحسبان﴾ سے استدلال کیا ہے، یہ استدلال بھی درست نہیں۔ مذکورہ آیتِ کریمہ سورۂ رحمٰن میں ہے۔ انسان کے لیے حق تعالیٰ نے جو نعمتیں زمین و آسمان میں پیدا فرمائی ہیں، اس آیت میں علویات کی نعمتوں میں سے شمس و قمر کا ذکر خصوصیت سے شاید اس لیے آیا ہے کہ عالمِ دنیا کا سارا نظام کار اِن دونوں سیاروں کی حرکات اور ان کی شعاعوں سے وابستہ ہے۔ اور لفظ حسبان بضم الحاء بعض حضرات نے فرمایا کہ حساب کے معنی میں مصدر ہے، جیسے غفران، سبحان، قرآن۔ اور بعض نے فرمایا کہ حساب کی جمع ہے، اور مراد آیت کی یہ ہے کہ شمس و قمر کی حرکات جن پر انسانی زندگی کے تمام کاروبار موقوف ہیں، رات دن کا اختلاف، موسموں کی تبدیلی، سال اور مہینوں کی تعیین، ان تمام کی حرکات اور دوروں کا نظام محکم ایک خاص حساب اور اندازے کے مطابق چل رہا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔اور اگر حسبان کو حساب کی جمع قرار دیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک کے دورے کا الگ الگ حساب ہے، مختلف قسم کے حسابوں پر یہ نظامِ شمسی اور قمری چل رہا ہے۔اور حساب بھی ایسا محکم و مضبوط کہ لاکھوں سال سے اس میں ایک منٹ، ایک سیکنڈ کا فرق نہیں آیا۔(معارف القرآن:۶/ ۲۴۴)

تفصیلِ بالا سے معلوم ہوا کہ شمس وقمر کی سیر ایک خاص حساب اور ضابطے اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ یہ دونوں اس حساب سے سرِ مو تجاوز نہیں کر سکے۔لیکن اس خاص حساب کی تفصیل تو قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ۔ یہ کیا ضروری ہے کہ اہلِ ہیئت و ریاضی جس حساب کے دعوے دار ہیں، وہی مراد ہو۔(محمود الفتاویٰ ۲/ ۱۴۳)اور اگر تھوڑی دیر کے لیے مان لیا جائے وہی حساب مراد ہے، تب بھی یہ دعوی کہ ’وہ حساب یقینی اور قطعی ہے‘ محلِ نظر ہے۔سائنس کے نظریات یقین اور مشاہدے کے بجائے ظن اور تخمین پر مبنی ہیں۔ سائنس کی ایسی تحقیقات جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے ٹکراتی ہوں، قابلِ قبول نہیں۔ ایسے مواقع پر سیدھا اور صاف راستہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی تصریحات پر عمل کیا جائے اور سائنسی معلومات پر عمل نہ کیا جائے۔

کیوں چاند میں کھوئے ہو، الجھے ہو ستاروں میں
حل کو ڈھونڈو قرآن و حدیث کے اشاروں میں

۲ شرعی شہادت کی بنیاد پر رمضان کا فیصلہ کیا گیا،فیصلہ کرنے والے حضرات نے یہ فیصلہ اصولِ شرع کی روشنی میں کیا ہو تو جو لوگ ان کے متبعین ہیں ان کے لیے فیصلے پر عمل کرنا ضروری ہے۔ولو احتجم وظن ان ذلك يفطره ثم اكل متعمدا عليه الكفارة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لان الظن ما استند الی دلیل شرعی الا اذا افتاہ فقیہ بالفساد لان الفتوی دلیل شرعی فی حقہ (الیٰ قولہ) لان علی العامی الاقتداء بالفقہاء لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث. (ہدایہ اولین:۲۲۶)

ان کا یہ کہنا 'اس کا وبال ہم پر نہیں ہوگا بلکہ جنھوں نے منع کیا ہے ان پر ہوگا' درست نہیں۔ اگر انھوں نے روزہ قضاء نہیں کیا تو گنہگار رہوں گے۔ فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

سوال: اگر مطلع بالکل صاف ہو اور رؤیتِ ہلال عید الاضحیٰ کے لیے پورا پورا اہتمام کرنے کے باوجود دور نزدیک کہیں بھی کسی شخص نے ۲۹ کا چاند نہیں دیکھا، مگر قاضی نے بعض لوگوں کے کہنے پر ۵ یا ۶ تاریخ کو ۲۹ کی رؤیتِ ہلال کا اعلان کیا اور لوگوں نے اس کے مطابق ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز و قربانی ادا کی، تو ایسی صورت میں فریضۂ صلوۃ و اضحیہ ادا ہو جائیں گے یا نہیں؟ اور اعلانِ قاضی کا وثوق نہ کر کے ۳۰ کے چاند کے مطابق صلوٰۃ و اضحیہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟ ملخصاً

الجواب: جو لوگ اس قاضی کے ماتحت ہیں اور قاضی نے شرعی شہادت سے اعلان کیا ہے تو ان کے ذمے اس پر عمل واجب ہے۔ اس کے خلاف کرنے سے گنہگار ہوں گے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ جدید:۱۰/ ۱۲۰ تا ۱۲۲)

فیصلے میں اختلاف کے سبب نمازِ عید اور اعتکاف کا حکم

سوال یہاں باٹلی میں مسلمانوں کے چاند کے فیصلے میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک گروہ جمعیۃ علماء یوکے (سعودی عربیہ) کی رویت کا اعتبار کرتے ہوئے رمضان اور عیدین کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعین کا اعتبار کرتا ہے، جب کہ دوسرا گروہ باٹلی کے مفتیانِ کرام اور علماءعظام پر مشتمل چاند کمیٹی کے اعلان کا اعتبار کرتے ہوئے رمضان اور عیدین کا تعین کرتا ہے اور عموماً جمعیۃ العلماء کا اعلان دوسرے گروہ کے اعلان سے ایک دن پہلے ہوتا ہے۔اب دونوں گروہ ایک ہی شرعی مسجد میں اپنے اپنے اعلان کے مطابق عیدین ادا کرنا چاہتے ہیں،تو سوال یہ ہے کہ ① اگر پہلے گروہ نے ایک دن پہلے عید کی نماز ادا کرلی،تو پھر دوسرے دن اسی مسجد میں دوبارہ وہی عید کی نماز دوسرا گروہ ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟ ② اور معتکفین کا کیا حال ہوگا؟

جواب کسی مسئلے میں معتبر علمائے کرام کی رائے میں اختلاف ہوتو عامی شخص کے لیے یہ حکم ہے کہ جن کی رائے پر اعتماد ہو اس پر عمل کرے۔ وان كان عامياً اتبع فتوىٰ المفتي فيه الاتقى الأعلم. (شرح عقود رسم المفتی:۱۰۷) لیکن دوسرے گروہ کی رائے کی تغلیط اور ان پر تنقید نہ کرے۔ ہمارے اکابر کا ایسے مسائل میں یہی معمول رہا ہے،لہٰذا ہمیں ان کا اتباع کرنا چاہیے،جس سے دین پر ثابت قدمی میں بڑی تقویت ملتی ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ آیت کریمہ ﴿وكلاً نقص عليك من أنبآء الرسل ما نثبت به فؤادك﴾ (ہود) ترجمہ:اور پیغامبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں) کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: اس میں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کی تثبیت وتقویت وتنشیط میں خاص اثر اور دخل ہے،اسی لیے بزرگوں نے اولیاء کی حکایات جمع کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔(بیان القرآن:۵/ ۶۷)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مختلف فیہ مسائل میں عمل کی بجائے باوقار فقہی مسائل کی آڑ میں ذاتیات کو ہدف بنانا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا! ان کے محتاط طرزِ فکر و عمل سے شاید ہی کوئی نا آشنا ہوگا۔ایک موقع پر حضرت انگلینڈ تشریف لے گئے، وہاں اہلِ علم کے مابین سحری کے آخری وقت کے متعلق اختلاف چل رہا تھا۔اس کے حل کے لیے حضرت کی طرف رجوع کیا گیا۔حضرت نے پانچ سو علماء کی موجودگی میں نہایت ہی محتاط فیصلہ صادر فرمایا، جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔اسی طرح عید الفطر کے چاند میں اختلاف کی صورت میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محتاط عمل معتکفین کے لیے قابلِ توجہ و عمل ہے۔لہٰذا اصل جواب سے پہلے حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل نقل کیا جاتا ہے، اس کو غور سے پڑھیے اور عملی جامہ پہنائیے۔ ملاحظہ کیجیے، 'کرامات و کمالات اولیاء' (افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا یوسف متالا صاحب دامت برکاتہم و مدظلہم) میں لکھا ہے:

حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی کا فیصلہ

آج سے کوئی پچیس برس پہلے، حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ (مفتیِ اعظم ہندوستان) جب یہاں تشریف لائے تھے تو علماء نے مجھ سے کہا کہ یہاں جھگڑا چل رہا ہے ٹائم ٹیبل کا -اس وقت بھی گرمی میں روزے تھے۔کوئی کہتا ہے کہ سحری ختم ہوتی ہے ڈیڑھ بجے، کوئی کہتا ہے ڈھائی بجے، کوئی کہتا ہے ساڑھے تین بجے-تو کوئی چار سو، پانچ سو علماء اکٹھے ہوئے تھے۔صرف علماء، پاور ڈا سٹریٹ مسجد، بریڈفورڈ میں۔سارے فتاویٰ سن کر حضرت نے فیصلہ لکھوایا مفتی مقبول صاحب سے کہ لکھو کہ احتیاط اس میں ہے کہ ڈیڑھ بجے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روزہ شروع کیا جائے، لیکن جو ڈھائی بجے شروع کرتے ہیں، جو ساڑھے تین بجے شروع کرتے ہیں، ان کا روزہ بھی درست، اور ڈیڑھ بجے کے بعد جو فجر کی نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز بھی درست۔ آگے دلیل لکھوائی، فرمایا کہ اس وجہ سے کہ ہم لوگ تو مقلد ہیں، اور مقلد کا کام فتوے پر عمل کرنا ہے، اور یہ تینوں، ڈیڑھ اور ڈھائی اور ساڑھے تین: تین ٹائم ٹیبل والوں کے پاس تینوں طرح کے فتاویٰ ہیں، تو وہ اپنے فتوے پر عمل کر رہے ہیں کسی کو پوچھ کر کے، تو ان میں سے کسی کو غلط نہ کہا جائے۔ کتنی پیاری بات! کتنا پیارا فتویٰ!

انتشار سے بچانے کا اہتمام

ہم نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ (مراد حضرت مولانا محمد زکریا صاحب) کے یہاں ۶۳ء میں سب سے پہلا رمضان گذارا تھا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے دفتر کی مسجد میں پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا تھا۔ انتیس روزے ہوئے اور رات کو ایک بجے کے قریب دیہاتیوں کا ایک وفد آیا، سب لوگ اپنی اپنی عبادت میں مصروف تھے رات کو، اور یہ بہت سارے لوگ پگھڑ باندھے ہوئے آئے۔ بھئی کیا ہوا؟ تو کہنے لگے کہ چاند کی خبر لے کر آئے ہیں۔ شہادت لے کر آئے ہیں۔ تو حضرت کو اطلاع کی معتکف میں۔ حضرت نے فرمایا کہ مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجو۔ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی سہارنپور میں معتکف تھے، مگر دوسری حکیموں والی مسجد میں، جہاں مولانا عاقل صاحب اور مولانا سلمان صاحب کا مکان ہے۔ اس کے قریب جہاں حضرت ہمیشہ نمازِ جمعہ پڑھا کرتے تھے، اس میں مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ معتکف تھے۔ اس وفد کو وہاں بھیجا۔ شہادت والوں کو حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تحقیق کی؛ چاند کیسے دیکھا؟ کہاں پر دیکھا؟ کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقت تھا؟ سب تحقیق کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اطمینان ہو گیا، تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی چلو! اٹھاؤ ہمارا سامان۔ حضرت اعتکاف میں تھے۔ اعتکاف سے مفتی صاحب باہر آ گئے۔ کسی سے یہ نہیں فرمایا کہ بھئی چلو، فیصلہ لکھو کہ میں فیصلہ کرتا ہوں کہ چاند ہو گیا اور کل عید ہے۔

وہاں سے خدام نے آ کر حضرت (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب) کو اطلاع دی کہ مفتی محمود صاحب نے ان سے شہادت لی اور مفتی صاحب تو اپنے معتکف سے گھر میں کمرے میں چلے گئے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا! تو اس کے بعد پھر حضرت بھی کچے گھر آ گئے۔ مگر وہاں شہر کے کچھ حضرات نے کہا کہ ہمارے پاس تو کوئی آیا نہیں! انھوں نے اس فیصلے کو نہیں مانا۔ وہ اَڑ گئے اور انھوں نے کہا کہ نہیں، ہم تو کل عید کا اعلان نہیں کریں گے۔ اب ایک ہی شہر سہارنپور میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا دولت کدہ، حضرت کی مسجد اور مظاہر علوم کا دفتر! دنیا کی بڑی مرکزی جگہ! اور وہاں سے گویا ایک فیصلہ ہوا اور شہر والے جو وہاں کے قاضی وغیرہ تھے، پرانے زمانے سے چلے آ رہے تھے، انھوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کل کو روزہ ہے تو حضرت نے فرمایا مہمانوں سے، کہ دفتر کی مسجد میں جہاں اعتکاف تھا، وہاں اشراق کے وقت عید کی نماز ہو گی۔ مہمان عید کی نماز پڑھ کر جا سکتے ہیں، اور میں ان کے ساتھ عید کی نماز آج نہیں پڑھوں گا، آئندہ کل کو عید کی نماز پڑھوں گا، جہاں مظاہرِ علوم کے مدرسے کی مسجد ہے، تو وہاں دوسرے دن۔ اگلے دن حضرت نے عید کی نماز پڑھی، کوئی جھگڑا نہیں، عید کی نماز تو آج بھی پڑھی جا سکتی ہے، دوسرے دن بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ (کرامات وکمالات اولیاء:۱/ ۸ تا ۱۰)

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات لکھے جاتے ہیں: ① دوسرا گروہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوسرے دن اسی مسجد میں نمازِ عید ادا کرسکتا ہے، یہ جماعتِ ثانیہ نہیں، اس لیے کہ دوسرے دن عید کی نماز پڑھنے والوں کے لیے وہ عید کا پہلا ہی دن ہے۲۔ یہی حکم معتکفین کے متعلق ہے کہ جس گروہ کے اعلان پر اعتماد ہو اسی کے مطابق اپنا اپنا اعتکاف پورا کریں۔

رویتِ ہلال میں اختلاف ہو تو عید و قربانی کیسے ادا کریں؟

سوال امسال عید الاضحیٰ کے موقع پر جنوبی گجرات میں ۲۹ر کے چاند کے حساب سے سنیچر، اتوار، پیر کو قربانی ہوئی۔ اور شمالی گجرات میں ۳۰ر کے چاند کے حساب سے اتوار، پیر اور منگل کو قربانی کی گئی (کیوں کہ اس علاقے میں چاند نظر نہیں آیا تھا، حالاں کہ وہاں پر بھی ۲۹ر کے چاند کی اطلاعات پہنچ چکی تھیں، پھر بھی اتوار، پیر اور منگل تین دن قربانی کرتے رہے) اور تکبیرِ تشریق بھی سنیچر سے شروع کی۔ تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ منگل کی قربانی صحیح ہوئی یا نہیں؟ (اگر صحیح نہیں ہوئی تو اب کیا صورت ہے؟) نیز تکبیرِ تشریق بھی ایک دن کی چھوٹ گئی، تو کیا بستی والے گنہگار ہوں گے کہ نہیں؟ اگر تارکِ تکبیرِ تشریق کی وجہ سے پوری بستی گنہگار ہوئی تو توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب جہاں رویتِ ہلال کمیٹی قائم ہے، اور اس میں ثقہ، ماہرِ شریعت علماء موجود ہیں، وہاں والوں کو اس کے فیصلے کے مطابق عید کرنا چاہیے۔ اگر شمالی گجرات میں ہلال کمیٹی کو ہلالِ عید الاضحیٰ کا شرعی ثبوت و شہادت میسر نہ آنے کی وجہ سے اس نے اتوار کی عید کا اعلان کیا، تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ عہدِ صحابہ (قرون مشہود لہا بالخیر) میں بھی اس نوع کے واقعات ہوئے ہیں۔ جو حضرات مسائلِ شرعیہ سے واقف ہیں، ان کے لیے یہ امرِ غریب نہیں ہے۔ جہاں والوں نے ماہرِ شریعت، ثقہ علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی کے فیصلے کے مطابق جس دن عید منائی اور قربانی کی وہ درست ہے۔ ☐☐

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا کی اہم مطبوعات

☐ **تعلیم اسلام**: 344 صفحات کی اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام و مسائل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت، روزمرّہ کی سنتیں اور مسنون دعائیں با حوالہ جمع کی گئی ہیں، جس پر متعدد اکابر علمائے ہند کی تقریظات و تائیدات بھی موجود ہیں، جن سے کتاب کے استناد میں اضافہ ہوتا ہے۔

☐ **مومن اور اسلامی سال**: 352 صفحات کی اس کتاب میں قمری مہینوں سے متعلق فضائل و اعمال کو مستند انداز میں پیش کیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ کن اوقات میں اسلام نے کن عبادتوں کو مشروع اور کن چیزوں کو بدعت قرار دیا ہے۔

☐ **خلع کا نظام**: 144 صفحات کی اس کتاب میں اسلام میں رائج خلع کے نظام اور اس کے متعلق مسائل کو انتہائی مدلل انداز میں پیش کیا اور معترضین کے جوابات کا دندانِ شکن جواب دیا گیا ہے۔

☐ **اعتکاف**: فضائل و مسائل اور تحقیقی مباحث؛ 240 صفحات کی اس کتاب میں اعتکاف کے فضائل و مسائل اور تحقیقی مباحث وغیرہ کو تین ابواب کے تحت نئے انداز اور سادہ زبان میں مدلل و محقق پیش کیا گیا ہے۔

☐ **سیرتِ احمد** ﷺ (حقوق، حقائق اور تعلیمات): 240 صفحات کی اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو ایک خاص طرز پر درجِ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؛ سیرت، حقوق اور حقائق تعلیمات۔ جسے جدید ذہنوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

☐ **قرآنیات**: 240 صفحات کی اس کتاب میں درجِ ذیل چھے علمی و تحقیقی رسالے یک جا شائع کیے گئے ہیں: ① قرآنِ کریم کے حقوق ② تلاوتِ قرآنِ کریم کے فضائل و مسائل ③ ختمِ قرآن کتنے دن میں؟ ④ قرآنِ کریم کے متن و ترجمے کے نئے مسائل ⑤ قرآنِ کریم کا منظوم ترجمہ: احکام و مسائل ⑥ قرآن خوانی کی رسم: شریعت کی نظر میں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

❏ **رسائل ابنِ یامین** (جلد اول): 400 صفحات کی اس ضخیم کتاب میں اُن دس اہم موضوعات پر مستقل تحقیقی رسالے شائع کیے گئے ہیں، جنھیں غیر مقلدین اکثر موضوعِ بحث بناتے ہیں۔ عنوانات حسبِ ذیل ہیں: ① ایمان واسلام کی تعریف اور ان کے مابین فرق ② وحدۃ الوجود کی حقیقت ③ استویٰ علی العرش: اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک ④ ختمِ قرآن کتنے دن میں ⑤ نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ ⑥ تراویح و تہجد: دو مختلف نمازیں ⑦ **التحقیق النجیح فی صلوٰۃ التسبیح** ⑧ قربانی محض سنت نہیں واجب ہے ⑨ ایامِ قربانی کی صحیح تعداد ⑩ شبِ محمود یعنی شبِ براءت کی حقیقت۔

❏ **رسائل ابنِ یامین** (جلد دوم): 400 صفحات کی اس ضخیم کتاب میں حسبِ ذیل بیس علمی وفقہی رسائل ومقالات شامل ہیں: ① غلو فی الدین ② وضو کے بعد آسمان کی طرف اشارہ کرنا ③ فرض نمازوں کے بعد دعا ④ نمازِ قضاے عمری ⑤ گرمیوں میں تبریدِ ظہر ⑥ قنوتِ نازلہ: ثبوت، اہمیت، طریقہ ⑦ جمعے کے دن زوال کا حکم ⑧ جمعے کی اذانِ ثانی کا جواب ⑨ دعاء بین الخطبتین ⑩ ایامِ بیض کی تحقیق ⑪ شوال کے چھے نفلی روزے ⑫ عشرۂ ذی الحجہ وقربانی کے فضائل ومسائل ⑬ قربانی میں شرکت کے اہم مسائل ⑭ بغیر محرم کے سفرِ حج ⑮ زمزم کے فضائل ومسائل ⑯ عیدین کے چند اعمال ⑰ بچوں کے نام فرشتوں کے نام پر رکھنا ⑱ برتھ ڈے کی شرعی حیثیت ⑲ وارث کو عاق کرنا ⑳ موبائل: کردار ومسائل۔

❏ **رسائلِ محمودیہ**: 560 صفحات کی اس ضخیم کتاب میں حسبِ ذیل دس علمی و دینی رسالے شامل ہیں: ① معارفِ دعوت وتبلیغ ② فضائلِ حج و حاجی: چالیس حدیثیں ③ پیامِ محمود: نکاح سے متعلق چالیس حدیثیں ④ طلاق کا نظام: چند شبہات کا ازالہ ⑤ خلع کا نظام: قرآن وسنت کی روشنی میں ⑥ تعددِ ازواج کا عادلانہ نظام: چند شبہات کا ازالہ ⑦ نمازِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز کے مسائل واحکام آسان زبان میں ⑧ صومِ محمود: روزے کے ضروری احکام ومسائل ⑨ نمازِ تراویح کی صحیح تعدادِ رکعات ⑩ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا تعارف اور عقیدۂ مہدی ومسیح۔

❏❏❏❏

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/